پیکر اخلاص

مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

حیات و خدمات

از قلم
محمد رمضان یوسف سلفی

دار الحدیث
جامعہ معاویہ رض

پیکرِ اخلاص

مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

حیات و خدمات

از

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی حفظہ اللہ

چیف ایڈیٹر ماہنامہ صدائے ہوش لاہور

ناشر

دار الحدیث جامعہ معاویہ رضی اللہ عنہ

کے پی ایس روڈ رحیم ٹاؤن، جی ٹی روڈ فیروز والا، شاہدرہ، لاہور

نام کتاب

پیکر اخلاص
مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

از قلم
مولانا محمد رمضان یوسف سلفی حفظہ اللہ
چیف ایڈیٹر ماہنامہ صدائے ہوش لاہور

اشاعت ــــــ اپریل 2012ء

اہتمام ــــ مولانا محمد زاہد ہاشمی الازہری
0345-[illegible]030800

مطبع ــــ قدوسیہ اسلامک پریس
Tel # 042-37351124,7230585
Cell# 0321-7351350
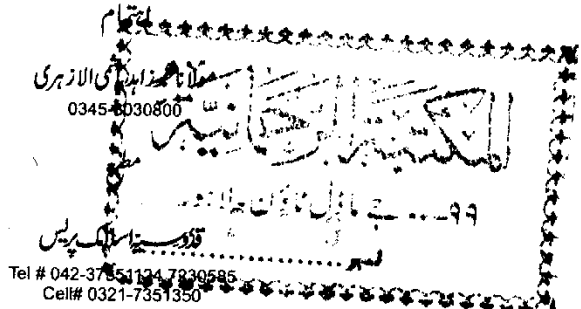
ملنے کے پتے

(1) مرکزی دار الامارت جماعت غرباء اہل حدیث محمدی مسجد برنس روڈ کراچی 021-32628102

(2) مکتبہ ایوبیہ حدیث محل محمدی مسجد اے ایم نمبر ۱ برنس روڈ کراچی 021-32632692

(3) مکتبہ ستاریہ، جامعہ ستاریہ بلاک نمبر 6 گلشن اقبال کراچی 0321-2295652

فہرست

مؤرخ اہل حدیث **مولانا محمد اسحاق بھٹی** حفظہ اللہ فرماتے ہیں

عزیز القدر محمد رمضان سلفی کا شوق' مطالعہ' اسلوب نگارش اور بزرگان دین سے پُرخلوص تعلق ان کے وہ اوصاف ہیں جو ان کے بہتر مستقبل کے آئینہ دار ہیں۔

ہماری عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

محمد اسحاق بھٹی

1999-4-6ء

انتساب

بقیۃ السلف' استاذ الاساتذہ' شیخ الحدیث

حضرت مولانا

محمد یوسف راجووالوی حفظہ اللہ

کے نام

جو اپنی دلآویز شخصیت' تقویٰ وصالحیت' علم وعمل اور علمائے اہل حدیث سے بے پناہ محبت کے باعث مرجع خلائق ہیں۔ 1949ء سے آپ پنجاب کے ایک دورافتادہ علاقے منڈی راجووال (ضلع اوکاڑہ) میں درس وتدریس کی مسند پر جلوہ افروز ہوکر لوگوں کو قرآن وحدیث کا علم پڑھا کر توحید وسنت کی ضیاء پاشیاں کررہے ہیں۔ اس علاقے میں ان کا قائم کردہ ''دارالحدیث جامعہ کمالیہ'' مینارہ نور ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دن دُگنی رات چوگنی ترقی دے آمین۔

مولانا صاحب میرے مہربان خاص ہیں ان کی بے لوث شفقت ومحبت اور پرخلوص دعائیں میرے قلب وروح کی تسکین کا باعث ہیں۔ میں پہلی باران کی خدمت عالیہ میں سلام عرض کرنے کے لئے اپنے بزرگ دوست مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمراہی میں راجووال حاضر ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ مولانا یوسف صاحب کا سایہ تادیر جماعت پر قائم ودائم رکھے اور انہیں صحت وسلامتی عطا فرمائے۔ آمین

محمد رمضان یوسف سلفی

15 جنوری 2012ء

احوال واقعی

میرے محسن ومربی حضرت مولانا محمد ادریس ہاشمی نور اللہ مرقدہ جماعت کے ان رجال کار سے ایک تھے جنہوں نے بدو شعور سے لے کر موت کی آغوش میں جانے تک دین اسلام کی ترویج واشاعت جماعت اہل حدیث کی تعمیر وترقی اور مسلک حق اہل حدیث کے فروغ میں دن رات کام کیا۔ اس نیک کام کے سلسلے میں ان کی راہ میں طرح طرح سے روڑے اٹکائے گئے اور انہیں اس مشن سے دور رکھنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ اپنی فکر کی پختگی اور دین اسلام کی سچی تڑپ سے سرشار آگے ہی بڑھتے چلے گئے اور انہوں نے اپنی شبانہ روز تگ وتاز سے وہ کام کر کے دکھایا جو بہت سے ادارے اور تنظیمیں بھی مل کر شائد سرانجام نہ دے سکیں۔ بلاشبہ وہ ایک تحریکی آدمی تھے اور ان جیسے رجال کار ہی جماعتوں کی ترقی اور زندگی کا باعث بنتے ہیں۔ جماعت غرباء اہل حدیث سے ان کو تعصب کی حد تک لگاؤ تھا۔ اور جماعت بھی ان کے اس لگاؤ کے باوصف انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھی اور پھر انہوں نے اپنی حیات مستعار میں جماعت کے لئے جو خدمات انجام دی وہ ایک قابل تحسین پہلو ہے۔ ہاشمی صاحب نے پنجاب میں جماعت غرباء اہل حدیث کو جس طرح زندہ رکھا وہ انہی کا خاصہ تھا۔ وہ اپنے حصے کا کام کر کے چلے گئے مجھے امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی حسنات کے باعث یقیناً ان سے اچھا سلوک کیا ہوگا۔ ہاشمی صاحب چلے گئے اور اپنے پیچھے حسیں یادوں کا ایک وسیع سلسلہ چھوڑ گئے۔ میرے وہ نہایت پیارے بزرگ دوست تھے۔ عرصہ سولہ (16) سال ان سے دوستانہ رہا۔ میں نے اس کتاب میں جہاں اپنی دوستی کے چند واقعات بیان کر کے بیتے دنوں کی یاد تازہ کی ہے وہیں ان کی زندگی کے لیل ونہار اور جماعتی خدمات کو بھی تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ اور اب یہ یادداشتیں ایک مستقل کتاب ''مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ حیات وخدمات'' کے نام سے قارئین کے سامنے ہے۔ اس کتاب کی ترتیب کے دوران مجھے مولانا فاروق الرحمان یزدانی مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد اور دیگر جن دوستوں کا تعاون حاصل رہا میں ان تمام کا ممنون احسان ہوں۔ بالخصوص مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ حضرت الامام مولانا عبدالرحمان سلفی حفظہ اللہ' مولانا عبدالعظیم حسن زئی ایڈیٹر صحیفہ اہل حدیث کراچی' برادرم مولانا محمد زاہد ہاشمی الازہری کہ انہوں نے حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ اس کتاب پر اپنے خوب صورت تاثرات لکھے۔ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو دنیا وآخرت میں میرے لئے ذریعہ نجات بنائے آمین۔

محمد رمضان یوسف سلفی

نمائندہ جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان

چیف ایڈیٹر صدائے ہوش لاہور

یکم جنوری 2012ء

ایک خوش گفتار عالم دین

مؤرخ اہل حدیث جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

مولانا محمد ادریس ہاشمی میرے حلقہء احباب کے لائق احترام رکن تھے۔ عالم باعمل اور پیکر صالحیت و پارسائی۔ متواضع اور منکسر مزاج۔ کئی سال پیشتر انہوں نے لاہور میں مدرسہ بھی جاری کیا، جس سے بہت سے بچوں نے تعلیم حاصل کی، دو تین مسجدیں بھی بنوائیں جن میں کتاب وسنت کی تبلیغ کا سلسلہ شروع ہوا۔ تحریری صورت میں اشاعت دین کے لیے ماہنامہ رسالہ ''صدائے ہوش'' کے نام سے جاری کیا۔ وہ بے حد محنتی اور باہمت عالم تھے، ان کا حلقہ تعارف بہت وسیع تھا اور ہر شخص سے مخلصانہ انداز سے پیش آتے تھے۔

ان کے جاری کردہ مدرسے اللہ کے فضل سے اب بھی قائم ہیں، جن میں اشاعت دین کا سلسلہ بحمد اللہ باقاعدگی سے جاری ہے، اور ان شاء اللہ جاری رہے گا۔ یہ ان کا صدقہ جاریہ ہے جس کا اجر انہیں بارگاہ الٰہی سے ہمیشہ ملتا رہے گا۔

میرے ساتھ ان کے طویل مدت سے مراسم قائم تھے۔ میں نے ان کو اچھے دوست اور مخلص انسان پایا۔ ان کی زبان سے کبھی کسی کی برائی نہیں سنی۔ یہ بہت بڑا وصف تھا جس سے اللہ نے انہیں بہرہ ور فرمایا تھا۔ اگر کسی نے ان سے کسی معاملے میں اختلاف بھی کیا تو انہوں نے اس کا بہتر انداز میں جواب دیا خفگی کا اظہار نہیں کیا۔

وہ سادہ زندگی بسر کرتے تھے اور سادگی ہی ان کا طرہ امتیاز تھا، نہ ان کو اپنے علم پر فخر تھا اور نہ اپنی خدمات دینی کا بڑھ چڑھ کر اظہار کرتے تھے۔ وہ نرم کلام اور خوش گفتار عالم دین تھے۔ انہوں نے جو دینی خدمات سرانجام دیں وہ خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ زندگی اور موت کے معاملات اللہ کے اختیار میں ہیں۔ ہم عاجز بندے اس میں دخل نہیں دے سکتے۔ اگر ان کی زندگی وفا کرتی تو ہمیں یقین ہے کہ ان کی خدمات دینی کا دائرہ بہت وسیع ہوتا۔

انہوں نے اپنی استطاعت کے مطابق شفاخانہ بھی قائم کیا جو اس علاقے کے لوگوں کے لیے بہت فائدے کا باعث ہے۔ وہ چوں کہ جدید وقدیم علوم میں مہارت رکھتے تھے اور حالات کی رفتار اور لوگوں کی ضروریات کو اچھی طرح سمجھتے تھے اس لیے ان کے منصوبے وسیع تھے۔ افسوس ہے وہ جلد دنیا سے رخصت ہو گئے اور اپنے منصوبوں کو مکمل نہ کر سکے۔ یقین ہے کہ ان کے ورثاء اور قریبی عزیز جوان کی رفتار کار اور اسلوب عمل سے آگاہ ہیں' ان کے جاری کردہ منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے اخلاف کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازے۔ (آمین)

ہمارے عزیز دوست محمد رمضان یوسف سلفی کو داد دینی چاہیے کہ انہوں نے اس درویش منش عالم کے سوانح حیات مرتب کیے اور اسے کتابی شکل میں لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ یہ بہت بڑی خدمت ہے جو انہوں نے بڑی محنت سے سرانجام دی۔ یہ کتاب مولانا محمد ادریس ہاشمی کی خدمات گونا گوں کا دلچسپ مجموعہ ہے۔ میری دعا ہے کہ اس کتاب کو قبولیت عامہ حاصل ہو اور قارئین اس سے استفادہ کریں۔

میں ان کے متعلق بہت کچھ لکھنا چاہتا تھا لیکن افسوس ہے دائیں ہاتھ میں تکلیف کی وجہ سے لکھ نہیں سکتا۔ اس پر قارئین سے معذرت خواہ ہوں اور دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

محمد اسحاق بھٹی

11 جنوری 2012ء

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کا 11 ستمبر 2011ء کو ایک ایکسیڈنٹ میں دایاں بازو فریکچر ہو گیا تھا اور دائیں ہاتھ پر بھی زخم آئے۔ الحمد للہ اب وہ روبصحت ہیں۔ ان کی مولانا ہاشمی صاحب اور راقم کے ساتھ گہری محبت ہے کہ انہوں نے تکلیف کے باوجود مذکورہ مضمون لکھ کر بھجوایا۔ اس پر ہم ان کے شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامل صحت عطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین

کلماتِ تبریک

جناب مولانا حافظ عبدالرحمان سلفی حفظہ اللہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالمرسلین محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد

مولانا محمد ادریس ہاشمی، جماعت غرباء اہل حدیث کا عظیم سرمایہ تھے۔ انہوں نے تمام عمر جماعت کے ساتھ بے لوث وابستگی قائم رکھی اور تن من دھن سے جماعت کا کام کر کے گراں قدر خدمات سرانجام دیں، ان جیسے جماعتی کارکن برسوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ وہ پنجاب میں جماعت کا اہم ستون تھے۔ ہمہ وقت جماعتی احباب سے رابطے میں رہ کر جماعت کی تعمیر وترقی میں کوشاں رہتے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو علمی، عملی، تعلیمی اور تنظیمی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ اوائل عمر میں ہی انہوں نے جماعت کے لئے کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر جب وہ بسلسلہ ملازمت لاہور میں اقامت پذیر ہوئے تو انہوں نے لاہور میں جماعت کی تنظیم سازی کے ساتھ ساتھ اس بلدہ علم میں جماعت کی کئی عظیم الشان مساجد اور جی ٹی روڈ (رحیم ٹاؤن میں) دارالحدیث جامعہ معاویہ اور مسجد ابوسفیان تعمیر کی۔ اور وہ ان مساجد اور مدارس کی تعمیر وترقی میں رات دن مصروف رہے۔ سکول کی ملازمت کے ساتھ ساتھ وہ پنجاب کے دور دراز علاقوں اور شہروں کے دورے کرتے اور دعوت وتبلیغ کا کام کر کے جماعتی کاز کو بڑھاتے۔ پنجاب میں جماعت کے جو افراد دور دراز علاقوں میں قیام پذیر تھے ان سے بھی رابطہ رکھتے۔ کراچی میں جماعت کی سالانہ قرآن وحدیث کانفرنس میں ان کی شرکت لازمی ہوتی اور وہ کانفرنس کے اجلاسوں میں اپنے خطابات سے سامعین کو محظوظ کرتے۔ جماعت غرباء اہل حدیث سے ان کو والہانہ لگاؤ تھا اور وہ جماعت کی دعوت اور منشور پر بڑی عمدہ گفتگو کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو فہم وفراست اور دیانت وصداقت کی دولت سے بھی خوب نوازا تھا۔ ان جیسے مخلص افراد سے ہی جماعتیں ترقی کی منازل طے کرتی ہیں۔ ان کی رگ رگ میں جماعت کی محبت اور مسلک اہل حدیث کے فروغ کا جذبہ پایا جاتا تھا۔ وہ اپنے دور کے غیور اہل حدیث عالم دین تھے۔ محمدی مسجد راوی روڈ، مسجد امیر معاویہ المدد پاک کالونی، مسجد عمر فاروق رچنا ٹاؤن، مسجد ابوسفیان، دارالحدیث جامعہ معاویہ رحیم ٹاؤن اور ابوسفیان فری ہسپتال المدد پاک کالونی راوی روڈ ان کی دینی مساعی اور جماعتی خدمات کا منہ بولتا ثبوت

ہے۔ ہاشمی صاحب کے بعد اب ان کے ورثاء جناب شفیق الاسلام ہاشمی' زبیر ہاشمی اور مولانا محمد زاہد ہاشمی الازہری کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہاشمی صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جماعت کے ان اثاثوں کی حفاظت کریں اور جماعت غرباء اہل حدیث کو مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ ہاشمی صاحب کے جاری کردہ منصوبہ جات کی تکمیل کریں۔

بلاشبہ مولانا ہاشمی صاحب کی وفات سے جماعت میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ جماعت کے لئے ان کی وفات عظیم سانحہ ہے۔ ہم ہاشمی صاحب کی جماعتی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرما کر ان کے درجات کو بلند فرمائے اور انہیں جنت کی بہاریں نصیب ہوں (آمین)

مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات اس قدر رفیع ہیں کہ ان کا جامع تذکرہ ہونا چاہیے اس بات کو ملحوظ رکھ کر جماعت کے نامور قلمکار اور مؤرخ جناب مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب نے مولانا محمد ادریس ہاشمی کے حالات و واقعات اور خدمات پر بہت عمدہ کتاب مرتب کر دی ہے۔ قارئین مولانا رمضان یوسف سلفی کے نام اور کام سے اچھی طرح آگاہ ہیں وہ دور حاضر میں جماعت کے بہترین لکھنے والوں سے ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان کو تحریر و تصنیف کا عمدہ ذوق عطا کیا ہے۔ انہوں نے مضمون نگاری کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف میں بھی خاطر خواہ کام کیا ہے۔ اور اب تک ان کے قلم سے اللہ کے چار ولی' مولانا عبدالوہاب دہلوی اور ان کا خاندان' عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں علمائے اہل حدیث کی مثالی خدمات اور مولانا محمد اسحاق بھٹی حیات و خدمات' علمی و ادبی حلقوں سے تحسین وصول کر چکی ہیں اور اب مولانا ہاشمی صاحب کے بارے ان کی کتاب اشاعت پذیر ہو رہی ہے۔

ہاشمی صاحب کے بارے ان کی یہ کاوش سوانحی ادب میں اچھا اضافہ ہے۔ اس کتاب میں جماعتی تاریخ کے ساتھ مولانا ہاشمی صاحب کی زندگی اور جماعتی خدمات کے گوشوں کو بھی عمدگی سے اجاگر کر دیا گیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب جماعتی حلقوں میں ذوق و شوق سے پڑھی جائے گی۔ آخر میں ہم اللہ کے حضور دعا گو ہیں کہ وہ مولانا محمد رمضان یوسف سلفی کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور ان کا رواں قلم جماعتی تعمیر و ترقی اور اسلاف کے حالات و واقعات پر سلامت روی سے چلتا رہے۔ آمین

عبدالرحمان سلفی

امیر جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان

حرفِ چند

جناب مولانا محمد زاہد الہاشمی الازہری حفظہ اللہ

الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین و بعد

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اللہ رب العزت کی ذات نے انسان میں گوناگوں خوبیاں جمع کی ہیں مگر کچھ ایسی خاص شخصیات ہیں جنہیں ان خوبیوں سے خصوصاً نوازا جاتا ہے انسانی تاریخ میں یہ ہستیاں نابغہ روزگار شمار ہوتی ہیں۔

''مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ'' ایسی ہی ایک شخصیت ہیں جو جماعت غرباء اہل حدیث کے ان علماء میں شامل ہیں جن کی جماعتی نظریہ وفکر کی ترویج واشاعت میں مساعی جمیلہ قابل تحسین وتقلید ہے' جماعتی تفکر' اور تنظیمی رجحان نیز تبلیغی دورے اور جماعتی منشور کے پھیلاؤ میں ان کی خدمات ہر قربانی اور ذاتی ایثار کی امثال سے پُر ہیں اپنی سیاسی' جماعتی' تعلیمی و تصنیفی خدمات کی بناء پر اہل علم کی آراء ان کے بارے میں ہے کہ'' ہاشمی صاحب اپنی ذات میں انجمن ہیں۔

مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ساری زندگی جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ صوبہ پنجاب میں جماعت غرباء اہل حدیث کا تعارف اور اس کو فعال کرنا نیز جماعتی مساجد و مدرسہ کی تعمیر و اجراء' ناکافی وسائل اور نامساعد حالات کے باوجود اپنی انتھک کوششوں سے جماعتی مقصد و منشور کے حصول کی تاعمر کوشش جاری رکھی اپنی آخری سانس تک آپ نے صوبہ بھر کے ہر ڈویژن و ضلع میں جماعتی دورے جاری رکھے اور جماعتی تنظیم سازی و رکن سازی مہم جاری رکھی۔ آپ کی بے شمار محنتوں کا ثمر جماعتی منشور و مقصد سے جڑے ہوئے وہ جماعتی ادارے و افراد ہیں جنہیں آپ کے اخلاص و تبلیغ نے متاثر کیا۔

مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ انتہائی سادہ و پروقار شخصیت کے مالک تھے سنجیدگی و متانت آپ کا خاصا تھا' ریاکاری اور دکھاوے سے آپ کا دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ عاجزی وانکساری کا

پیکر تھے۔ دوست نواز وقدردان آدمی تھے حسن اخلاق کا یہ عالم تھا کہ ہر شخص آپ کا گرویدہ تھا۔ حلقہ احباب وسیع تر تھا مشفق ومہربان ہستی تھے۔

آپ نوجوانوں کو اقبال کا شاہین سمجھتے تھے ان کی بے پناہ صلاحیتوں کے معترف تھے اور یہی وجہ ہے کہ آپ نوجوانوں کے کام کی حوصلہ افزائی فرماتے' آپ اکابر کا تذکرہ بڑے ادب واحترام اور خاص والہانہ انداز میں کرتے۔

مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل خاکہ ان سطور میں ممکن نہیں لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسی نابغہ روزگار شخصیت کا مکمل تعارف کرایا جائے' ان کی خوبیوں اور کمالات کو یکجا کیا جائے' ان کی خدمات جلیلہ کا تفصیلی تذکرہ مرتب کیا جائے' تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے اسے محفوظ کر دیا جائے۔ یہ کام مشکل اور محنت طلب بھی ہے اور کار خیر بھی۔

الحمد للہ میرے انتہائی محترم ساتھی اور برادر عزیز مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب نے اس ضرورت کو نا صرف محسوس کیا بلکہ اس کام کا بیڑا بھی اٹھایا اور جماعت غرباء اہلحدیث کے اکابر کی فہرست میں ''ہاشمی صاحب'' کی خدمات کا ذکر کتابی صورت میں جمع کر دیا' تاکہ آنے والی نسلیں استفادہ اور تحریک حاصل کرسکیں۔

مولانا محمد رمضان سلفی اپنے مخصوص اسلوب نگارش کی بناء پر علمی' دینی اور تعلیمی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ انتہائی مخلص' مشفق اور محنتی انسان ہیں کام کی خصوصی لگن ودلچسپی آپ کی شخصیت کا خاصہ ہے مولانا ہاشمیؒ کے بارے میں ان کی کاوش اور محنت لائق تحسین ہے ان کا نہایت عمدہ اور پروقار تعارف کرایا ہے اس پر ہم سلفی صاحب کے شکر گذار بھی ہیں اور دعا گو بھی ''اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے'' اس تذکرہ کو ہاشمی صاحبؒ کے حق میں بطور سچی شہادت قبول فرماتے ہوئے ذریعہ نجات بنائے اور اللہ ہم سب کو اہل علم کی قدردانی اور ان کے مشن سے محبت والفت کی توفیق دے (آمین)

محمد زاہد ہاشمی الازہری

مہتمم دارالحدیث جامعہ معاویہ لاہور

07 اکتوبر 2011ء

تقدیم

جناب مولانا عبدالعظیم حسن زئی حفظہ اللہ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم. اما بعد

وطن عزیز پاکستان کے حالات و واقعات پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو ہر کوئی نفسانفسی اور خودغرضی کے فریب میں مبتلا دکھائی دیتا ہے۔ ایک دوڑ ہے جو دنیا کمانے کے چکر میں لگی ہوئی ہے اور ہر کوئی اس میں جکڑا دکھائی دیتا ہے۔ ایسے میں اگر کوئی انسان کسی عالم دین کے بارے کچھ لکھتا اور دینی مساعی انجام دیتا ہے تو یہ اخلاص اور دینی رشتہ اور مسلکی تعلق کی پختگی کی دلیل ہوگی، ورنہ کسی کے پاس اتنا وقت کہاں کہ اپنا وقت علماء اور اکابر کی خدمات سے عوام کو روشناس کروانے کے لیے صرف کرے۔ خاص کر پاکستان میں کہ جہاں مہنگائی نے ہر شخص کو فکر معاش میں ایسا گرفتار کیا ہے کہ کسی اور طرف سوچنے کے قابل نہیں چھوڑا۔ مگر ان تمام تر مسائل، مشکلات اور کٹھن حالات کے باوجود چند افراد ایسے ہیں جو صرف اپنے لیے نہیں جیتے بلکہ ان کی ہمہ وقت کوشش یہ رہتی ہے کہ کچھ نہ کچھ علمی، دینی اور اصلاحی کام ہوتا رہے۔ ان افراد میں سے ایک نام جناب رمضان یوسف سلفی صاحب حفظہ اللہ کا ہے جنہوں نے فکر معاش کو کبھی افکار کی تبلیغ میں رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ فللّٰہ الحمد

رمضان یوسف سلفی نے کم عرصہ میں جتنا تحریری اور تصنیفی کام کیا ہے یہ ہر لحاظ سے بہت زیادہ داد و تحسین اور تعریف کے لائق ہے۔

والدہ محترمہ کی دعائیں مولانا امام عبدالرحمان سلفی مدظلہ العالی کا دست شفقت اور حوصلہ افزائی، اپنی ذاتی لگن، محنت اور مطالعہ کے شوق نے انہیں تحریر کی ایسی صلاحیت مہیا کردی ہے کہ آج بحمد اللہ جماعت اہل حدیث کے معتبر مؤلفین اور ملک کے نامور اہل قلم میں شمار ہوتے ہیں۔

رمضان یوسف سلفی کی زندگی کا مختصر خاکہ: نام محمد رمضان والد کا نام محمد یوسف، دادا کا

نام غنی' تاریخ ولادت 4 دسمبر 1967ء جائے پیدائش پکی پنڈوری' فیصل آباد کے نواح میں ایک گاؤں ہے۔ (تقسیم ہند سے قبل ان کا خاندان ضلع ہوشیار پور کے گاؤں میانی پٹھانوں والی میں آباد تھا) سلفی صاحب 1978ء میں والدین کے ہمراہ گاؤں سے فیصل آباد شہر منتقل ہو گئے۔

جب یہ اسکول میں پانچویں جماعت میں تھے کہ والد صاحب کا انتقال ہو گیا یہ 13 دسمبر 1979ء کی بات ہے۔ اس کے بعد جب ہائی اسکول میں داخل ہوئے تو حالات نے مزید تعلیم جاری رکھنے کی اجازت نہ دی اور اسکول کو خیر آباد کہہ کر ایک نٹ بولٹ بنانے والی فیکٹری میں ملازمت اختیار کر لی۔ اٹھارہ سال تک یہ مشقت کر کے اپنے گھر کی کفالت کی ذمہ داری نبھاتے رہے۔ پھر تین سال تک ہوزری میں مفلر بنانے کا کام کیا۔ مگر غم روزگار کی مصروفیات نے ان کی تعلیم وتعلم کے شوق میں رکاوٹ پیدا نہیں کی اس شوق کی تکمیل کے لیے جامع مسجد محمدی اہلحدیث نثار کالونی میں قاری منیر احمد سعید حفظہ اللہ سے قرآن مجید ناظرہ پڑھا۔ حکیم ثناء اللہ ثاقب سے قرآن مجید کا ترجمہ اور پوری بخاری شریف کا درس لیا اور مکمل بخاری شریف کی سماعت کی۔ اس کے علاوہ دیگر علماء سے بھی انہیں علمی استفادہ کا موقع ملا جن میں مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی' مولانا عبدالرحمٰن سلفی امیر جماعت غرباء اہل حدیث' مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ مولانا عبدالقادر روپڑیؒ مولانا ارشادالحق اثری اور مولانا عبدالجبار سلفی وغیرہ قابل ذکر شخصیات ہیں۔

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی کو دینی کتب ورسائل کے مطالعہ کا شوق بچپن سے تھا البتہ اپنے مطالعہ کو قرطاس پر منتقل کرنے کا آغاز انہوں نے 1990ء سے کیا اور سب سے پہلا مضمون ''رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم شباب'' کے عنوان سے تحریر کیا جو انعامی مقابلے کے لیے لکھا گیا تھا اور تحریر کے اس مقابلے میں ان کی پہلی کاوش انعام کی مستحق قرار پائی۔ یہ بھی اعزاز کی بات ہے کہ پہلی تحریر ہی انعام کی مستحق ٹھہری' اس کے بعد لکھنے کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوا جو آج تک بفضل ایزدی جاری ہے بلکہ اس میں وقت کے ساتھ ساتھ' علماء کی صحبت اور مطالعہ کے ذوق اور تحریر کے شوق کی وجہ سے پختگی اور نکھار آتا گیا۔ آج بفضل خدا اہل حدیث کے معروف

اور مایہ ناز اہل قلم میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ گذشتہ چند سال سے سلفی صاحب نے مضامین کے ساتھ ساتھ تالیف کتب کا بھی آغاز کیا ہے اور اس میدان میں بھی بہت سی مفید کتب تالیف کی ہیں۔ جن میں خاص طور پر ''مؤرخ اہلحدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حیات و خدمات'' ہے۔ جس نے اشاعت کے ساتھ ہی قبول عام حاصل کر لیا ہے اور ہر خاص و عام نے اسے پسندیدگی سے نوازا ہے اسی طرح ان کی ایک اور ضخیم تصنیف ''مولانا عبدالوہابؒ دہلوی اور ان کا خاندان'' ہے جس میں جماعت غرباء اہل حدیث کے بانی اور امام اور ان کے خاندان کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ یہ کتاب بھی سلفی صاحب کی شبانہ روز محنتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے جس نے بھی یہ کتاب پڑھی ہے داد دیے بنا نہیں رہ سکا تقریباً تمام اہل حدیث رسائل و جرائد میں اس کتاب پر تبصرے اور تحسین آمیز آراء شائع ہو چکی ہیں اسکے علاوہ 100 کے قریب علماء اہل حدیث کے حالات زندگی تحریر کر چکے ہیں جو مختلف رسائل میں شائع ہو کر قارئین سے داد حاصل کر چکے ہیں۔

اس سلسلے کی ایک اہم کڑی پیش نظر کتاب ''مولانا محمد ادریس ہاشمی حیات و خدمات'' ہے۔ مولانا ادریس ہاشمی جماعت اہل حدیث کے سرخیل علماء میں شمار ہوتے تھے ان کی تحریری اور تقریری خدمات کا ایک جہاں معترف ہے مگر دنیا سے چلے جانے کے بعد اکثر ایسی جلیل القدر ہستیوں کی خدمات فراموش کر دی جاتی ہیں۔ حالانکہ یہ خدمات بعد میں آنے والوں کے لیے ایک روشنی اور رہنمائی کا کام کرتی ہیں۔ ان سے استفادہ کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ انہیں کتاب کی صورت میں محفوظ کر کے آئندہ اور موجودہ نسل کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ نفسا نفسی کے اس دور میں جناب رمضان یوسف سلفی صاحب کی یہ کاوش اور محنت اور اپنے بزرگ دوست ایک عالم اہل حدیث سے عقیدت و محبت لائق صد تحسین ہے ورنہ دنیا سے چلے جانے کے بعد لوگ اپنی محبوب ترین ہستیوں کو چند دن میں بھول جاتے ہیں۔ یہ پرخلوص محبت ہی ہے جس نے سلفی صاحب کو اپنے دوست کی سوانح لکھنے پر آمادہ کیا۔

کتاب کے مندرجات کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔ مولانا محمد ادریس ہاشمی صاحب کا خاندانی پس منظر ان کے والد محترم سید شریف حسین ہاشمیؒ کی جماعتی وابستگی اور حالات زندگی' مولانا

ہاشمی کے ابتدائی حالات، تعلیم وتدریس، تصنیفی خدمات، لاہور میں جماعت غرباء اہل حدیث کی تنظیم سازی، جماعتی مدارس ومساجد کی تعمیر، فلاحی کام، تحریک ختم نبوت 1973ء تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ 1977ء اور دیگر تحریکوں میں خدمات، اہل حدیث جماعتوں کے اتحاد میں جماعتی نمائندگی، بیماری، وفات، ہاشمی صاحب کے بارے اہل قلم کے تاثرات، تعزیتی مکتوبات اور جماعتی اخبارات ورسائل کا اظہار افسوس۔

یہ کتاب معلومات اور مشمولات کے اعتبار سے بھی بہت شاندار اور جاندار ہے اسلوب تحریر بھی رواں اور سلیس ہے اور اردو زبان وادب کی چاشنی سے بھرپور۔ اس کے مطالعہ سے قاری کو اکتاہٹ وبوریت محسوس نہ ہوگی۔

امید ہے کہ احباب اہلحدیث سلفی صاحب کی اس محنت کی پذیرائی میں بخل سے کام نہیں لیں گے اور ان کی حوصلہ افزائی کریں گے تاکہ یہ پرعزم انسان اسی طرح دین کی، جماعت حقہ کی اور علمائے اہل حدیث کی خدمت تن دہی سے جاری رکھے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ جماعت کو ایسے مزید مخلص اور محنتی افراد عنایت فرمائے اور جناب رمضان یوسف سلفی صاحب کی صحت اور حیات میں برکت عطا فرمائے کہ یہ تادیر اپنی ان کاوشوں کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔ آمین یارب العالمین

عبدالعظیم حسن زئی

مدرس جامعہ ستاریہ اسلامیہ کراچی

معاون مدیر پندرہ روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

''جماعت غرباء اہل حدیث کے ایک انتھک مبلغ اور ہمدرد کی داستان حیات کے چند اوراق''

1994ء کے ماہ جولائی کی وہ اکتیس (31) تاریخ تھی جب میں اپنے عزیز دوست پروفیسر مسعود الرحمان نقیب کی ہمراہی میں صبح کے وقت لاہور کے لئے عازم سفر ہوا۔ لاہور میں ہماری پہلی منزل جماعت غرباء اہل حدیث کا وہ مرکز تھا جس کے بانی کے علم وفضل' اخلاص وعمل کے چرچے میں نے چند روز پہلے ہی اپنے محسن علامہ عطاء الرحمان ثاقب صاحب سے سنے تھے۔ اسی دن سے اس انسان پرور' علم دوست اور محبّ صحابہؓ سے ملاقات کو دل مچل رہا تھا۔ نو بجے کے قریب ہم راوی روڈ پر اترے اور مسجد امیر معاویہؓ کی تلاش شروع کی۔ سورج نے صبح دم ہی آگ برسانا شروع کر دی تھی' حبس اور گرمی نے ہمیں بے حال کر دیا' میرا دوست مسعود اس ابلتے موسم سے پریشان اور میں اس سے بھی زیادہ بے چین' آخر آدھ گھنٹہ المدد پاک کالونی کی پر پیچ گلیوں میں آبلہ پائی کے بعد ہمیں گیروے رنگ کی دیواروں والی مسجد نظر آئی قریب جا کر دیکھا تو ہماری منزل مقصود یہی تھی۔ مسجد میں داخل ہو کر ہم نے ادھر ادھر دیکھا تو ہمیں ایک قاری صاحب نظر آئے ہم نے ان کی خدمت میں سلام عرض کیا اور ساتھ ہی اپنی آمد کا مقصد بھی بتلایا۔ انہوں نے کمال مہربانی سے ہمیں مسجد سے متصل معاویہ میموریہ ہائی اسکول کا راستہ دکھایا کہ وہاں تشریف لے جائیے۔ ہم دھڑکتے دل اور لڑکھڑاتے قدموں سے کلاس روم میں داخل ہوئے۔ وہاں کا منظر بڑا بھلا محسوس ہوا' ایک نہایت نفیس شخص طلباء کو انگریزی کا سبق پڑھا رہے تھے درمیانہ قد' گندمی رنگ' خوبصورت نقش' پوری داڑھی' چمکتی ہوئی آنکھوں پر نظر کا چشمہ' سلیٹی کلرک کا لباس زیب تن پاؤں میں مکیشن' سر پر جالی والی ٹوپی' پڑھانے کا انداز انتہائی مشفقانہ تھا' طلبہ کی بات غور سے سنتے اور جواب دیتے' ہاتھ میں چاک تھا جس سے مشکل الفاظ بلیک بورڈ پر لکھ دیتے۔ ہم نے فرط عقیدت سے آگے بڑھ کر ان کی خدمت میں سلام پیش کیا اور مصافحہ کے لیے ہاتھ آگے بڑھا

دیا۔ ان کی طرف سے بھی اسی طرح کا ردعمل ہوا۔ ہمیں بنچ پر بیٹھنے کو کہا گیا۔ جب تھوڑی دیر بعد وہ پڑھا کر فارغ ہوئے تو عنان توجہ ہماری طرف مبذول کی۔ خیر و عافیت کے تبادلے کے بعد میرا اور میرے ساتھی مسعود کا تعارف پوچھا میں نے بتایا کہ...... ''محمد رمضان جانباز سلفی'' فیصل آباد سے حاضر خدمت ہوا ہوں' آپ کی دید کا اشتیاق تھا سو چلا آیا' میری زبان سے یہ الفاظ سن کر اس بزرگ دوست نے دعا کے انداز میں ہاتھ اوپر اٹھائے اور گویا ہوئے...... ''یا اللہ تو ہمارے پاس کیسے کیسے بندوں کو لے آتا ہے۔'' پھر کہنے لگے میں نے کراچی امام عبدالرحمان سلفی صاحب کو خط لکھا' صحیفہ اہلحدیث کے دفتر سے رابطہ کیا کہ اس بندے کا ایڈریس دو' آج اللہ کا کرنا کہ آپ خود ہی چلے آئے بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔''

اس کے بعد مختلف موضوعات پر گفتگو شروع ہوگئی' ہم نے بھی تکلف کا لبادہ اتار پھینکا اور اپنی علمی و ادبی اور کاروباری سرگرمیوں سے آگاہ کیا' انہوں نے بھی اپنی تدریسی اور جماعتی تگ و تاز سے متعارف کروایا۔ دوڈھائی گھنٹے کی یہ مجلس ان سے خوب دہی' کھانے اور چائے سے ہماری مہمان نوازی کی گئی اور آئندہ ملاقات کا وعدہ لے کر ہمیں رخصت کیا گیا۔ یہ تھے مولانا محمد ادریس ہاشمی جماعت غرباء اہلحدیث پنجاب کے جنرل سیکرٹری' جامعہ امیر معاویہؓ کے بانی' صدائے ہوش کے چیف ایڈیٹر' جماعت غرباء لاہور اور پنجاب کی روح رواں' میرے محسن و مشفق۔ ان سے یہ پہلی ملاقات تھی جس نے ہمیں بڑا مسرور کیا اور یہی خوشگوار یادیں لے کر واپس فیصل آباد لوٹے۔ اس کے بعد ان سے میل ملاقات کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ جب بھی لاہور گیا ان کے ہاں قیام پذیر ہوا' اور اگر وہ فیصل آباد تشریف لائے تو انہوں نے ازراہ کرم مجھے میزبانی کا شرف بخشا۔ میں ان سے لوجہ اللہ عقیدت و محبت رکھتا تھا وہ مجھ پر بزرگانہ دست شفقت رکھتے۔ لاہور میں میرے مرشد و مربی مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب رہتے ہیں جو بہت بڑے مورخ' مصنف اور مترجم ہیں' میں جب ان کے ہاں جاتا تو وہ مجھے کہتے...... تسیں اپنے پیر خانے ہاشمی صاحب کول آئے ہو وو گے'' واقعی ہاشمی صاحب سے میرا تعلق ایسا ہی تھا۔ ''تذکرہ علمائے غرباء اہلحدیث'' کی ترتیب انہی کے حکم کی تعمیل اور خواب کی تعبیر ہے جسے راقم عملی جامہ پہناتے

ہوئے لکھ رہا ہے۔ اور اس سلسلے کی پہلی کڑی ''مولانا عبدالوہاب دہلوی اور ان کا خاندان'' کی صورت میں جنوری 2010ء میں مکتبہ ایوبیہ کراچی سے شائع ہو چکی ہے۔ عرصہ 16 سال سے ہاشمی صاحب سے میری دوستی تھی، ہم نے بہت سا وقت ایک ساتھ گزارا، وطن عزیز کے کئی بلاد وامصار کے سفر کیے۔ کراچی کانفرنس میں بہت سی مجلسوں میں شریک ہوئے، بہت سے جماعتی مسائل پر تبادلہ خیال ہوا، راز و نیاز کی بہت سی باتیں کیں میں نے انہیں جماعت کا مخلص و ہمدرد پایا۔ وہ جماعت غرباء اہلحدیث کے ایسے بیباک مبلغ اور داعی تھے کہ جس نے لومۃ الائم کی پروا کیے بغیر ہمیشہ جماعت کی ترویج و ترقی کے لئے کام کیا۔ اور جہاں بھی جماعت کا کوئی فرد تھا اس سے رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کی، اس کے دکھ درد میں شریک ہو کر اسے دلاسہ دیا اور جماعتی رفتار کار کو آگے بڑھانے کی تلقین کی۔ یہ وصف کم لوگوں میں ہی پایا جاتا ہے کہ جو دوسروں کے لئے محبت و درد کا گوشہ دل میں رکھتے ہیں۔ ان کے ایثار، وفاشعاری اور جماعتی ہمدردی کے بیسیوں واقعات سننے میں آئے ہیں۔ اس سلسلے میں راقم کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ 1993ء کے ابتدائی ایام میں مجھے ایک تکلیف دہ بیماری نے آ لیا دو اڑھائی سال میں اس اذیت ناک مرض میں مبتلا رہا۔ کئی جراحوں سے اس کا علاج کروایا لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا۔ آخر ہسپتال میں آپریشن کروانے کو ضروری سمجھا، ہاشمی صاحب کو خبر ہوئی تو 3 اگست 1995ء کو میرے گھر تشریف لائے ان کے ہمراہ مولانا حنیف سلفی صاحب اور مولانا عرفان اللہ طاہر تھے۔ ان سب نے میری عیادت کی اور جاتے ہوئے ہاشمی صاحب نے چپکے سے ایک ہزار روپیہ میری جیب میں ڈال دیا۔ میرے لئے یہ ایک بہت بڑی رقم تھی، ادھر کراچی سے حضرت الامام صاحب نے بھی علاج کے لئے کچھ رقم بھیجی۔ میں نے ان پیسوں سے اپنا علاج کروایا آپریشن کامیاب ہوا اور میں شفایاب ہو گیا۔ اس پر اللہ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا اور استغفار کی۔ یہ میری زندگی کے انتہائی پریشان کن ایام تھے۔ بعض دوست بھی اس مرحلے پر قطع تعلق کر گئے تھے لیکن جماعت غرباء اہلحدیث نے اپنے ایک جماعتی ساتھی کے ساتھ ہمدردی اور وفا کا ایسا عمدہ نمونہ پیش کیا کہ جس پر میں تادم زیست ان کا احسان مند اور شکر گزار رہوں گا اور دعا گو بھی کہ اللہ انہیں بہتر جزا سے نوازے۔ (آمین)

بلا شبہ ہاشمی صاحب عصر حاضر کے بلند پایہ عالم دین، فہم وادراک کی دولت سے مالا مال زاست گو انسان، تدین وتقویٰ اور زہد وورع میں مثالی، اخلاق وعادات اور مہمان نوازی میں اسلاف کا نمونہ تھے۔

جماعت کے لئے ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں انہوں نے تن تنہا وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو بہت سے افراد بھی مل کر نہ انجام دے سکتے تھے۔ان کی زندگی کا منشور اسلام کی اشاعت اور جماعت غرباء اہلحدیث کا فروغ رہا۔اس وقت میرے سامنے ان کی طرف سے شائع کردہ ''جماعت غرباء اہلحدیث لاہور پنجاب'' کی سالانہ رپورٹ یکم مئی 1987 تا 28 فروری 1988ء ہے اس کے صفحہ نمبر 2 پر تحریر فرماتے ہیں.....راقم کا نام محمد ادریس ہاشمی، والد کا اسم گرامی شریف حسین ہاشمی، دادا کا سید رحمت اللہ ہاشمی ہے۔اس وقت ہم نارووال ضلع سیالکوٹ میں مقیم ہیں۔میں بسلسلہ ملازمت لاہور میں مقیم اور خود کفیل ہوں۔ہمارا جماعت غرباء اہلحدیث سے تعلق امام الہند حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب کے مسئلہ امامت کو اجاگر کرنے کے وقت سے ہے۔دادا مرحوم سے لے کر میرے بیٹے شفیق الاسلام ہاشمی تک چوتھی پشت ہے جو جماعت سے وابستہ ہے۔جماعت سے کوئی دنیاوی مفاد وابستہ نہیں ہے بلکہ مسئلہ امارت اپنی عقل وفہم کے مطابق دین کا مسئلہ سمجھ کر داخل ہوئے ہیں۔اس پر شرح صدر ہے۔اسی لئے خود بھی اس پر کاربند ہوں اور دوسروں کو بھی کاربند دیکھنا چاہتا ہوں۔قبل از تقسیم ہمارا قیام بھارت کے ضلع کرنال کی تحصیل تھانیسر ڈاکخانہ شہباد اور گاؤں جھانسہ میں تھا''۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس اجمال کی تھوڑی سی تفصیل بیان کردی جائے۔

جھانسہ اور اجڑانہ دونوں جڑواں گاؤں تھے۔ان کی اکثرت راجپوت برادری سے تعلق رکھتی تھی یہ دونوں گاؤں اہل توحید بالخصوص جماعت غرباء اہلحدیث کیلئے بڑے مردم خیز اور سرسبز و شاداب رہے ہیں جس ہاشمی گھرانے کا تذکرہ ہم کررہے ہیں اس کے جد امجد اسی گاؤں کے باسی تھے۔سید رحمت اللہ ہاشمی تاجر پیشہ آدمی تھے۔سلسلہ تجارت کیلئے انکا دہلی آنا جانا رہتا تھا۔دہلی اس دور میں علم کا گہوارہ تھا۔اصحاب علم کی کثیر تعداد اس شہر میں فروکش تھی اور ہر عالم بوقلموں اوصاف و

کمالات کا حامل تھا۔

شیخ الکل میاں محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے لائق شاگرد رشید مولانا عبدالوہاب صدری بھی دہلی میں ہی تھے اور انہوں نے مسند علم وفضل آراستہ کر رکھی تھی۔ بے شمار علما وطلباء ان کے چشمہ علم سے اپنی علمی تشنگی بجھا رہے تھے۔ مولانا عبدالوہاب دہلوی جلیل القدر عالم اور رفیع المرتبت انسان تھے۔ فضیلت علمی، نیکی، تدین، اور زہد وتقویٰ میں ان کا پایہ بلند تھا۔ عمل بالحدیث اور احیاءِ سنت کے داعی تھے۔ اتباع سنت کا خود بھی خاص طور سے اہتمام کرتے اور لوگوں کو بھی یہی تلقین فرماتے، نورانی صورت تھے، طبیعت میں حد درجے انکسار تھا۔ رقیق القلب تھے، اللہ نے ان کو حسن اخلاق سے بھی خوب نوازا تھا۔ سید رحمت اللہ ہاشمی نے امام عبدالوہاب علیہ رحمہ کے انہی اوصاف حمیدہ سے متاثر ہو کر مسلک اہلحدیث اختیار کر لیا۔ اس کے بعد انہوں نے گاؤں آ کر دوسرے لوگوں کو بھی دعوت حق دی، لہٰذا ان کی دعوت پر گاؤں کے نمبردار محمد اصغر خاں راجپوت اہلحدیث ہو گئے۔ پھر ان دونوں بزرگوں نے مل کر ''جھانسہ'' میں جماعت غرباء اہلحدیث کا نظم قائم کیا۔ جس میں محمد اصغر نمبردار امیر اور سید رحمت اللہ ہاشمی خزانچی بنائے گئے۔ ان دونوں بزرگوں کی کوششوں سے جھانسہ کی جماعت خوب پھلی پھولی۔ اس وقت وطن عزیز پاکستان کے صوبہ پنجاب میں مختلف مقامات پر جماعت غرباء اہلحدیث کے جو افراد اور جماعتیں ہیں ان کی اکثریت ہابڑی جھانسہ اور اجڑانہ کے افراد پر مشتمل ہیں۔ سید رحمت اللہ ہاشمی نیک اور صالح انسان تھے تمام زندگی جماعت کے ساتھ وابستہ رہے اور انہوں نے جماعت کی تعمیر وترقی کیلئے زندگی بھر کام کیا اور اپنی اولاد کو بھی ایسی ہی تلقین کی۔ سید رحمت اللہ ہاشمی کی اولاد میں ان کے فرزند ارجمند مولانا سید شریف حسین ہاشمی کی جماعتی خدمات لائق تذکرہ اور قابل تحسین ہیں۔

یہ بزرگ اپنے والد مکرم کے لائق اور نیک طینت فرزند تھے۔ 1906ء کو جھانسہ ضلع کرنال میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک اسکول کی تعلیم حاصل کی۔ دینی تعلیم باقاعدہ تو حاصل نہیں کی لیکن اکثر بلدہ علم دہلی مدرسہ دارالکتاب والسنہ میں جاتے رہتے تھے۔ وہاں حضرت الامام عبدالوہاب محدث دہلوی اور امام عبدالستار محدث دہلوی کے مواعظ علمیہ اور ان کے خطبات و

تقاریر کی سماعت سے مستفید ہوتے، جس کے باعث انہوں نے دینی استعداد میں از حد اضافہ کیا۔ اس کے علاوہ دینی کتب کے مطالعہ کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ اور انہوں نے کثرت مطالعہ سے علمی استعداد اس قدر بڑھالی تھی کہ خطبہ جمعۃ المبارک پڑھا کرتے تھے۔ اردو، عربی اور فارسی پر ایک حد تک عبور حاصل تھا۔ مسدس حالی، گلستان سعدی اور بوستان سعدی ازبر تھی، قرآن مجید مکمل حفظ تو نہیں کیا مگر مضامین کے لحاظ سے بہت سی آیات قرآنی ازبر تھیں۔ اسی طرح بہت سی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں مستحضر تھیں۔ مولانا شریف حسین جماعت کے مخلص اور انتھک مبلغ تھے۔ ہمہ وقت دعوت و تبلیغ میں مصروف رہتے تھے۔ ان کی جماعتی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔

قیام پاکستان سے قبل جب تحریک پاکستان جاری تھی تو نواب زادہ لیاقت علی کی زیر قیادت ضلع کرنال میں مسلم لیگ کو مضبوط بنانے کیلئے سید شریف حسین مرحوم نے محمد اصغر نمبردار کے ساتھ مل کر اپنے علاقے میں بھرپور کام کیا، اور راجپوت برادری کو پاکستان کے حق میں آمادہ کیا۔ علاوہ ازیں شہباد کے واسطی خاندان کے معروف مسلم لیگی راہنما سید عظمت علی واسطی کے ساتھ شب و روز کام کر کے مسلم لیگ کو مضبوط بنایا۔

قیام پاکستان کے بعد 14 اگست 1947ء کو جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو اس موقع پر مولانا شریف حسین ہاشمی جھانسہ سے ہجرت کر کے نارووال ضلع سیالکوٹ میں آ کر آباد ہو گئے۔ جھانسے کی اکثر راجپوت برادری موضع ہلووال میں آباد ہے۔ نارووال میں اہلحدیث کی کوئی مسجد نہیں تھی۔ ضلع کرنال کے قصبہ ہابڑی کے کچھ ہاشمی خاندان کے گھرانے آباد ہوئے اور ضلع گورداس پور سے کچھ کشمیری اہلحدیث گھرانے مہاجر ہو کر آئے اور یہاں آباد ہوئے۔ شہر میں حنفی مسلک کی ایک مسجد تھی وہاں کے خطیب صاحب مسئلہ توحید پر کافی زور دیا کرتے تھے۔ یہاں کے اہلحدیث ان کے ساتھ نماز ادا کر لیا کرتے۔ 1957ء کے لگ بھگ کی بات ہے حضرت الامام مولانا عبدالستار محدث دہلوی مرحوم نارووال تشریف لائے۔ ہفتہ بھر قیام مولانا شریف ہاشمی صاحب کے ہاں رہا۔ یہاں پر حضرت الامام صاحب سے ملاقات کیلئے ہلووال، میسرووال، رن

لسین وال' نوادے اور آس پاس کے جماعتی احباب آتے رہے۔ اسی دوران جمعۃ المبارک کا دن آ گیا۔ اور نارووال کے اہلحدیث احباب نے مسجد حنفیہ خراسیاں کے خطیب صاحب سے حضرت الامام عبدالستار صاحب کیلئے خطبہ جمعہ کا وقت لے لیا۔

چنانچہ امام صاحب نے خطبہ جمعہ میں اتباع سنت اور رد تقلید پر خوب زور دیا۔ جب آپ پہلا خطبہ ختم کر کے بیٹھے تو مقامی خطیب نے امام صاحب سے کہا کہ آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے' آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئیں۔ اس موقع پر مولانا شریف حسین ہاشمی صاحب نے امام صاحب کا ہاتھ پکڑا اور درخواست کی کہ وہ منبر سے نیچے آ جائیں اور پھر انہیں مسجد سے باہر لے آئے۔ امام صاحب کو باہر کی طرف جاتا دیکھ کر جماعت غرباء کے مقامی اور بیرونی جماعتی احباب بھی مسجد سے باہر آ گئے اور اس جگہ پر آ کر نماز جمعہ ادا کی جہاں پر آج نارروال کی سب سے بڑی جامع مسجد اہلحدیث ہے۔ اور آج اللہ کے فضل و کرم سے نارووال میں کل آٹھ اہلحدیث مساجد ہیں ان میں چار جامع مساجد ہیں اور وہاں خطبہ جمعہ ہوتا ہے نارووال میں اہلحدیث مسجد کی بنیاد اور تعمیر سے متعلق یہ مختصری روئداد تھی۔

مولانا شریف حسین ہاشمی 1958ء کے بعد کاروباری معاملات سے ریٹائر ہو گئے تھے۔ اور جماعت کے ایک چلتے پھرتے مبلغ کا کام کرتے تھے۔ سارا سارا دن مختلف مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے گزر جاتا۔ ان کے پاس ایک ذاتی لائبریری تھی۔ جس میں چھوٹی بڑی کتابیں' رسالے' پمفلٹ وغیرہ ایک ہزار کی تعداد میں موجود تھے۔ مرحوم نے بیت المال کا قیام بھی عمل میں لا رکھا تھا جو ان کی وفات تک قائم رہا۔

مولانا شریف حسین جماعت کے پرانے بزرگوں میں سے تھے آپ محدث ہند امام عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے دور کی نشانی تھے۔ تمام عمر جماعت غرباء اہل حدیث کے ساتھ منسلک رہے۔ آپ جماعت غرباء کے آئمہ اربعہ کے بیعت تھے۔ یہ بھی ایک شرف ہے جو انہیں حاصل ہوا کہ انہوں نے اب تک کے چاروں امرائے جماعت کا دور مسعود پایا۔ جماعت کے ساتھ آپ کی والہانہ محبت' عقیدت اور وابستگی مثالی تھی۔ مجھے ایک ہی بار آپ کی زیارت کا شرف حاصل

ہوا۔ 31 اکتوبر 1995ء کو آپ سالانہ صوبائی کانفرنس کے موقع پر کمزوری صحت اور نحیف ولاغر ہونے کے باوجود حضرت الامام مولانا عبدالرحمان سلفی صاحب حفظہ اللہ کی زیارت اور ملاقات کیلئے جامعہ امیر معاویہؓ آئے۔ اس موقع پر حضرت الامام صاحب کو دیکھ کر ان کی خوشی دیکھنے کے قابل تھی۔ امام صاحب سے کہنے لگے میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ ایک بار امام صاحب سے ملاقات کرا دے۔ میں اپنی آنکھوں سے ان کو دیکھ لوں۔ آج آپ کو تندرست اور خیریت سے دیکھ کر مجھے سکون آ گیا ہے۔'' مولانا مرحوم کے یہ الفاظ آج بھی میرے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں محفوظ ہیں۔ اس سے ان کی امام صاحب اور جماعت سے محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مرحوم کی جماعت کے ساتھ گہری وابستگی اور تعلق کو دیکھ کر مجھے یہ شعر یاد آ جاتا ہے۔......

قضا کس کو نہیں آتی ' یوں تو سب ہی مرتے ہیں
پر اس مرحوم کی بوئے کفن کچھ اور کہتی ہے

مولانا شریف حسین 6 ستمبر 1997ء کو 91 سال کی عمر پا کر فوت ہوئے۔ انہوں نے اپنی اولاد میں تین بیٹے مولانا محمد ادریس ہاشمی (وفات 25 مئی 2010ء) میجر محمود الحسن ہاشمی (وفات 2009ء) جناب سعید الحسن ہاشمی اور پانچ بیٹیاں سوگوار چھوڑی تھیں۔ ان الفاظ کے بعد آیئے اب مولانا محمد ادریس ہاشمی صاحب کی علمی' دینی' جماعتی اور سیاسی خدمات سے متعلق کچھ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں کہ انہوں نے ان محاذوں پر کیا خدمت سرانجام دی۔

مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ 11 ستمبر 1944 کو چھانسہ تحصیل تھانیسر ضلع کرنال میں پیدا ہوئے۔ پانی پت کا علاقہ قرات و تجوید کے فن میں معروف ہے اس علاقے سے اس فن کی حامل بڑی بڑی شخصیات پیدا ہوئیں اور انہوں نے خدمت قرآن کا فریضہ ادا کیا ہاشمی صاحب ابھی زندگی کی ابتدائی منزلوں میں ہی تھے کہ قیام پاکستان کا مرحلہ پیش آیا۔ ان کے بزرگ جو کہ تاجر پیشہ لوگ تھے چھانسہ سے ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور انہوں نے سیالکوٹ کے نواح تحصیل نارووال میں سکونت اختیار کر لی۔ پھر نارووال ہی میں ہاشمی صاحب نے شعور کی آنکھ کھولی اور تعلیم و تربیت کی منزلیں طے کیں۔ مسلم ہائی اسکول سے انہوں نے میٹرک کیا' اس

اسکول کے ہیڈ ماسٹر مرزا محمد علی بیگ تھے۔ دیگر اساتذہ میں ماسٹر غلام قادر' چوہدری محمد انور' پروفیسر مولانا منظور احمد (حال پرنسپل دارالعلوم شہابیہ نارووال) ماسٹر عبدالمجید بٹ' ماسٹر سیف اللہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ نیک اطوار والدین نے اپنے اس لخت جگر کو ابتدائے شعور سے ہی توحید وسنت کے اسباق ذہن نشین کروا دیئے تھے اور ان کے دل میں مسلک اہلحدیث کی محبت کے ساتھ جماعتی زندگی کی اہمیت کو راسخ کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دور طالب علمی سے ہی ہاشمی صاحب نے جماعت غرباء اہلحدیث کی ترویج وترقی کے لئے کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ 1963ء میں انہوں نے اپنے چند دوستوں کے ساتھ مل کر انجمن شبان اہلحدیث کے نام سے نوجوانوں کی ایک تنظیم بنائی' اس کا صدر اتفاق رائے سے انہیں چنا گیا باقی چھ ارکان میں محمود الحسن ہاشمی' سعید الحسن ہاشمی' خواجہ محمد یونس' عطاء اللہ بٹ' اور رضاء اللہ بٹ تھے۔ ان کے علاوہ دیگر نوممبران اور تھے۔ نوجوانوں کی یہ تنظیم اپنے علاقے میں ہر ماہ تبلیغی پروگراموں کا بڑے اچھے طریقے سے اہتمام کرتی رہی اور اس کے زیر تحت سالانہ پروگراموں کا بھی انعقاد کیا جاتا رہا۔ اسی طرح کے ایک ماہانہ پروگرام میں علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ پروفیسر ساجد میر اور مولانا محمد صدیق اختر آف چونڈہ تشریف لائے' علامہ صاحب ان دنوں مدینہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھے۔ کچھ عرصہ تو شبان اہلحدیث کی رفتار کار عمدہ طریقے سے چلتی رہی پھر ناگزیر وجوہات کی بنا پر اس کی سرگرمیاں رک گئیں ان حالات میں جب نارووال کے نوجوان ساتھیوں نے اصرار کیا تو ہاشمی صاحب نے نارووال میں انجمن شبان غرباء اہلحدیث کی تشکیل کی اس کا امیر محمد عظیم ولد مستری اللہ رکھا' نائب امیر سعید الحسن ہاشمی اور دیگر اراکین میں محمود الحسن ہاشمی' محمد عثمان ہاشمی' رضاء اللہ' محمد یونس کھوکھر اور مولانا ادریس ہاشمی وغیرہ شامل تھے چنانچہ اس طرح تبلیغی پروگرام اور مختلف مسائل پر تبلیغی پمفلٹوں کی اشاعت کا آغاز ہوا۔

1965ء کے اوائل میں مولانا ہاشمی بسلسلہ ملازمت لاہور آ گئے اور کچھ عرصے بعد ان کے برادر صغیر محمود الحسن ہاشمی مرحوم (جو بعد میں پاک فوج میں صوبیدار میجر کے منصب سے ریٹائرڈ ہوئے) فوج میں چلے گئے۔ ان دونوں کے بغیر نارووال کی شبان غرباء اہلحدیث کی

سرگرمیاں آہستہ آہستہ کمزور پڑتی چلی گئیں۔ ادھر مولانا ہاشمی صاحب نے لاہور پہنچتے ہی نئے انداز واطوار سے لاہور کی جماعت غرباء اہلحدیث کو فعال کرنے کے لئے محنت' توجہ اور سرگرمی سے کام کرنا شروع کر دیا۔ تحریکی آدمی کو تو موقع اور نیا محاذ چاہئے کام کرنے کے مواقع وہ خود پیدا کر لیتا ہے۔ داعی کی نیت اگر نیک اور ارادہ پختہ ہو تو اللہ کی مدد شامل حال ہو کر اس کے لئے راہیں کھول دیتی ہے اور پھر بلدہ علم لاہور تو وہ مردم خیز شہر ہے اس میں دوسرے علاقوں سے جو اہل علم و فن آ کر آباد ہوئے انہوں نے اپنی علمی استعداد اور صلاحیتوں کے سبب اپنا نام روشن کیا اور شہرت کی بلندیوں پر پہنچے' لاہور میں جو بھی آیا پھر وہ یہیں کا ہو کر رہ گیا۔ جماعت اہلحدیث کے جید اور بلند پایہ عالم دین' مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ اوصاف گوناگوں کے مالک تھے' اللہ تعالیٰ نے ان کو علم وفضل کی نعمت سے مالا مال کیا تھا جب وہ ندوۃ العلماء لکھنو سے تفسیر قرآن میں تخصص کر کے آئے تو انہوں نے لاہور ہی کو اپنی دعوت فکر کا مرکز بنایا اور اسی شہر میں رہ کر دین کی خدمت کی اور تالیف وتصنیف میں نام پیدا کیا۔ میرے بزرگ دوست مولانا محمد اسحاق بھٹی 1948ء کے اواخر میں گوشہ گمنامی سے نکل کر لاہور آ کر سکونت پذیر ہوئے۔ یہاں رہ کر انہوں نے شعبہ صحافت میں بلند مقام حاصل کیا' ادارہ ثقافت اسلامیہ کی طرف سے وقیع تصنیفی خدمات سرانجام دیں اور سیر وسوانح پر مستند کتب تحریر کر کے برصغیر کے چوٹی کے مصنفین کی اگلی صفوں میں اپنا نام لکھوایا۔ ان واقعات کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لاہور علمی وادبی شہر ہے باصلاحیت لوگوں کے لئے اس شہر میں آگے بڑھنے کے سنہری مواقع موجود رہتے ہیں۔ ہمارے ممدوح مولانا ہاشمی نے جب اس شہر کو اپنا مسکن بنایا تو یہاں ان کی تنظیم غربائے اہلحدیث کے افراد تو موجود تھے لیکن وہ جماعتی کاز کو آگے بڑھانے سے عاجز تھے۔ ہاشمی صاحب نے حالات کا جائزہ لیا اور اللہ پر توکل کر کے چل پڑے۔ قسمت نے یاوری کی حالات نے ساتھ دیا اور یہ آگے ہی بڑھتے چلے گئے۔ انہوں نے لاہور میں جماعت کو منظم کیا' پانچ شاندار مساجد تعمیر کروائیں' ماہنامہ صدائے ہوش جاری کیا ایک فری ہسپتال قائم کیا اور جامعہ معاویہ رضی اللہ عنہ میموریل ہائی اسکول سے دینی وعصری تعلیم کو شروع کروایا۔ اور اب جی ٹی روڈ پر واقع رحیم ٹاؤن میں جامع مسجد ابوسفیان اور

دارالحدیث معاویہؓ کی تعمیر وترقی میں کوشاں تھے یہ ان کے وہ جماعتی کارنامے ہیں جن کے باعث انہیں ہمیشہ یادرکھا جائے گا ان کی حسنات کی فہرست بڑی طویل اور کام بے مثال ہے۔لاہور میں ہاشمی صاحب نے جس طرح جماعت کی تعمیر وترقی کی اس کی داستان بڑی دلچسپ ہے صحیفہ اہلحدیث جو کہ جماعت کا آرگن ہے اور گذشتہ 93 سال سے مسلسل شائع ہو رہا ہے ان کے گھر میں شروع دن سے ہی آتا تھا اور اس میں وقتاً فوقتاً حضرت الامام عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ کے لاہور آنے کی خبریں شائع ہوتی رہتی تھیں اور یہ بھی کہ ان کا قیام 64 راوی روڈ پر مولوی محمد خاں کے ہاں رہتا ہے۔ چنانچہ ہاشمی صاحب نے مولوی محمد خان صاحب سے رابطہ کیا اور جماعتی مسجد کے بارے دریافت کیا' انہوں نے اپنے مکان سے ملحقہ ایک خالی پلاٹ کی نشاندہی کی کہ یہاں پر میں نے مسجد تعمیر کی تھی جسے کچھ لوگوں نے کارپوریشن میں درخواست دے کر گرادیا۔ مسجد کے کمرے کی اینٹیں ایک طرف رکھی تھیں خالی جگہ پر باقاعدہ نماز باجماعت کا آغاز ہوا۔ ایک مدت دراز تک یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا۔ 1971ء میں محمدی مسجد غرباء اہلحدیث 66 راوی روڈ کی تعمیر شروع ہوئی۔ جنوری 1972ء میں یہاں باقاعدہ خطبہ جمعہ کا آغاز ہوا اور مسجد کے تعمیری کام کی تکمیل 1975ء میں ہوئی 1997ء میں اس مسجد کو دوبارہ از سرنو تعمیر کیا گیا۔

29 اگست 1966ء کو حضرت الامام مولانا عبدالستار محدث دہلوی کا انتقال ہوا۔ ان کی وفات پر 13 ستمبر کو جماعت غرباء اہلحدیث لاہور سے وابستہ افراد کا اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں جماعت غرباء اہلحدیث کی تنظیم کی گئی۔ لاہور کے لئے جماعت کی زمام امارت مولوی محمد خاں کو تفویض ہوئی اور ان کا نائب عبدالرحمٰن پہلوان کو بنایا گیا۔ سیکرٹری جنرل مولانا محمد ادریس ہاشمی' ناظم محمد حنیف ہاشمی اور خازن شیخ محمد یحییٰ صاحب (سابق امیر جماعت لاہور) تھے۔ اس مبارک اقدام کے بعد لاہور میں جماعت کی سرگرمیاں شروع ہوئیں اور 13-14 اپریل 1967ء کو جماعت غرباء اہلحدیث لاہور کا پہلا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مرکز سے حضرت الامام مولانا عبدالغفار سلفی مرحوم' مولانا مفتی عبدالقہار سلفی' مولانا محمد سلیمان جونا گڑھی' اور پنجاب سے مولانا محمد رفیق پسروری اور دیگر علماء نے شرکت کی۔ پنجاب کے مختلف اضلاع سے کثیر تعداد میں جماعتی

احباب تشریف لائے اور کانفرنس کو کامیاب بنایا۔ 7-8 اکتوبر 2000ء کو منعقدہ پنجاب کی سالانہ کانفرنس رچنا ٹاؤن میں ہوئی اس کانفرنس میں شریک دو بزرگوں مولانا عبدالغنی اوڈ (عبداللہ پور خوشاب) اور مولوی اللہ وسایا امیر دھندی اسٹیٹ راجن پور سے ملاقات ہوئی۔

الحمدللہ جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب کی یہ سالانہ کانفرنس جب سے لے کر اب تک اپنی روائتی شان وشوکت سے ہر سال ماہ اکتوبر میں ہوتی ہے اور اس میں مرکزی دارالامارت کراچی کے علماء کے علاوہ پنجاب' سندھ' سرحد' بلوچستان وغیرہ سے علماء اور عوام شرکت کرتے ہیں۔ جماعت غرباء اہلحدیث لاہور کی تشکیل کے ساتھ ہی ہاشمی صاحب نے جماعتی نوجوانوں کو مصروف رکھنے کے لئے اور ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے انجمن شبان غرباء اہل حدیث قائم کی' لیکن کچھ عرصے بعد اختلاف طبائع کی بنا کر کچھ غلط فہمیاں پیدا ہوگئیں اور انجمن شبان کی کارکردگی متاثر ہوئی۔ مرکز کے فیصلے کے مطابق مولوی محمد خان کو تبدیل کر کے ان کی جگہ شیخ یحییٰ صاحب کو امیر جماعت لاہور مقرر کر دیا گیا۔ اور محمدی مسجد غرباء اہلحدیث کا انتظام وانصرام مولوی محمد خاں کو سونپ دیا گیا۔ ان کی وفات کے بعد یہ ذمہ داری عبدالرحمان پہلوان جو جماعت لاہور کے نائب امیر تھے انہوں نے نبھائی۔ محمدی مسجد' مولوی محمد خاں کی تولیت میں جانے کے بعد اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی کہ ایک بڑی جماعتی مسجد تعمیر کی جائے۔ جس کا انتظام ایک فرد کی بجائے جماعت کے کنٹرول میں ہو۔ اس سلسلے میں 1974ء میں ایک مسجد فنڈ قائم کیا گیا اور علاقہ کریم پارک میں مسجد تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ پانچ سال بعد کچھ ایسی صورت حال پیدا ہوئی کہ 1979ء میں المدد پاک کالونی کے علاقے میں مسجد کے لئے ایک چار مرلے کا پلاٹ خریدا گیا۔ اس کے بعد 1991ء تک کے عرصے میں چھوٹے بڑے سات مکان خرید کئے گئے جو مسجد سے متصل تھے اس طرح مسجد امیر معاویہؓ اور اس سے ملحقہ منصوبہ جات کا رقبہ ایک کنال چھ مرلہ ہے۔ جس پر مرکزی جامع مسجد امیر المومنین معاویہؓ' معاویہ میموریل ہائی سکول' دارالحدیث جامعہ معاویہؓ اور ابوسفیان فری ہسپتال کی عمارتیں قائم ہیں۔ کریم پارک کے جماعتی احباب کبھی کبھار دبے لفظوں میں یہ شکوہ کرتے ہیں کہ مسجد کا منصوبہ جو ہمارے علاقے میں تھا لیکن چلا گیا

المدد پاک کالونی راوی روڈ۔

جامع مسجد عمرؓ فاروق رچنا ٹاؤن:۔ رچنا ٹاؤن شاہدرہ سے گوجرانوالہ جانے والی جی ٹی روڈ پر بائیں جانب واقع ہے۔اس کالونی میں ہاشمی صاحب کے ایک دوست محمد ظہیر الدین صاحب کی خالہ اور دیگر عزیزوں نے اپنے لئے رہائشی پلاٹ خریدے اور ایک پلاٹ مسجد کے لئے خرید کر اپنے بھانجے کے نام وقف کر دیا جو ابھی حفظ کر رہا تھا۔اس بچے نے جب حفظ قرآن کی تعلیم مکمل کر لی تو مسجد کی جگہ پر جمعہ و جماعت کا سلسلہ شروع کیا گیا مگر اسے وہ جاری نہ رکھ سکے اور نہ ہی مسجد کی تعمیر ہو سکی۔ چنانچہ ان کا خیال ہوا کہ وہ مذکورہ جگہ کسی اور کو دے دیں تاکہ وہ اس پر مسجد تعمیر کر کے آباد کر دے۔ظہیر الدین صاحب نے اس سلسلے میں ہاشمی صاحب سے رابطہ کیا اور پھر ان کے عزیز مولانا قاری عتیق الرحمان صاحب نے مسجد کی جگہ جماعت غرباء اہلحدیث کے نام وقف کر دی۔ مسجد کی تعمیر کا آغاز فروری 1989ء میں ہوا اور اپریل 1994ء سے باقاعدہ خطبہ جمعہ اور نماز باجماعت کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔اللہ کے فضل سے مسجد کی پہلی منزل کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اس میں حفظ قرآن کا مدرسہ بھی جاری ہے اور ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم بھی بچوں کو پڑھائی جاتی ہے۔مسجد کی آبادی میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔مولانا ہاشمی صاحب اس کی آبادکاری میں مصروف عمل تھے اور خطبہ جمعہ بھی اسی مسجد میں ارشاد فرماتے تھے۔ اچھے خطیب تھے سلجھے ہوئے انداز میں گفتگو کرنے کا سلیقہ رکھتے تھے اور اپنے ما فی الضمیر کا اظہار عمدہ پیرائے میں کرتے جب بسلسلہ ملازمت شیخوپورہ میں سکول ٹیچر تھے تو وہیں پرانا اڈہ لاریاں کی مسجد اہلحدیث میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب وہاں سے ان کا تبادلہ لاہور ہوا تو اس مسجد کے سرکردہ افراد سے کہہ کر عظیم سکالر اور شہرت یافتہ' درویش منش' صاحب فضل و کمال پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب (وفات 13 اکتوبر 2009ء) کو اس مسجد میں خطیب مقرر کروایا۔ خود بھی لوجہ اللہ اس مسجد کی خدمت فی سبیل اللہ کرتے تھے اور پروفیسر شاکر صاحب بھی اسی طرح رضائے الٰہی کی خاطر یہ فریضہ ادا کرتے رہے۔ دسمبر 1999ء کو راقم اپنے عزیز دوست علی ارشد چوہدری مرحوم کے ہمراہ لاہور گیا یہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔افطاری ہم نے ہاشمی صاحب

کے ہمراہ رچنا ٹاؤن کی مسجد میں کی اس کے بعد پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب کے آستانہ عالیہ پر (حبیب پارک) حاضر ہوئے اوران کے کتب خانے کی سیر کی۔ ہاشمی صاحب بھی ہمراہ تھے شاکر صاحب نے اپنے بیٹے جمال الدین افغانی سے ہاشمی صاحب کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا۔ بیٹا یہ مولانا ادریس ہاشمی صاحب ہیں' انہوں نے اس مسجد کی عسرت کے زمانے میں خدمت کی ہے جس مسجد کا خطیب تمہارا والد ہے" اس کے بعد شاکر صاحب کے ساتھ ہماری بڑی علمی وادبی قسم کی مجلس ہوئی وہ ہاشمی صاحب سے انتہائی محبت اور اپنائیت سے گفتگو کرتے اور ان کی خدمات کے اعتراف میں تحسین آمیز الفاظ کہتے رہے۔ بات یہ ہے کہ ہاشمی صاحب کی خدمات بوقلمونی اور اوصاف حمیدہ کے اپنے پرائے سب معترف ہیں۔ ایک مدت دراز تک مسجد امیر معاویہؓ المدد پاک کالونی میں خطبہ جمعہ کی ذمے داری ادا کرتے رہے لیکن مجال ہے جو ایک پائی بھی وصول کی ہو۔ حالات وواقعات کی بھول بھلیوں میں گھومتے ہم اتنی دور نکل آئے کہ اس بات کو فراموش کر دیا کہ ہاشمی صاحب نے دینی تعلیم کے لئے کس مکتب کی طرف شدرحال کیا اور کن عالم دین کے باب علم پر دستک دی۔ لاہور میں آتے ہی انہوں نے محکمہ تعلیمات میں ملازمت کر لی تھی اور بطور سکول ٹیچر پڑھانا شروع کر دیا تھا۔ لاہور کی جماعت غرباء کو فعال کرنے میں بھی وہ پیش پیش تھے۔ ان اوقات کار سے وہ وقت نکال کر جامعہ تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ میں حاضر ہونے لگے اور وہاں کے ذی علم اساتذہ کرام کے آگے دوزانو بیٹھ کر قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنے لگے۔ انہوں نے اپنی ذہنی قابلیت اور خداداد صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے جن اساتذہ کرام سے دینی علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد اسحاق گوہڑوی' ولی کامل مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی' شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالرشید گوہڑوی۔

تقویۃ الاسلام میں ان کے ہم درس اور ہم سبق علماء میں قابل قدر شخصیات کے نام یہ ہیں۔ پروفیسر حافظ عبدلرحمان لدھیانوی' مولانا حبیب الرحمان یزدانی شہیدؒ' پروفیسر حافظ محمد ایوب' مولانا جار اللہ کھیاڑوی' مولانا نور اللہ کھیاڑوی' مولانا عبدالمجید کھیاڑوی' حافظ محمد عابد' حافظ زاہد محمود' مولانا محی الدن قصوری اور قاری عبدالحفیظ صاحب قصوری۔ 1965ء سے

لے کر 1970ء تک کا عرصہ ان کی دینی تعلیم کا دورانیہ ہے جو کہ تقویۃ الاسلام میں حاصل کی۔ لاہور میں رہتے ہوئے "ان سروس" انہوں نے ایم اے اردو اور ایم اے اسلامیات کی ڈگریاں حاصل کیں اور ڈبل ایم اے کا اعزاز حاصل کیا۔

تصنیفی خدمات: مولانا ہاشمی منجھے ہوئے تجربہ کار قلمکار تھے۔ ان کے لکھنے کا انداز نرالہ تھا۔ اپنی بات کو خوبصورت پیرائے میں ضبط تحریر میں لانے کا ڈھنگ جانتے تھے۔ قلم برداشتہ لکھتے اور حق بات کہنے میں ذرا مصلحت کا شکار نہ ہوتے۔

ستمبر 1994ء میں ماہ نامہ رسالہ "صدائے ہوش" جاری کیا آپ اس کے چیف ایڈیٹر تھے جبکہ اعزازی نائب ایڈیٹر کی ذمہ داری مجھے سونپ رکھی تھی۔ ان کے لکھے ہوئے ادارے اور شذرات موقع کی مناسبت سے بڑے جاندار اور سیاسی تبصرے' بے لاگ ہوا کرتے تھے وہ اپنے موقف کا اظہار جرات و بیباکی سے کرتے صحافت کی اونچ نیچ سے واقت تھے مولانا اسحاق بھٹی کے الفاظ میں "ہاشمی صاحب کے قلم کی زبان بڑی ستھری اور پاکیزہ ہے" صدائے ہوش کے مضامین معیاری اور دیگر مشمولات عمدہ ہوتے ہیں۔ مطلع صحافت پر یہ رسالہ عرصہ 16 سال سے نمودار ہے اور بہتر طریقے سے دین کی خدمت کر رہا ہے۔ صدائے ہوش خالص جماعتی پرچہ ہے' اور پنجاب کی جماعت غرباء اہلحدیث کا آرگن۔ اس میں مختلف مسائل پر مباحث بھی کھلے دل سے شائع کی جاتی ہیں۔ تصنیفات کے حوالے سے ہاشمی صاحب نے چھوٹے بڑے جو رسائل لکھے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے

آمین:۔ اس کتاب میں آمین بالجہر کے مسئلے کو احادیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔

تحقیق التراویح: یہ کتاب آٹھ تراویح کے مسنون ہونے کے دلائل پر مشتمل ہے۔

ہمارے معاشی مسائل اور ان کا حل: اس میں معاشی مسائل کو وضاحت سے بیان کر کے ان کا حل پیش کیا گیا ہے۔

فضیلت جھاد اور مجاھد: اس کتابچے میں اسلام کی چوٹی جہاد کی اہمیت اجاگر کر کے مجاہد کے فضائل بیان ہوئے ہی۔

مسئلہ ولی عہدی: یہ کتاب ولی عہدی کے اہم مباحث کو دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں۔

مسئلہ خلافت: یہ کتاب خلافت وامارت کے مسئلے کی نقاب کشائی کرتی ہے۔

اسلام نظام حکومت ' امامت 'امارت' خلافت: اس میں اسلامی نظام حکومت کی اساس امامت' امارت اور خلافت کا بیان ہے۔

ہم غرباء اہلحدیث کیوں: اس کتابچے میں غرباء اہلحدیث کی وجہ تسمیہ اور اس سے مناسبت کے دلائل دیے گئے ہیں۔

جواب آں غزل: اس کتاب میں احادیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ حنفیہ کے مسائل کا تقابل کیا گیا ہے۔ اصل میں یہ کتاب حنفی مقلد امین صفدر اکاڑوی کی کتاب اہلحدیث کے دوسو مسائل کا دنداں شکن جواب ہے اور اپنے موضوع پر منفرد اور مدلل۔

سیاسی خدمات: سرزمین لاہور سیاسی اعتبار سے بھی بڑی زرخیز ہے۔ اس شہر سے بہت سی سیاسی تحریکیں اٹھیں اور بہت سی اکابر شخصیات نے اپنے سیاسی کیریر کا آغاز کیا۔ ہمارے ممدوح مولانا ادریس ہاشمی جب اس بلدہ علم میں وارد ہوئے تو انہوں نے اپنی آمد کے ساتھ ہی قومی پریس میں ملک کو درپیش مسائل کے بارے میں جماعت غرباء اہلحدیث کا نقطہ نظر بھی پیش کرنا شروع کیا۔ اور اس سلسلے میں 1970ء میں قائم ہونے والے ''اسلامی متحدہ محاذ'' میں شرکت کی۔ اس سے قبل ''یوم شوکت اسلام'' کے جلوس میں جماعت غرباء اہلحدیث کی نمائندگی کی۔ 1970ء میں جب انتخابات کا غلغلہ بلند ہوا تو جماعت غرباء اہلحدیث کی طرف سے سیاسی امور کے بارے فیصلہ کرنے کے لئے مرکز کی منظوری سے ایک پانچ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی اس کے صدر حکیم عبدالرحمان آزاد المعروف ڈکٹیٹر تھے۔ مولانا محمد ادریس ہاشمی سیکرٹری اور دیگر اراکین میں مولانا حافظ عبدالرشید گوہڑوی' شیخ محمد یحییٰ امیر جماعت غرباء لاہور' مولانا شمشاد احمد خاں سلفی تھے۔ اس کمیٹی نے مختلف اہل حدیث تنظیموں میں اتحاد قائم کرنے کی کوشش کی لیکن بیل منڈھے نہ چڑھ سکی۔ چنانچہ مسجد قدس اہلحدیث چوک دال گراں لاہور میں جماعت غرباء اہلحدیث' جماعت اہل حدیث اور جمعیت علمائے اہلحدیث پر مشتمل سیاسی امور نمٹانے کی غرض

سے مجلس عمل اہلحدیث کے نام سے ایک مشترکہ پلیٹ فارم قائم کیا گیا جس کے صدر مولانا حکیم عبدالرحمان آزاد' نائب صدر حافظ عبدالقادر روپڑی اور سیکرٹری مولانا ادریس ہاشمی منتخب ہوئے یاد رہے جمعیت علماء اہلحدیث 1969ء میں باغ عام خاص میں منعقدہ سالانہ کانفرنس کے موقع پر علاقہ مظفر گڑھ' ملتان' ڈیرہ غازی خان' کے علماء کی پہلے سے قائم شدہ تنظیم جمعیت علمائے اہلحدیث کی توسیع شدہ تھی جس کی ابتدائی تنظیمی کمیٹی نے حافظ عبدالغفور جہلمی' مولانا عبدالعزیز سعیدی منکیرہ' قاضی محمد اسلم سیف' مولانا محمد ادریس ہاشمی اور مولانا شمشاد سلفی کو شامل کیا۔ پیپلز پارٹی کا مقابلہ کرنے کے لئے اسلامی جماعتوں کی کوششیں جاری تھیں' اس سلسلے میں نوابزادہ نصراللہ خاں سے رابطہ کیا گیا انہوں نے جماعت اہلحدیث کے اکابر علماء کو اجلاس میں شرکت کی دعوت دی۔ کراچی سے حضرت مولانا عبدالغفار سلفی رحمۃ اللہ علیہ نے نوابزادہ صاحب کو فون پر اطلاع دی کہ ہمارے نمائندے مولانا عبدالرحمان آزاد ہیں۔ اس کے بعد ایک بھرپور اجلاس ہوا جس میں سات دینی اور سیاسی جماعتوں پر مشتمل ایک متحدہ اسلامی محاذ معرض وجود میں آیا۔ جس دن پریس کانفرنس میں اسلامی متحدہ محاذ کی تشکیل کا اعلان ہوا' جماعت غرباء اہلحدیث کے نمائندے مولانا عبدالرحمان آزاد اپنے کسی عزیز کی وفات کے باعث تشریف نہ لا سکے ان کی جگہ مولانا محمد ادریس ہاشمی صاحب نے جماعت غرباء کی نمائندگی کی۔ یہاں ایک لطیفہ بھی سنتے جائیے۔

اس اسلامی متحدہ محاذ کی طرف سے 25 ستمبر 1970ء کو نوابزادہ نصراللہ خان کی قیام گاہ نکلسن روڈ پر پریس کانفرنس کی گئی۔ جس میں ''اسلامی متحدہ محاذ'' میں شامل جماعتوں' مسلم لیگ' جماعت اسلامی' جمہوری پارٹی' جماعت غرباء اہلحدیث' مرکزی جمعیت اہلحدیث' جماعت اہلحدیث اور جمعیت احیائے ملت کے نمائندے شریک ہوئے۔ جماعت غرباء اہلحدیث کے نمائندے مولانا ہاشمی تھے۔ جب اس محاذ میں شامل جماعتوں کے نام لئے گئے تو ان میں غرباء اہلحدیث کا نام سن کر اس وقت کے ''روزنامہ امروز'' کے چیف رپورٹر عبداللہ ملک نے سوال کیا۔ ''کیا یہ جماعت طبقاتی بنیادوں پر بنائی گئی ہے۔''

قارئین جانتے ہیں کہ عبداللہ ملک صاحب جس ذہن اور نقطہ نظر کے حامل تھے اس کی

رو سے یہ سوال بہت صحیح تھا۔ میاں فضل حق مرحوم جو مرکزی جمعیت کی طرف سے شریک تھے انہوں نے ہاشمی صاحب کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا ہاشمی صاحب جواب دیجئے۔ مولانا محمد ادریس ہاشمی صاحب نے جو جواب دیا وہ 26 ستمبر 1970ء کے روزنامہ امروز میں ان الفاظ کے ساتھ شائع ہوا۔ اس کا عنوان تھا ''جماعت غرباء میں امراء بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

(امروز کے سٹاف رپورٹر) لاہور 25 ستمبر اسلامی متحدہ محاذ میں شامل جماعت غرباء اہلحدیث کے نمائندے مولانا محمد ادریس ہاشمی نے وضاحت کی کہ ان کی جماعت میں امراء بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ محاذ کی پریس کانفرنس میں جب مولانا ہاشمی سے پوچھا گیا کہ آیا آپ کی جماعت طبقاتی بنیادوں پر منظم ہوئی ہے؟ تو انہوں نے ایک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ آخری زمانے میں غرباء ہی دین کے عامل اور محافظ ہوں گے تاہم اگر کوئی دولت مند اہلحدیث ہماری جماعت کے اساسی نظریے سے اتفاق رکھتا ہو تو وہ بھی اس میں شامل ہو سکتا ہے۔ اس واقعہ کو مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے اپنی کتاب ''کاروان سلف'' کے صفحہ 34 پر مولانا عبدالوہاب محدث دہلوی کے حالات میں ذکر کیا ہے۔

اسلامی متحدہ محاذ کی تشکیل کے بعد پہلا جلسہ عام 10 اکتوبر 1970ء کو موچی دروازہ میں منعقد ہوا تھا اس میں جماعت غرباء اہلحدیث کی طرف سے حضرت الامام مولانا عبدالغفار سلفی رحمۃ اللہ علیہ نے نمائندگی کی تھی اور جلسہ عام سے خطاب فرمایا تھا۔ ان کے علاوہ اس موقع پر جماعت کی نمائندگی کرنے والے مولانا عبدالرحمان آزاد اور مولانا ادریس ہاشمی اسٹیج پر موجود تھے۔

اسلامی متحدہ محاذ کے راہنماؤں کی طرف سے سید صابر جعفری کی زیر قیادت ایک وفد نے پتوکی جہاں مولانا معین الدین لکھوی صاحب انتخاب لڑ رہے تھے' ساہیوال جہاں سے مسعود احمد پوسوال' چیچہ وطنی میں ڈاکٹر سعید اختر' خانیوال میں بشیر احمد خاور ایڈووکیٹ' منڈی عبدالحکیم کے علاقے میں پیر نو بہار شاہ کے بیٹے خاور علی شاہ اور ملتان میں مولانا حامد علی خاں سمیت اسلامی متحدہ محاذ کے امیدواروں کے انتخابی جلسوں سے خطاب کیا۔ دیگر اراکین وفد میں میاں فضل حق'

حافظ عبدالقادر روپڑی محمد ادریس ہاشمی اور قاضی عبدالنبی کوکب شامل تھے۔مختلف مقامات پر انتخابی جلسوں سے خطاب کی آخری کڑی ملتان میں مولانا حامد علی خاں کا جلسہ تھا۔جس میں جب مولانا ہاشمی صاحب کی تقریر کی باری آئی تو دوران تقریر جمعیت علمائے اسلام پر تنقید کرنے پر بابو فیروز دین کے حامیوں نے ہنگامہ آرائی اور پتھراؤ شروع کر دیا۔پانچ منٹ تک ہنگامہ آرائی کے بعد حملہ آور فرار ہوگئے اور جلسہ رات ایک بجے تک جاری رہا۔یاد رہے کہ اس سیٹ پر مسٹر بھٹو کے مقابلے پر مولانا حامد علی الیکشن لڑ رہے تھے اور وہ بہت تھوڑے فرق سے ہارے تھے ان کی شکست جمعیت علمائے اسلام کی مہربانیوں کا نتیجہ تھا کہ جن کی وجہ سے دینی عناصر کے قریباً 19 ہزار ووٹ ضائع ہوئے۔وہ ظلم و بربریت کا زمانہ تھا بھٹو شاہی کے اقتدار کا سورج نصف النہار پر چمک رہا تھا۔حکومت کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو خاموش کر دیا جاتا' ہاشمی صاحب نے اس دور ظلمت میں اکابرین جماعت اہلحدیث اور سیاسی زعما کے ساتھ مل کر ''آمریت'' کے خلاف تحریک میں حصہ لیا اور اس جرم کی پاداش میں ''نشانہ ستم'' بنے سیاست کے میدان میں انہوں نے جماعت اہلحدیث کی جملہ تنظیموں کے قائدین کے ہمراہ شانہ بشانہ مل کر کام کیا اور قدم سے قدم ملا کر چلے۔ ضیاء الحق مرحوم کے ''ریفرنڈم'' اور 1988-1990-1993 اور 1997 کے الیکشن میں جماعت اہلحدیث کی جملہ تنظیموں کے اتحاد میں شامل تھے اور جماعت کی پالیسی اور لائحہ عمل کے مطابق انہوں نے خدمات سرانجام دیں۔

تحریک ختم نبوت

مولانا ہاشمی 1973ء کی ''تحریک ختم نبوت'' میں جماعت غرباء اہلحدیث لاہور کی طرف سے پیش پیش رہے اور گراں قدر خدمات انجام دی اور بھرپور کردار ادا کیا۔ہاشمی صاحب اپنے علاقے میں تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری منتخب ہوئے اور اس حلقے سے انہیں تحفظ ختم نبوت لاہور کی مجلس شوریٰ کا رکن منتخب کیا گیا۔

اس منصب پر فائز ہونے کے بعد ہاشمی صاحب اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ مل کر تحفظ ختم نبوت صوبہ پنجاب کے اجلاسوں اور میٹنگوں میں شرکت کرتے رہے۔راوی روڈ کے علاقے

میں ختم نبوت کے سلسلے میں منعقد ہونے والے جلسوں کا انتظام وانصرام انہوں نے احسن طریقے سے کیا۔ اور اپنے علاقے کو کسی بھی قسم کی لاقانونیت' جلاؤ' گھیراؤ یا جانی نقصان سے کارکنوں کو باز رکھا۔ ''ناموس رسالت'' کی چوکھٹ کی چوکیداری کے لئے ہمہ وقت مستعد اور ہوشیار رہے' جان و مال سے اس کی حفاظت کی۔ تحریک کے جو کارکن گرفتار ہو کر جیل جاتے یا جو گرفتاریاں دیتے رہے ان سے جیل میں ملاقات' ان کے کھانے پینے کا انتظام اور ان پر قائم ہونے والے مقدمات کی پیروی کا ہاشمی صاحب نے احسن انداز میں بندوبست کیا۔ انہی دنوں کی بات ہے کہ ہاشمی صاحب اپنے علاقے سے گرفتار ہونے والے عالم دین مولانا عبدالرؤف فاروقی کی ملاقات کے لئے کوٹ لکھپت جیل گئے۔ اتفاق سے وہاں ان کی ملاقات علامہ زبیر ظہیر صاحب سے ہوگئی۔ علامہ زبیر صاحب تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں ان دنوں جیل میں بند تھے۔ انہوں نے ہاشمی صاحب کو دکھ کے ساتھ بتایا کہ یہاں جماعت اہلحدیث سے تعلق رکھنے والے کچھ نوجوانوں نے جوش جذبات میں آ کر گرفتاری دے دی۔ گرفتاری کے بعد ان کا کوئی بھی پرسان حال نہ ہوا۔ لہٰذا آپ ان کے لئے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا سامان پہنچائیں۔ جیل ملاقات سے واپسی پر مولانا ہاشمی نے ایبک روڈ جا کر وہاں جمعیت اہلحدیث کے دفتر میں مولانا محمد اسحاق علوی (حال امریکہ) کو اس صورت حال سے آگاہ کیا تو انہوں نے ان کارکنوں کی مدد سے معذوری ظاہر کی۔ چنانچہ مولانا ہاشمی صاحب نے جماعت غرباء اہل حدیث لاہور کی طرف سے ان کارکنوں کو ان کی ضروریات کا سامان پہنچایا۔ اور پھر دو دن بعد ضلع کچہری پر آئے ہوئے ان لوگوں کو کھانا اور دیگر اشیاء پہنچائیں۔ 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو جو آدمی علاقے کا انچارج پولیس بناوہ مبارک باد دینے کے لئے تحفظ ختم نبوت کے دفتر گیا اور کہنے لگا کہ پورے لاہور میں کارکردگی اور جلسے جلوسوں کے لحاظ سے راوی روڈ کا علاقہ پہلے نمبر پر ہے لیکن یہ علاقہ اس لحاظ سے اور بھی قابل تعریف ہے کہ اس میں توڑ پھوڑ' جلاؤ گھراؤ اور فساد کے واقعات رونما نہیں ہوئے اور وہاں مکمل امن وامان رہا۔ یہ سب کریڈٹ ہاشمی صاحب کو جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے علاقے میں امن وامان کی صورت حال بہتر رکھی اور کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

1977ء کی تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی مولانا ادریس ہاشمی صاحب نے بڑھ چڑھ کر نمایاں طور پر حصہ لیا یہ وہ دور تھا جب مسٹر بھٹو کی آمریت عروج پر تھی' اس دور فسطائیت میں ''جیالوں'' کی ریشہ دوانیوں سے اپنے پرائے سب نالاں تھے۔ بھٹو کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو ظلم وتشدد سے دبا دیا جاتا تھا۔ ملک میں ایک بے یقینی کی سی کیفیت طاری تھی' لوگ سہمے ہوئے تھے۔ مسٹر بھٹو کے متعلق طرح طرح کے واقعات سننے میں آتے تھے۔ میں اس وقت سکول میں تیسری جماعت کا طالب علم تھا اور ہماری رہائش فیصل آباد کے ایک دور افتادہ نواحی گاؤں ''پکی پنڈوری'' میں تھی۔ محلے کے لڑکے والد محترم محمد یوسف مرحوم سے صبح وشام قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے۔ محلے کے مرد حضرات اور بڑی بوڑھی عورتیں آکر والد محترم سے کہتیں کہ بھائی سنا ہے بھٹو نے بوڑھوں کو مار دینا ہے' صرف نوجوان ہی زندہ رہیں گے اور کام کریں گے ان کو پکی پکائی تازہ روٹی ملا کرے گی وہ یہ بات کہہ کر بڑی معصوم سی شکل بنا کر پوچھتیں' بھائی جی اب ہمارا کیا بنے گا؟ جب یہ الفاظ ان کی زبان سے ادا ہوئے تو ان کی حالت قابل رحم ہوتی۔ یہ اس دور کے سادہ لوح عوام کی اس وقت کی حکومت سے متعلق عام رائے تھی۔ ان کے ذہن میں ہر وقت ایک انجانا سا خوف طاری رہتا تھا۔ اس دور ظلمت میں جب الیکشن کا اعلان ہوا اور جلسے جلوسوں سے پابندیاں ہٹیں تو لوگوں کے دلوں میں ظلم وجبر کے سبب سے دبی ہوئی نفرت کا لاوا ابل پڑا۔ حزب مخالف کی نو جماعتیں متحد ہو گئیں' پورے ملک میں ہر طرف نو ستاروں والے سبز پرچم لہراتے دکھائی دیئے۔

قوم کے موڈ کو دیکھتے ہوئے بھٹو صاحب نے نتائج کو اپنے حق میں بدلنے کی خاطر ''جھرلو'' کا سہارا لیا۔ قومی اسمبلی کے نتائج کے بعد ''قومی اتحاد'' نے صوبائی اسمبلی کے انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔ اور یوں الیکشن میں دھاندلی کے خلاف احتجاجی تحریک چل پڑی۔ جو بعد میں ''تحریک نظام مصطفےٰ'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ اور بھٹو حکومت کے خاتمے پر منتج ہوئی۔

انتخابات کے دوران جماعت غرباء اہلحدیث نے براہ راست انتخابات میں حصہ نہیں لیا بلکہ پورے ملک میں قومی اتحاد کی حمایت کا اعلان کر دیا اور ہر جگہ پر جماعت کے اراکین نے

قومی اتحاد کے امیدواروں کو سپوٹ کیا۔ مولانا ہاشمی صاحب نے اپنے علاقے راوی روڈ سے لے کر پنجاب کی سطح تک کام کیا۔ علاقہ راوی روڈ کے علماء کی مجلس عمل میں انہیں سیکرٹری چنا گیا اور پھر بر بنائے الہدیٰ لاہور کی مجلس شوریٰ کے لئے چنے گئے اور پھر اسی طرح لاہور کی طرف سے پنجاب کی مجلس شوریٰ میں لاہور کی نمائندگی کرتے رہے۔ اس تحریک میں نو اپریل کو مسلم مسجد (لوہاری گیٹ) میں غازیوں اور قومی اتحاد کے کارکنوں کے ہمراہ تشدد کا نشانہ بھی بنے۔ ملکی سیاست کے علاوہ مسلکی سیاست میں بھی ہاشمی صاحب نے سرگرمی سے حصہ لیا۔ مسلک اہلحدیث کے تحفظ اور حقوق کی خاطر جب ''اہلحدیث مطالبات کمیٹی کا قیام'' عمل میں آیا تو آپ اس میں شامل کئے گئے دیگر اراکین میں شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر' مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی' مولانا عبدالخالق قدوسی' مولانا محمد حسین شیخوپوری' چوہدری عبدالباقی نسیم' اور مولانا محمد اسحاق علوی تھے۔ جولائی 1983ء میں علاقہ راوی روڈ کی طرف سے ''سنی مجلس عمل'' کا قیام عمل میں آیا۔ اس کا باعث اس علاقے میں اہل تشیع کی طرف سے شہید ذوالجناح کی برآمدگی اور بڑے قطعہ اراضی پر ناجائز طور پر قبضہ کر کے امام بارگاہ بنانے کی کوشش کی گئی۔ جس پر علاقہ کے اہلحدیث' دیوبندی اور بریلوی علماء نے مل کر سنی مجلس عمل قائم کی۔ اس کا صدر قاری محمد افضل صاحب اور سیکرٹری جنرل مولانا محمد ادریس ہاشمی صاحب کو منتخب کیا گیا۔ انہوں نے اس وقت کے ڈی سی لاہور' اے سی لاہور اور علاقے کے انتظامی سربراہ سے ملاقاتیں کر کے علاقے کی فضا کو خراب ہونے سے بچایا' تادم تحریر آج مورخہ 29 نومبر 2010ء تک علاقہ راوی روڈ سے نہ کوئی جلوس نکلتا ہے اور نہ ہی کوئی ''امام بارگاہ'' تعمیر ہو سکی۔

6 ستمبر 1983ء کو معروف اہل حدیث عالم دین مولانا فیض عالم صدیقی کو جہلم میں مسجد کے اندر شہید کر دیا گیا۔ ان کی المناک شہادت جماعت کے لئے بہت بڑا سانحہ تھا۔ اس موقع پر صدیقی مرحوم کے قاتلوں کی گرفتاری اور ان کو قرار واقعی سزا دلوانے کے لئے اہل حدیث جماعتوں کا ایک اجلاس جامع قدس اہلحدیث چوک دال گراں لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں سب جماعتوں کی طرف سے ایک متحدہ ''مجلس عمل اہلحدیث'' کا قیام عمل میں آیا۔ اس مجلس عمل کا

کنوینرمولانا ہاشمی صاحب کو بنایا گیا۔ چنانچہ ہاشمی صاحب نے اس سلسلے میں وفود کے ہمراہ آئی جی پولیس لائق احمد خاں اور تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد اور دیگر جماعتوں کے سربراہوں سے ملاقاتیں کیں۔ اور مولانا فیض عالم شہید کے قاتلوں کی گرفتاری پر زور دیا۔ اس سلسلے میں ایک وفد نے میاں فضل حق رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں اس وقت کے وزیر دفاع علی احمد تالپور سے بھی ملاقات کی۔ لیکن ان سب بزرگوں کی کوششوں کے باوجود یہ کیس طاق نسیاں میں ہی چلا گیا۔

جنوری 1984ء میں خاکسار تحریک کے امیر خان محمد اشرف خاں صاحب نے اسلامی نظام کی داعی جماعتوں اور افراد کا ایک اجتماع خاکسار تحریک کے دفتر میں بلایا۔ جس میں اس امر پر غور کیا گیا کہ وطن عزیز پاکستان میں اسلام کے شورائی پر مبنی ''خلافت و امارت'' کے نظام کو نافذ کرنے کے لئے حکومت پر زور دیا جائے اور عملی تعاون کی پیش کش کی جائے۔ لہٰذا ''اتحاد اسلامی'' کے نام سے ایک مجلس عمل تشکیل دی گئی۔ اس کا کنوینر خان محمد اشرف خاں کو بنایا گیا۔ اس ابتدائی اجلاس میں ریٹائرڈ جسٹس B-Z کیکاؤس' مولانا محمد ادریس ہاشمی' مولانا حکیم عبدالرحمان آزاد' علامہ ع غ کراروی' مولانا حافظ زبیر احمد ظہیر' محمد ریاض خاکی اور کئی دوسرے افراد نے شرکت کی۔ اسلامی شورائی نظام کی حامی دیگر جماعتوں سے رابطہ کرنے کے لئے ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی تھی۔ اتحاد اسلامی کے بعض اجلاس مرکزی جمعیت اہل حدیث راوی روڈ کے دفتر میں بھی منعقد ہوئے۔

سیاست کے خارزار میدان میں ہاشمی صاحب کے ساتھ چلتے چلتے ہم بہت دور نکل آئے ہیں۔ ہاشمی صاحب کی یہ وہ قابل قدر سیاسی خدمات ہیں جنہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اب چند باتیں تنظیمی نوعیت کی اور ملاحظہ کیجئے۔

1985ء میں مولانا مقبول احمد مجاہد سابق والئی پنجاب (جماعت غرباء اہلحدیث) علالت طبع کے باعث اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوگئے۔ ان کے بعد جماعت غرباء پنجاب کی تنظیم نو عمل میں آئی۔ حضرت الامام مولانا عبدالرحمان سلفی صاحب کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس میں محترم مولانا عبدالقہار سلفی صاحب کی پرزور تائید سے مولانا محمد سرور شفیق صاحب کو

امیر جماعت صوبہ پنجاب منتخب کیا گیا' مرکزی شوریٰ نے کراچی میں ایک اجلاس میں اس کی توسیع بھی کر دی۔

جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب کی تنظیم نو کے بعد جماعت کا تنظیمی و تبلیغی کام زیادہ مربوط انداز میں شروع ہوا۔ لاہور کے صوبائی مرکز کی طرف سے پورے پنجاب میں تبلیغی دوروں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ کراچی میں جماعت کے مرکز سے بھی جید علماء تقریر و تبلیغ کے لئے بلائے جاتے اور تا حال یہ سلسلہ باقاعدگی سے جاری ہے پنجاب میں جماعت غرباء اہلحدیث کی کم وبیش 150 کے قریب شاخیں ہیں۔ 23 مارچ 1997ء کو شبان غرباء پنجاب کا ایک بھرپور اجلاس جامعہ امیر معاویہؓ المدد پاک کالونی میں ہوا تھا جس میں پنجاب کی شبان غرباء کی تشکیل کی گئی تھی۔ نوجوانوں نے اس موقع پر خوشی کا اظہار کیا اور پھر سرگرمی سے لاہور اور پنجاب کے دوسرے اضلاع میں جماعت کا کام اچھے انداز میں کیا۔ جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب کی طرف سے ہزاروں کی تعداد میں تبلیغی پمفلٹ چھپوا کر مفت تقسیم کیے گئے۔ جن میں سے اکثر کے مصنف مولانا محمد ادریس ہاشمی صاحب ہیں۔ دیکھنے میں ایک چیز یہ بھی آئی ہے کہ مولانا ہاشمی جماعت کے معاملے میں انتہائی حساس طبیعت رکھتے تھے۔ میں تو انہیں جماعت غرباء اہلحدیث کا ''وکیل صفائی'' سمجھتا تھا۔ وہ اس طرح کہ جس کسی نے بھی جماعت غرباء اہل حدیث کے ''مسئلہ امارت'' پر لب کشائی کی یا جماعت کے کسی اکابر کے متعلق بات کی تو ہاشمی صاحب کی زبان اور قلم حرکت میں آ گئے۔ اور انہوں نے معترض کے اعتراضات کو جب تک دور نہ کر دیا اور دلائل و براہین سے اصل حقائق کو اس کے سامنے پیش نہ کر دیا تب تک سکون کا سانس نہ لیا۔ ایسے جنونی جماعتی افراد سے ہی جماعتیں زندہ رہتی اور ترقی کی منازل طے کرتی ہیں۔ بلاشبہ ہاشمی صاحب جماعت کے مخلص و ہمدرد رفقاء سے تھے۔ معاملہ فہمی اور وسعت نظر میں بھی ان کو کمال حاصل تھا۔ بعض امور میں انہوں نے ایسی رائے دی کہ بعد کے حالات نے ان کی رائے کو صحیح ثابت کر دکھایا۔ کئی سال بیشتر جماعت اہلحدیث جہاد بالسیف سے وقتی طور پر متوجہ نہ تھی۔ ہاشمی صاحب نے 1987ء 89ء کی سالانہ جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب کی رپورٹ شائع کی اس کے شروع میں انہوں

نے چند تجاویز برائے ترقی "جماعت غرباء اہلحدیث پاکستان" کے عنوان سے 10 چیزیں لکھیں۔ اس کے آخر میں لکھا کہ "ہم نے ایک بڑے فریضہ کو سب نے نظر انداز کیا ہوا ہے اور وہ جہاد بالسیف کے لئے تیاری ہے حالانکہ یہ بھی اشد ضروری ہے" یہ اس وقت کی بات ہے جب ابھی ہماری اہلحدیث جماعتوں کا کوئی بھی "جہادی ونگ" معرض وجود میں نہیں آیا تھا اور شائد اس طرف کسی نے عنان توجہ بھی مبذول نہیں کی تھی۔

مولانا محمد ادریس ہاشمی جماعت کا عظیم سرمایہ تھے۔ وہ ہمہ وقت جماعت کے لئے کچھ نہ کچھ کرنے کے عادی تھے فروری 1999ء میں انہوں نے فیروز والا کے علاقے میں (جی ٹی روڈ لاہور) پر واقع رحیم ٹاؤن میں تین کینال اراضی خریدی۔ ایک کنال پر جامع مسجد ابو سفیان تعمیر کی اور دو کنال اراضی پر دار الحدیث جامعہ معاویہ کو تعمیر کیا۔ وہ اپنی علالت اور بیماری کی شدت کے باوجود رات دن جامعہ کی تعمیر و ترقی میں کوشاں رہے۔ یہ ہاشمی صاحب کی شبانہ روز محنت کا ثمر ہے کہ لاہور جیسے شہر میں انہوں نے جماعت غرباء اہلحدیث پنجاب کا ایک عظیم تعلیمی و تدریسی اور تربیتی مرکز قائم کیا۔ اللہ کرے ان کا لگایا ہوا توحید و سنت کا یہ گلشن آباد رہے اور ترقی کی منازل طے کرے۔ آمین

بیماری اور وفات: 1998ء کے موسم گرما میں مولانا ہاشمی صاحب کو پہلی بار دل کی تکلیف ہوئی تھی۔ چند روز وہ ہسپتال رہے پھر گھر آ گئے۔ صحت بحال ہوتے ہی وہ پھر پوری سرگرمی سے جماعتی کاموں میں جُت گئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شوگر اور کئی دیگر عوارض بھی لاحق ہو گئے اور دل بھی بڑھنا شروع ہو گیا تھا۔ لیکن وہ ان چیزوں کی پروا کئے بغیر پوری سرگرمی اور دلجمعی سے اپنے جماعتی کاموں میں مصروف کار رہے۔ کراچی میں جماعت کی سالانہ قرآن و حدیث کانفرنس میں بھی ہر سال باقاعدگی سے شریک ہوتے اور پنجاب کے دور دراز علاقوں میں بھی بسلسلہ تبلیغ ہر ماہ جاتے۔ میں جب بھی انہیں آرام کا مشورہ دیتا وہ مسکرا کر کہتے "اللہ دی سپرد" اور بات ختم کر دیتے۔ تھکاوٹ یا اکتاہٹ ان میں نام کو نہ تھی۔ جماعتی کاموں میں ہر وقت مستعد رہتے۔ میں نے ان کی خدمت میں ایک بار گزارش کی کہ وہ میری کتاب

''مولانا عبدالوہاب دہلویؒ'' اوران کا خاندان'' پر تقریظ لکھ دیں۔ کہنے لگے صحت ٹھیک ہوتے ہی لکھ دوں گا۔ چنانچہ 26 فروری 2009ء کو وہ ہمارے عزیز دوست صاحبزادہ بابر فاروق رحیمی کی دعوت ولیمہ میں شرکت کے لئے کھڑیانوالہ جانے سے پہلے میرے ہاں فیصل آباد آ گئے اور انہوں نے مکتبہ پر بیٹھے بیٹھے تقریظ لکھ دی اس کے بعد ہم دعوت ولیمہ میں شریک ہوئے۔ کچھ عرصہ پہلے ان کا فون آیا کہ ملنے کو جی چاہتا ہے لاہور آؤ۔ لہٰذا 16 اپریل کو میں اپنے عزیز دوستوں مولانا فاروق الرحمٰن یزدانی مدیر ترجمان الحدیث فیصل آباد اور مولانا محمد سلیم اعظم بلوچ خطیب جامع مسجد مبارک اہلحدیث جنڈیالہ روڈ شیخوپورہ کی ہمراہی میں نماز مغرب سے کچھ پہلے ان کے ہاں دارالحدیث جامعہ معاویہؓ رحیم ٹاؤن پہنچا وہ منتظر تھے نہایت محبت وشفقت سے ملے۔ دیر تک ان سے مجلس رہی ان کے داماد علامہ زاہد ہاشمی بھی موجود تھے۔ نماز مغرب ہم نے مولانا ادریس ہاشمی صاحب کی اقتداء میں ادا کی اس کے بعد انہوں نے دارالحدیث کی عظیم الشان لائبریری دکھائی جو مختلف علوم وفنون کی کتب پر مشتمل ہے۔ ہم نے اجازت مانگی تو انہوں نے ڈھیروں دعاؤں سے رخصت کیا یہ میری ان سے آخری ملاقات تھی۔ 21 مئی کا جمعہ انہوں نے 19 ایم بی جوہر آباد میں پڑھایا۔ 24 مئی کی صبح میں نے ان کو فون کیا اور خیریت دریافت کی۔ فرمانے لگے میری طبیعت بڑی خراب ہے صحت کی دعا فرمائیں۔ اگلے روز 25 مئی 2010ء کی رات ساڑھے آٹھ بجے مولانا زاہد ہاشمی نے رندھی ہوئی آواز میں ان کی وفات کی اطلاع دی تو دل اس خبر کو ماننے کو تیار نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت الامام مولانا عبدالرحمان سلفی صاحب کا کراچی سے فون آ گیا اور انہوں نے بھی افسردہ لہجے میں ہاشمی صاحب کی وفات کی خبر سنائی اور ان کی جماعتی خدمات کو سراہا۔ مولانا ادریس ہاشمی جماعتی حلقوں کی ہردلعزیز شخصیت تھے۔ ان کی موت جماعت کا عظیم سانحہ ہے۔ ...ت کی خبر جنگل میں آگ کی طرح دور دور پھیل گئی اور اخبارات اور ٹی وی پر بھی نماز جنازہ کا اعلان نشر ہو گیا تھا۔ 26 مئی کی صبح تک ان کے عزیز واقارب اور جماعتی احباب لاہور پہنچ گئے تھے۔ جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان کے نائب امیر حافظ محمد سلفی صاحب حفظہ اللہ' حضرت الامام مولانا عبدالرحمان سلفی صاحب مدظلہ تعالیٰ کی نیابت کے لئے

پونے گیارہ بجے رحیم ٹاؤن پہنچے۔انہوں نے نماز جنازہ سے پہلے موت پر ایک جامع وعظ کیا' اس میں انسانی زندگی کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے توحید' اتباع سنت اللہ کی بڑائی اور آخرت کی فکر کو اجاگر کیا۔ اور پھر مولانا ادریس ہاشمی مرحوم کی جماعتی خدمات کو بیان کرتے ہوئے انہیں خراج تحسین پیش کیا اور حضرت الامام صاحب کی طرف سے حاضرین اور مرحوم کے لواحقین کو سلام اور تعزیتی پیغام پہنچایا۔ ساڑھے گیارہ بجے حافظ محمد سلفی صاحب نے مسنون دعائیں پڑھ کر نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں ڈی جی خان' راجن پور' ملتان' ساہیوال' لاہور' چکوال' سیالکوٹ' گوجرانوالہ' سرگودھا' فیصل آباد قصور اور دیگر دور دراز علاقوں سے سینکڑوں لوگ شریک ہوئے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے اکابرین نے بھی بھرپور طریقے سے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جماعت اہل حدیث کے رسائل و جرائد کے مدیران اور دفتری عملہ بھی بنفس نفس نماز جنازہ میں شریک ہوا۔ نماز جنازہ کے بعد ہاشمی صاحب کا جسدِ خاکی شاہدرہ کے علاقے لاچپت روڈ کے قبرستان لایا گیا اور انہیں سپرد خدا کیا گیا۔ قبر پر دعا مولانا محمد اسحاق رحمانی نے فرمائی۔

بلاشبہ مولانا ادریس ہاشمی صاحب جماعت غرباء اہل حدیث کا پاکستان میں ایک عظیم ستون تھے۔ ان کی موت جماعت کے لئے بہت بڑا صدمہ اور حادثہ ہے۔ بظاہر اس کی تلافی ناممکن ہے۔ ان جیسے تحریکی آدمی صدیوں میں ہی پیدا ہوتے ہیں وہ فنافی الجماعت تھے۔ راقم کا ان سے سولہ سال جماعتی تعلق رہا میں نے ان کو ہمیشہ جماعت کا مخلص اور ہمدرد پایا۔ اللہ ان کی بال بال مغفرت فرمائے (آمین)

اولاد و احفاد' مولانا ادریس ہاشمی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے 4 بیٹے اور سات بیٹیاں عطا فرمائیں۔

دو بیٹے معاویہ اور عمران کی زندگی میں وفات پا گئے تھے۔ جبکہ بڑے بیٹے شفیق الاسلام عصری تعلیم سے آراستہ ہیں اور سرکاری سکول میں ٹیچر ہیں اور لاہور کی جماعت کے امیر بھی ہیں دوسرے بیٹے زبیر ہاشمی کسی پرائیویٹ کمپنی میں ملازم ہیں۔

اہل قلم کے مضامین اور تاثرات

آئندہ سطور میں مختلف اہل قلم کے مضامین سے مولانا ہاشمی صاحب کے بارے کچھ باتیں بیان کی جاتی ہیں ہفت روزہ الاعتصام کے مینجر اور ہمارے عزیز دوست جناب ابوفیصل مولانا محمد سلیم چنیوٹی حفظہ اللہ لکھتے ہیں۔

جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب کے روح رواں' مسلک اہل حدیث کی تبلیغ و اشاعت میں سرگرداں اور جماعتی رابطے وتعلق کی مضبوطی میں کوشاں حضرت مولانا محمد ادریس ہاشمی بن محمد شریف حسین ہاشمی چھیاسٹھ برس کی ایک قلیل زندگی گزار کر راہی ملک آخریں ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

26 مئی کی ایک گرم صبح مگر ٹھنڈی ہواؤں سے مزین موسم میں لاہور' گوجرانوالہ روڈ پر واقع ان کے لگائے ہوئے دینی وروحانی گلشن جامع مسجد ابوسفیان اہل حدیث وجامعہ دارالحدیث معاویہؓ کے پی ایس روڈ' رحیم ٹاؤن لاہور میں ان کی نماز جنازہ ہوئی کراچی سے جماعت غرباء اہل حدیث کے رہنما محترم مولانا محمد سلفی صاحب نے نماز جنازہ کی امامت کروائی اندرون و بیرون عمارت اور باہر تک لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔

مولانا محمد ادریس ہاشمی صاحب ایک متحرک' مستعد اور مسلک اہل حدیث سے اخلاص کی حد تک پیار کرنے والے تھے اور لوگوں تک اس کو پہنچانے میں مگن رہتے تھے۔ تبلیغی' اشاعتی اور تدریسی سرگرمیوں کے مرقع کا نام ہی گویا محمد ادریس ہاشمی تھا۔

راقم 1990ء سے الحمدللہ ''الاعتصام'' سے وابستہ ہے۔ نارووال سے ایک بزرگ شخصیت جناب شریف حسین ہاشمی صاحب کے نام ''الاعتصام'' جایا کرتا تھا۔ یہ بزرگ نہایت نیک اور اپنی شرافت طبع کے مطابق بالکل ''شریف'' تھے یہ ان کے نام کی مناسبت بھی تھی۔ ان کا فرمان تھا رسالہ مجھے کبھی وی پی کے ذریعے نہ بھیجنا۔ جب بھی زرتعاون ختم ہو جاتا تو پیرانہ سالی کے باوجود دفتر الاعتصام میں تشریف لا کر چندہ جمع کرواتے تھے۔ یہی بزرگ مولانا محمد ادریس

ہاشمی کے والد گرامی تھے۔

مولانا محمد ادریس ہاشمی مرحوم ایک دفعہ ''الاعتصام'' کے مدیر انتظامی مرحوم مولانا محمد سلیمان انصاریؒ سے ملنے دفتر ''الاعتصام'' میں تشریف لائے اور ''صدائے ہوش'' کے متعلق رائے معلوم کرنا چاہی کہ ''میں ایک رسالہ نکالنا چاہتا ہوں'' مزید کہا کہ آپ تو ماشاء اللہ پرانے اس کام سے وابستہ ہیں۔ صحافت کا تجربہ آپ کو بہت زیادہ ہے۔ رسائل و جرائد نکالنے میں اگر کوئی رکاوٹیں ہوں تو ہمارے علم میں بھی لائیں تاکہ محتاط رہیں۔

مولانا محمد سلیمان انصاریؒ فرمانے لگے کہ ''ہاشمی صاحب رسائل و جرائد نکال لینا بہت آسان ہے۔ مگر اس کے تسلسل کو قائم رکھنا جوئے شیر لانے والی بات ہوگی۔ بہت سے لوگوں کی طرف سے مفت بھیجنے کی درخواستیں آئیں گی۔ رقم کوئی دل والا ہی ارسال کرے گا۔ آپ رسالہ ضرور نکالیں لیکن رقم کے لئے انتظام اور بھاگ دوڑ بھی کرتے رہنا تاکہ خسارہ پورا ہوتا رہے اور رسالے کا تسلسل قائم رہے۔

اس مشورے کے بعد مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ تقریباً ایک سال کے بعد پھر دفتر ''الاعتصام'' میں تشریف لائے۔ اور مولانا انصاریؒ کو بتانے لگے۔ سائیں! آپ نے بالکل سچ فرمایا تھا۔ میرے ساتھ تو ''سر منڈاتے ہی اولے پڑنے والا'' معاملہ ہوگیا ہے۔ سال ہی میں ہزاروں روپیہ کا مقروض ہوگیا ہوں۔ اور صحافت کا نشہ ہے کہ اب رسالہ بند کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔

اکثر دیکھا جاتا تھا مولانا ہاشمی مرحوم موٹر سائیکل پر ہوتے تھے۔ کبھی اردو بازار لاہور میں، کبھی پریس پر اور کبھی اپنے اداروں کی نگرانی پر تن تنہا کئی قسم کی ذمہ داریوں سے نبرد آزما تھے۔ انہیں اصحاب رسول علیہم الرضوان سے بڑی محبت تھی۔ اپنے اداروں کے نام مسجدوں کے نام صحابہ کرامؓ کے نام پر رکھے تھے۔ ایسے نام رکھنے پر انہیں بعض دفعہ مشکلات سے بھی گزرنا پڑا۔ ناجائز مقدمات تک ہوئے، مسجد تک گرادی گئی۔ مگر مولانا ہاشمیؒ کوہ استقامت بنے رہے۔ قومی اتحاد اور پیپلز پارٹی کے سیاسی کشمکش کے دنوں میں بھی متحرک رہے اور غالباً گرفتار بھی ہوئے۔

انہوں نے تن تنہا جماعتی تعلق کو بڑا قائم رکھا۔ اور ہر سال سالانہ کانفرنس بڑے تزک و

احتشام سے منعقد کروایا کرتے تھے۔

علمائے کرام سے بڑی عقیدت ومحبت تھی۔ ہر عالم کے نام سے پہلے ''السید'' بمعنی سردار لکھا کرتے تھے۔ مولانا مرحوم ایک تعمیری وتحریکی ذہن کے انسان تھے۔ ''صدائے ہوش'' کے اداریے بڑے جاندار اور مثبت انداز فکر کو اجاگر کرتے تھے۔ جماعتی وتبلیغی سرگرمیوں سے وقت نکال کر مطالعہ کتب اور جماعتی رسائل واخبارات کا جائزہ بھی لیتے تھے۔ ''الاعتصام'' سے کئی مضامین انہوں نے اپنے جریدہ ''صدائے ہوش'' میں درج فرمائے۔ اور بسا اوقات ''الاعتصام'' کے اداریے بھی وہ ''صدائے ہوش'' میں درج کر دیتے تھے۔

نفسا نفسی کے اس دور میں آپا دھاپی پڑی ہوئی ہے۔ کون کسی کو وقت دیتا ہے اور کون کسی کے پاس جاتا ہے اگر کوئی کسی سے ملنا چاہتا ہے جسے ملنا ہو وہ بھی مصروفیت میں ہوتا ہے۔ مگر مولانا ہاشمی کے جنازے پر احساس ہوا کہ وہ کس طرح کثرت سے احباب سے رابطے میں رہتے تھے۔ اور لاہور جیسے مصروف ترین شہر سے سینکڑوں افراد کا جنازے میں شریک ہونا۔ اور دیگر شہروں سے جوش جذبات سے جنازے میں شامل ہونا بڑا متاثر کن تھا۔ اللہ کریم سے خلوص دل سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے اور ان کی خدمات دینیہ' مسلک وجماعت کے متعلق قربانیاں قبول فرمائے۔ جماعت غرباء کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ آمین۔ یا رب العالمین

اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه وانخله الجنة الفردوس (آمین)

☆☆☆☆☆☆

مولانا ہاشمی صاحب کے قریبی دوست جناب محمد ظہیر الدین آف لاہور لکھتے ہیں

برادر محترم حضرت مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ سے میرا تعارف جنوری 1967ء میں ہوا۔ ہماری رہائش اس وقت اندرون شہر پانی والا تالاب پر تھی۔ وہاں پر ہمارے بہت سے اہلحدیث رشتہ دار رہتے تھے۔ ہاشمی صاحب نے سب سے فرداً فرداً ملاقات کی انہیں بتایا کہ ہم لاہور میں رہنے والے اہلحدیث گھرانوں کے کوائف جمع کر رہے ہیں۔ نیز بتایا کہ ہر ماہ ہمارا اجلاس ہوتا ہے۔ آپ حضرات اس میں تشریف لایا کریں 4 فروری کو وہ دوبارہ ہمارے ہاں تشریف لائے

اور بتایا کہ کل 5 فروری 1967ء بروز اتوار دن کے صبح دس بجے قلعہ لچھمن سنگھ انکے گھر میں اجلاس ہوگا چنانچہ ہم مقررہ وقت پر اجلاس میں پہنچے۔ وہاں شیخ محمد یحیٰی صاحب' ماسٹر محمد حنیف ہاشمیؒ اور جماعت کے دیگر احباب سے ملاقات ہوئی۔ التزام جماعت اور دیگر اہم امور پر گفتگوئیں ہوئیں ساڑھے بارہ بجے اجلاس ختم ہوا' شرکاء کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی جب کبھی کوئی پروگرام ہوتا بھائی ہاشمی صاحبؒ خود اطلاع دینے آتے یا کسی شاگرد کو بھیج کر اطلاع کر دیتے۔

13 اپریل 1967ء کو جماعت غرباء اہلحدیث کا پہلا اجلاس لاہور میں ہونا قرار پایا۔ برادر مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ صاحب نے اشتہارات اس جلسہ کی تشہیر کے لیے لاہور اور بیرون لاہور تک خود بھی اور ساتھیوں کے ساتھ جا کر مساجد کی دیواروں اور ہر پبلک جگہ پر چسپاں کئے اور اجلاس کو کامیاب کرانے کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ جلسہ کے انتظامات بہترین تھے۔

13 اپریل 1967ء جمعرات کو بعد نماز عشاء جلسہ شروع ہوا۔ پنڈال سامعین سے بھرا ہوا تھا۔ امام جماعت غرباء اہلحدیث حضرت مولانا عبدالغفار سلفیؒ اور مولانا جالندھری کی تقاریر ہوئیں جلسہ کی صدارت مناظر اسلام حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ نے کی۔

14 اپریل 1967ء کا جمعتہ المبارک کا خطبہ حضرت الامام الحافظ الحاج مولانا عبدالغفار سلفی دہلویؒ نے لاہور شہر کی قدیم مسجد اہلحدیث چینیانوالی میں دیا۔ مسجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اس تاریخی مسجد میں مولانا عبدالواحد غزنویؒ مولانا سید داؤد غزنویؒ علامہ حافظ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ بہت عرصہ تک خطبہ جمعہ دیتے رہے تھے۔

اس جلسہ سے پہلے عوام جماعت غرباء اہلحدیث سے واقف نہ تھے۔ حضرت مولانا ادریس ہاشمیؒ کی محنت کوشش اور دن رات کی تگ ودو کا یہ ثمرہ تھا کہ لوگ جماعت غرباء اہلحدیث سے متعارف ہوئے۔ اور کئی ایک نے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔

مولانا ادریس ہاشمیؒ صاحب اب عیدالفطر رمضان شریف کی مناسبت سے روزہ اور صدقہ فطر وغیرہ کے مسائل کے بارے میں اشتہار شائع کرتے انہیں گھر گھر پہنچاتے۔ آخری عشرہ میں صدقہ فطر جماعتی احباب سے گھر گھر جا کر اکٹھا کرتے ان سے مستحق جماعتی احباب کے

ایڈریس پوچھتے اور چاند رات یا ایک آدھ دن پہلے مستحق افراد میں صدقہ فطر تقسیم کر کے آتے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑا حوصلہ ہمت اور طاقت عطا فرمائی تھی۔ سارا دن سکول اور ٹیوشن سنٹر میں بچوں کو پڑھاتے۔ پھر خود بھی مدرسہ تقویۃ الاسلام جا کر باقاعدہ دینی تعلیم حاصل کرتے۔ عشاء کے بعد فارغ ہوتے تو جماعتی کاموں سے عہدہ براہونے کی کوشش کرتے۔

برادر محترم حضرت مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ اسی قبیل کے لوگوں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی محنت شاقہ اور اخلاص کو شرف قبولیت بخشا اور ان کو ایسے اعوان و انصار عطا فرمائے' جنہوں نے ان کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے دن رات محنت کی اور دامے درمے قدمے سخنے ہر طرح سے ساتھ دیا۔ بقول شاعر

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ملتے گئے اور کارواں بنتا گیا

برادر محترم جناب ہاشمیؒ صاحب نے 1971ء میں محمدی مسجد غرباء اہلحدیث' 64 راوی روڈ پر تعمیر کرائی اور پھر 1972ء میں یہاں باقاعدہ خطبہ جمعہ کا آغاز بھی ہو گیا اور جماعتی احباب کے لیے لاہور میں پہلا مرکز معرض وجود میں آ گیا۔ جہاں باہر سے آنے والے جماعتی افراد قیام بھی کر سکتے تھے۔

مولانا رمضان یوسف سلفی نے بالکل بجا لکھا ہے کہ بلدہ لاہور تو وہ مردم خیز شہر ہے کہ اس میں دوسرے شہروں سے جو اہل علم وفن آ کر آباد ہوئے انہوں نے اپنی علمی استعداد اور ذاتی صلاحیتوں کے سبب اپنا نام روشن کیا اور شہرت کی بلندیوں پر پہنچے برادر محترم جناب محمد ادریس ہاشمی صاحبؒ بھی نارووال سے لاہور آئے تو لاہور ہی کے ہو کر رہ گئے۔ انہوں نے اللہ کے فضل و رحمت اور اسکی دی ہوئی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اپنے نام سے زیادہ جماعت غرباء اہلحدیث کا نام روشن کیا۔ صبح سے شام تک رزق حلال کمانے کے لیے سکول میں پڑھاتے اور سکول کی ڈیوٹی سے فارغ ہو کر عشاء تک ٹیوشن سنٹر چلاتے رہے۔ ان اوقات سے وقت نکال کر جماعت کے ضروری کام بھی نپٹاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خوب مدد فرمائی انہیں

صحت تندرستی عالی حوصلہ اور بلند ظرفی عطا کیے رکھی۔ کثیر الاعیال تھے مگر الحمد للہ اپنے بچے بچیوں کی تعلیم لباس خوراک اور دیگر ضروریات اپنی ملازمت اور ٹیوشن کی کمائی سے پوری کرتے رہے۔

امام جماعت غرباء اہلحدیث کے ہر حکم کی تعمیل دل و جان سے کرتے رہے الحمد للہ' حضرت الامام نے بھی اپنا دست شفقت ان کے سر پر رکھا لہٰذا وہ بڑے خلوص کے ساتھ جماعت کی دن دوگنی رات چوگنی ترقی کے لیے کوشاں رہے۔ برادرم محمد ادریس ہاشمیؒ کو کئی بڑے کٹھن مراحل بھی زندگی میں پیش آئے۔ شدید قسم کے گھریلو اور خاندانی مسائل کا سامنا بھی رہا۔ دو جوان بیٹے داغ مفارقت دے گئے۔ ٹریفک کے جان لیوا حادثات سے بھی کئی مرتبہ دو چار ہوئے۔ مگر صحت یاب ہوتے ہی پھر جماعتی کاموں میں لگ گئے۔ گوناگوں بیماریوں مثلاً شوگر' بلڈ پریشر' دل کا بڑھنا' کھانسی وغیرہ نے انہیں عمر کے آخری حصے میں آ گھیرا۔ مگر وہ علاج معالجہ بھی کرتے رہتے اور جماعتی کاموں میں کوئی رکاوٹ نہ آنے دیتے۔ مساجد اور مدارس کی تعمیر اور ان کو چلانے کے لیے فنڈز کی فراہمی کے سلسلہ میں سینکڑوں میل کے سفر کرتے۔ لاہور کے تعاون کرنے والے افراد سے موٹر سائیکل پر کبھی ویگن پر جا کر انفاق (مالی تعاون) وصول کر کے لاتے۔ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر جماعتی اور غیر جماعتی افراد سے چرم ہائے قربانی خود گھر گھر جا کر اکٹھی کر کے لاتے۔ ان کو باقاعدہ رسید وصولی جاری کرتے۔ کوئی مسجد یا مدرسہ کے لیے رقم دیتا اسے فوراً رسید وصولی بنا کر دیتے۔ اگر کسی وقت رسید بک پاس موجود نہ ہوتی تو بعد میں اسے رسید پہنچاتے۔ ہر مد کا حساب الگ الگ تحریر کرتے لکھنے کی عادت شاید انہیں سکول میں بچوں کی داخلہ' ماہانہ فیسوں اور دیگر فنڈز کے اندراجات کی وجہ سے پڑ گئی تھی۔ ہر سال کی رپورٹ آمدن و اخراجات باقاعدگی سے شائع کرتے۔ میرے دوست مولانا رفیق عابد مدنی اوکاڑہ سے آئے ہاشمی صاحب کی لکھی ہوئی سالانہ رپورٹ پڑھ کر بہت متاثر ہوئے کہنے لگے ہم بھی انشاء اللہ اپنی مسجد اور مدرسے کا حساب آمد و خرچ اسی طرح ہر سال شائع کیا کریں گے۔

برادر محترم حضرت مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ صاحب کے ساتھ سفر کرنے کے مجھے کئی شاندار مواقع میسر آئے۔ ان کی وجہ سے مجھے شیر بیشہ توحید حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ اور

نابغہ عصر ڈاکٹر اسرار احمدؒ جیسی انٹرنیشنل شخصیات کے ساتھ سفر کرنے کا بھی موقع ملا۔ نواب زادہ نصر اللہ خاں مرحوم اور دیگر کئی سیاسی، دینی، جماعتی رہنماؤں اور شخصیات سے ان کی علیک سلیک تھی۔ مگر آپ کسی غرور نفس میں مبتلا نہیں ہوئے۔

آپ بزرگوں کا احترام کرتے، جوانوں میں جوانوں کی طرح گھل مل جاتے۔ چھوٹے بچوں بچیوں خاص طور پر شاگردوں سے جہاں کہیں وہ بازار گلی یا گھر میں ملتے بہت پیار کرتے تھے، ان کی سادگی اور بے تکلفی میں تادم آخر کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ یاروں کے یار اور غریبوں کے غم خوار تھے میرے گھر سے تھوڑے فاصلے پر ان کی رہائش تھی۔ ان سے بڑی ملاقاتیں رہیں۔ مسجد امیر معاویہؓ المدد پاک کالونی کی توسیع کے سلسلہ میں رقم کی بہت ضرورت تھی۔ انہوں نے اس کے لیے ہر اپنے بیگانے سے اس سلسلہ میں ملاقات کی۔ میرے ایک بزرگ دوست کیپٹن ڈاکٹر حنیف احمد صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر ہیلتھ سے ان کا تعارف ہوا۔ ڈاکٹر صاحب بھی مذہبی آدمی تھے۔ انہوں نے مسجد کے سلسلہ میں تعاون کیا۔ بھائی محمد ادریس ہاشمیؒ کی خوبی یہ تھی کہ جس شخص سے بھی وہ ملتے اس سے تعلقات بڑھانے اور قائم رکھنے کی پوری کوشش کرتے۔ بہت سے غیر جماعتی افراد ان کے ساتھ مساجد اور مدارس کے سلسلہ میں ان سے مالی تعاون کرتے رہتے تھے۔ ماہنامہ صدائے ہوش کے سلسلہ میں بھی ڈاکٹر کیپٹن محمد حنیف احمد صاحب کا مالی تعاون ان کو حاصل رہا۔ بھائی ادریس ہاشمیؒ کو اللہ تعالیٰ نے حلم اور بردباری کی دولت سے نوازا تھا۔ کبھی کبھار میں ان کی باتوں پر زبانی تنقید کرتا ان کے شاگردوں یا دوستوں کی موجودگی میں وہ بڑے صبر و تحمل سے مسکراتے ہوئے سنتے رہتے اور کبھی ناراضگی کا ایک لفظ بھی اپنی زبان پر نہ لاتے۔ ماہنامہ صدائے ہوش کی کتابت کی غلطیوں کے بارے میں میں اکثر انہیں توجہ دلاتا رہتا وہ بھی جواب میں کہتے ہیں کہ میں کئی دفعہ کمپیوٹر والے کے پاس خود بیٹھ کر اغلاط کی تصحیح کرواتا ہوں مگر پھر بھی غلطیاں کچھ نہ کچھ رہ ہی جاتی ہیں ایک دفعہ تنگ آ کر میں نے صدائے ہوش کی غلطیوں کے بارے میں ایک خط لکھ ڈالا اور یہاں تک اس میں لکھ دیا کہ صدائے ہوش کے کارکنان ایسے معلوم ہوتا ہے کہ بے ہوشی میں رسالہ شائع کر رہے ہیں۔

انہوں نے میرے اس تنقیدی خط کا برا نہیں منایا بلکہ من وعن میرا خط ماہنامہ صدائے ہوش میں شائع کر دیا۔ مجھے جب کبھی مالی امداد کی ضرورت پڑی انہوں نے ہمیشہ میری مدد فرمائی۔ وہ مساجد کے لیے زمین کی خریداری یا تعمیر کے سلسلہ میں اپنے دوستوں اور عزیزوں سے قرض لے لیا کرتے تھے۔اور وعدے کے مطابق اس کی ادائیگی کی ہر ممکن کوشش کرتے ان کی خلوص نیت سے دوست واحباب خوب واقف تھے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ ان کے ساتھ مالی تعاون کرتے رہے۔ برادر محترم محمد ادریس ہاشمیؒ نے خود بھی ہزاروں روپے مساجد کی تعمیر کے لیے دیئے اور اپنے بیوی بچوں بہن بھائیوں اور رشتہ داروں سے چندے لے کر مساجد اور مدارس کی تعمیر پر خرچ کیے۔سالانہ رپورٹیں اس بات کی شاہد ہیں۔

انہوں نے جماعت غرباء اہلحدیث اور مسلک حق کی اشاعت اور آبیاری کے لیے ہر ممکن اور جائز طریقہ اختیار کیا۔ اور کبھی کسی کی تنقید یا انکار سے بددل یا مایوس نہیں ہوئے وہ دوست احباب اپنوں اور بیگانوں سے خوش خلقی سے پیش آتے اور حتی الامکان کسی کا دل نہ دکھاتے۔ (لیکن آخر انسان تھے۔ان کے سینے میں پیغمبر کا دل نہ تھا جو عفو درگزر کا سرچشمہ ہوتا ہے) بر بنائے تقاضائے بشریت اگر کسی کا دل ان سے دکھا ہو یا ان سے کسی پر کوئی ظلم یا زیادتی ہو گئی ہو تو وہ خدا کے لیے انہیں معاف فرما دے کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔قرآن پاک میں ہے

والکاظمین الغیظ والعافین عنالناس' واللہ یحب المحسنین

میری ان سے آخری ملاقات 14 اپریل 2010ء کی صبح کو ٹیلیفون پر دو مرتبہ ہوئی۔ میں نے پہلی مرتبہ ان کو ایک ذاتی کام کے سلسلہ میں ٹیلیفون کیا تھا اس سے تھوڑی دیر بعد دوسری مرتبہ فون کر کے خادم قرآن محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی وفات کی خبر دی۔ انہیں بتایا کہ ڈاکٹر صاحب کا جنازہ آج شام 5 بجے سنٹرل پارک ماڈل ٹاؤن میں پڑھایا جائے گا۔ آپ اس میں شرکت فرمائیں۔ فرمانے لگے کیوں نہیں اپنی ہی بہتری کے لیے جنازہ میں شریک ہونا ہے۔ ڈاکٹر صاحب محترم 10 اپریل 2010ء کو فیصل آباد میں ہونے والے تنظیم اسلامی کی مرکزی شوریٰ

کے اجلاس میں باوجود بیماری اور نقاہت کے تشریف لے گئے تھے دوران تقریر مرکزی شوریٰ کے ارکان سے فرمایا کہ شاید آخری بار آپ سے ملاقات کے لیے آیا ہوں شاید آپ سے دوبارہ ملاقات نہ ہوسکے۔ مجھے یہ پڑھ کر آغا شورش کاشمیری کے اشعار یاد آ گئے۔

ہم چراغ آخر شب ہیں عزیزان وطن
پھر کہاں جوش خطابت پھر کہاں نقد سخن
ایسے دیوانے کہاں ہوں گے کہاں سے لاؤ گے
ڈھونڈنے نکلو گے لیکن ڈھونڈنے نہ پاؤ گے

اپنے استاد مرزا اسد اللہ خان غالب کی وفات پر مولانا حالی نے لکھا تھا

اب نہ دنیا میں آئیں گے یہ لوگ کہیں ڈھونڈنے نہ پائیں گے یہ لوگ
شہر میں جو ہے سوگ وار ہے آج اپنا بیگانہ اشک بار ہے آج

بھائی ادریس ہاشمیؒ صاحب کو جب بھی بلاوا آیا تو وہ بھی بغیر کسی سے مشورہ کیے اور کچھ بتائے (صرف اتنا کہہ کہ اٹھ کر باہر چلے جاؤ میرے کچھ مہمان آ رہے ہیں) اٹھ کر چل دیئے اور ایسے چلے کہ پیچھے پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ بلکہ ایسے چل دیئے جیسے کسی سے کچھ رسم وراہ نہ تھی۔

اللہ تعالیٰ کی ان پر بے شمار رحمتیں نازل ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین افسوس کہ مجھے ان کی وفات کی بروقت اطلاع نہ مل سکی۔

ان کی اچانک موت ان کے اہل وعیال کے لیے بہت ہی بڑا صدمہ ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس صدمہ کو برداشت کرنے کی ہمت طاقت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ انہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے حاسدوں کے حسد اور شریروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور ان کے لیے کاروبار زندگی میں آسانیاں پیدا فرمائے آمین ثم آمین

موت ایک اٹل حقیقت ہے جو زندہ ہے وہ موت کی تکلیف سہے گا جب احمد مرسل نہ رہے کون رہے گا

موت سے کس کو رستگاری ہے آج وہ کل ہماری باری ہے
صبح کے وقت طائران خوش الحان پڑھتے ہیں کل من علیہا فان

14 اپریل 2010ء کو نابغہ ہم عصر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ کی اچانک وفات کی خبر ملی تھی ان کی رحلت کا غم ابھی تازہ تھا کہ 25 مئی کو برادر محترم جناب محمد ادریس ہاشمی صاحبؒ اچانک داغ مفارقت دے گئے۔ علامہ اقبال نے لکھا ہے

کہتے ہیں اہل جہاں درد اجل ہے لا دوا
زخم فرقت وقت کے مرہم سے پاتا ہے شفا

میرے مرشد گرامی مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کی وفات 21 مئی 1999ء کو ہوئی تھی۔ ان کی جدائی کا زخم ابھی تک مندمل نہیں ہوا۔ کہ 25 مئی 2010ء کو برادرم ہاشمی صاحبؒ بھی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے 8 جون 1972ء ڈاکٹر نذیر احمدؒ ڈیرہ غازی خان کا یوم شہادت ہے

23 مارچ 1987ء کو مولانا حبیب الرحمٰن یزدانیؒ ' مولانا عبدالخالق قدوسیؒ نوجوان عالم دین مولانا محمد خانؒ نجیب بم دھماکہ میں راوی روڈ قلعہ چھمن سنگھ کے بازار میں بڑی بیدردی سے شہید کر دیئے گئے علامہ احسان الٰہی ظہیر بھی اس دھماکے میں شدید زخمی ہوئے۔ اور کچھ دن بعد سعودی عرب میں وفات پائی اور جنت البقیع کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

یہ رتبہ بلند ملا جسکو مل گیا.......... ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

ڈاکٹروں نے علامہؒ کی صحت یابی اور زندگی کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لائیں مگر شاید علامہ شہیدؒ نے کہا؛ اوروں کو دیں حضور یہ پیغام زندگی۔ میں موت چاہتا ہوں زمین حجاز میں۔

برادر عزیز جناب محمد ادریس ہاشمیؒ اپنے حصے کا دینی کام کر کے وقت معین پر اپنے خالق و مالک کے حضور حاضر ہو گئے ان کے لگائے ہوئے پودوں کی نگہداشت اور آبیاری کا کام اب عزیزم محمد زاہد ہاشمی الازہری کے کندھوں پر آن پڑا ہے۔ برادرم ہاشمی مرحوم کو عزیزم زاہد ہاشمی سے بہت سی توقعات وابستہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ عزیز زاہد ہاشمی الازہری صاحب کو

ان توقعات پر پورا اترنے کی کماحقہ توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہر لحاظ مدد فرمائے اور دین کے کام میں آسانیاں پیدا فرمائے۔ انہیں صحت تندرستی اور خوشحالی عطا کرے تاکہ وہ دین کا کام خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکیں آمین۔ میری دوستی جناب ادریس ہاشمی صاحبؒ سے 43 سال 3 ماہ اور 23 دن پر محیط ہے اس عرصہ میں ایک دن بھی ایسا نہیں آیا جب ہم ایک دوسرے سے ناراض ہوئے ہوں اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو۔ ان کے بغیر اب زندگی بے مزہ ہو کر رہ گئی ہے وہ مجھے اپنے سگے بھائی کی طرح عزیز تھے۔ باقی ماندہ زندگی ان کے بغیر گزر تو جائے گی لیکن بہت اداس بہت سوگوار گزرے گی۔

☆☆☆☆☆☆

مولانا محمد علی جانباز مرحوم کے صاحبزادہ گرامی قدر مولانا عبدالحنان جانباز اپنے مضمون میں لکھتے ہیں۔

ہر وہ شخص جو دنیا میں آتا ہے' وہ اچھا بھی ہوتا ہے اور برا بھی دونوں کے وجود سے دنیا قائم ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کہ اچھا کام کرنے والے یا اچھائی کی دعوت دینے والوں کی ہمیشہ کمی رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اچھائی میں ہی وہ نقوش راہ ہیں جو منزل تک پہنچنے میں ہر آنے والی نسل کی راہنمائی کرتے ہیں۔ ہر ذی روح نے وقت مقررہ پر داعی اجل کو لبیک کہنا ہے۔ دنیا میں کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جو اپنی زندگی میں ایسے انمٹ نقوش چھوڑ جاتی ہیں کہ بعد میں آنے والے ان سے رہنمائی پا کر اپنی زندگیوں کے رخ کا تعین کرتے ہیں۔ بلاشبہ مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ ایسی ہی نابغہ روزگار شخصیت کا نام ہے۔ مولانا موصوف کا خاندان محدث ہند مولانا عبدالوہاب دہلویؒ سے عقیدت رکھتا تھا۔ بقول محترم جناب ملک عبدالرشید عراقی صاحب کے اس خاندان کے عالی مرتبت افراد کی وابستگی جماعت غربا اہلحدیث سے اس وقت قائم ہوئی جب مولانا امام عبدالوہاب محدث دہلویؒ نے جماعت کی بنیاد رکھی۔

موجودہ دور میں مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ جماعت غرباء اہلحدیث پاکستان کی اہم شخصیت تھے۔ موصوف نہایت سمجھدار' معاملہ فہم' ذکی و فطین' سلجھے ہوئے صحافی' ادیب اور باعمل جید عالم دین تھے۔ قیام پاکستان کے بعد ان کا خاندان ترک سکونت کر کے نارووال ضلع سیالکوٹ میں

قیام پذیر ہوا۔ مولانا نے دینی تعلیم کا آغاز لاہور سے کیا جبکہ پوسٹ گریجویٹ کی ڈگریاں پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کیں۔

مولانا ادریس ہاشمیؒ ایک نظریاتی انسان تھے۔ لاہور میں ایک بڑے دینی ادارے کا قیام' مسجد کی تعمیر' سیدنا امیر معاویہؓ سکول کا قیام' ایک دینی وعلمی جریدہ 'صدائے ہوش' کا اجراء اور اس کی تسلسل سے اشاعت مولانا کے کارہائے نمایاں ہیں۔ مولانا ہاشمیؒ ایک وسیع المطالعہ ہمہ جہت شخصیت تھے۔ پختہ عقائد کے پکے سلفی' اپنے مقصد کے ساتھ مخلص' صحابہ کرام سے خاص محبت' قرآن وحدیث کے علوم اور ملکی حالات وسیاست اور بین الاقوامی معلومات پر عبور کے ساتھ ساتھ تاریخ اسلام وادیان پر گہری نظر رکھتے تھے۔ بقول شہسوار صحافت وخطابت مولانا رانا محمد شفیق پسروری! ''پوری کوشش وایمانداری کے ساتھ جس دینی کاز کو درست سمجھا' زندگی اسی مقصد کی نذر کر دی۔ ہمیشہ اپنے نصب العین پر نظر رکھی اور اس کے حصول کی خاطر تمام تر صلاحیتیں صرف کریں'' ۔ مولانا ہاشمیؒ جماعت اہلحدیث کا سرمایہ تھے۔ تحریر کے ذریعے سماجی برائیوں اور رسم ورواج کے خلاف جہاد کرنے والوں کا جماعت اہلحدیث کے ہاں پہلے ہی قحط الرجال ہے۔ اس لحاظ سے مولانا تحریر کا عمدہ ذوق رکھتے تھے اب وہ بھی نہ رہے۔ خود فرمایا کرتے تھے! میری شدید ترین خواہش ہے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان دین کا علم حاصل کریں' تحقیقی کام کریں اور تحریر کے میدان میں آگے آئیں تاکہ دین کا چہرہ مسخ کرنے والوں کو مدلل جواب دیا جائے۔ آج کے معاشرہ کو محض وعظ ونصیحت سے قائل نہیں کیا جا سکتا۔ یاد رکھیں! گھر اور مدرسہ وہ پہلا یونٹ ہے جو اصلاح کا پہلا ٹارگٹ ہونا چاہئے۔ آج ہمارے گھر اور تعلیمی ادارے بغیر اصلاح کے چل رہے ہیں۔ جبکہ ہماری سیاسی ومذہبی جماعتیں اور ان جماعتوں کے قائدین بذات خود نظریہ ضرورت کی پیداوار ہیں۔ یہ کسی بھی طرح معاشرے کی اصلاح و رہنمائی کا فریضہ سرانجام نہیں دے سکتے۔ موجودہ دور کا راہبر ورہنما خائن' بددیانت اور بدعہد ہے۔ امت مسلمہ صالح قیادت کے بحران کا شکار ہے۔ مولانا ہاشمیؒ بلا شبہ حافظ شیرازی کے اس شعر کے مصداق نظر آتے ہیں۔

حاصل عمر نثار رہ یارے کردم
شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم!

(میں نے اپنی زندگی کا کل سرمایہ محبوب کی راہ میں نچھاور کر دیا ہے۔ میں خوش ہوں اپنی بیتی ہوئی زندگی پر کہ میں نے وہی کیا جو مجھے کرنا چاہیے تھا)

مولانا ہاشمیؒ کی خدمات پر نظر ڈالیں تو محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے شعور کی آنکھ کھولتے ہی اپنے نصب العین کا تعین کر لیا تھا۔ گذشتہ دنوں اپنی کسی ضرورت کیلئے میں ہفت روزہ ''الاعتصام'' کی پرانی فائل دیکھ رہا تھا کہ اچانک میری نظر جماعتی خبروں کے کالم پر رک گئی غور سے دیکھا تو خبر تھی کہ شبان اہلحدیث تحصیل نارووال کے انتخاب ہوئے تو مولانا محمد ادریس ہاشمی صاحب کو صدر منتخب کر لیا گیا۔ یہ فائل اپریل 1965ء کی تھی۔ غالباً اسی سال آل مشرقی ومغربی پاکستان اہلحدیث کانفرنس کا انعقاد محلّہ بجلی گھر سیالکوٹ کی گراؤنڈ میں ہوا جس میں سعودی عرب کے مفتی اعظم فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز بھی تشریف لائے تھے۔ مولانا ہاشمی صاحبؒ نے تمام محاذوں پر کام کیا تحریکی حوالہ سے مولانا نے تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰؐ میں بھرپور حصہ لیا۔ آج مولانا ہم میں موجود نہیں' مگر احساس ہوتا ہے کہ ان کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ ان کے کارہائے نمایاں بجا طور پر ہمارا اثاثہ وورثہ ہیں۔ ان کی فکر ہمارے لئے راہنما ہے جو یقیناً دلوں کو گرماتی اور تڑپاتی ہے۔

آخر میں میں اپنی طرف سے اور ادارہ جامعہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ کی انتظامیہ کی طرف سے مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ کیلئے دعا گو ہوں کہ حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے مشن کو جاری رکھنے کے اسباب پیدا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆

پروفیسر مسعود الرحمٰن آف فیصل آباد لکھتے ہیں............

5 جون بروز ہفتہ کو صحیفہ ملا تو پہلے ہی صفحے پر یہ اندوہناک خبر پڑھنے کو ملی کہ مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ایک لمحے کو ذہن ماؤف ہو گیا پھر ''اناللہ'' پڑھا اور میں اس

پیارے شخص کی یادوں میں گم ہو گیا۔

پہلی بار حضرت ہاشمیؒ صاحب سے ملاقات اپنے دیرینہ ہم نوالہ و ہم پیالہ دوست جناب محمد رمضان یوسف سلفی کے ہمراہ 1994ء میں ہوئی' تپتی دوپہر میں ہم نے اپنا تعارف کروایا بہت خوش ہوئے کہ ''ترجمان السنہ'' کے دولکھاری آئے ہیں۔ تواضع کے بعد مدرسہ دکھایا جہاں دینی و دنیاوی تعلیم ساتھ ساتھ تھی۔ مولانا انگریزی کے بھی ماہر تھے بچوں کو عربی بھی سکھاتے اور انگریزی بھی۔

دوسری بار گئے حضرت امام عبدالرحمٰن سلفی صاحب سمیت کراچی کی دیگر علمی ہستیاں بھی موجود تھیں۔ سب نے پیار کیا۔ اور مولانا ہاشمی ان بڑوں کی محفل میں ہم بچوں کو نہیں بھولے خاص امام صاحب کے پاس چٹائی پر ہمیں ان کے قریب بٹھایا۔ جو خاطر ان کے ساتھ کی ہمیں بھی وہی دیا۔

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

فیصل آباد آئے تو مولانا' جناب رمضان سلفی کے پاس ٹھہرے اگلے دن صبح صبح اس فقیر کے گھر آئے لیکن باوجود صد اصرار ایک قطرہ بھی پانی کا نہ پیا۔ فرمایا کہ اتنے قریب آ کے آپ سے نہ ملتا تو افسوس رہتا۔ ان کا بڑا پن تھا ورنہ میں تو نا کارہ کہلانے کے بھی لائق نہیں۔

مولانا ہاشمیؒ ایک تحریک تھے۔ اکیلے ہی اتنا کچھ کر گئے کہ لوگ اتنا کچھ کرنے کے لئے تنظیمیں بناتے ہیں' ایک طرف مدرسہ' اس کا انتظام' تعمیر' تدریس' مالی معاملات کی دیکھ بھال' اپنی ملازمت' تبلیغی اسفار' دن میں کئی کئی تقاریر پھر رپورٹنگ' مرکز سے خط و کتابت' پیسٹنگ' پبلشنگ' پوسٹنگ'............ غرض میں حیران رہ جاتا کہ مولانا یہ سب کیسے کر لیتے ہیں۔

''صدائے ہوش'' ہمیشہ مالی مشکلات کا شکار رہا کیونکہ اکثر یہ اعزازی ہی جاری تھا۔ ایک بار میں نے عرض کیا۔ مولانا آپ امام صاحب سے تذکرہ فرمائیے'' حسب عادت پہلے مسکرائے پھر فرمایا............ مسعود صاحب میں پیسے مانگنے کے معاملے میں ناکام مولوی ہوں۔

امام صاحب کو خود سے زیادہ مجھ پر اعتماد ہے لیکن مجھ سے کہا نہیں جاتا......انہیں میرا کام نظر آتا ہے۔ وہ مدد کر رہے ہیں..........اتنا ہی کافی ہے..........اللہ اپنے کام خود بنا لیتا ہے۔"

مولانا کا یہ توکل تھا' ایمان تھا' بے شک تادم آخر "صدائے ہوش" باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔

مولانا مرحوم لبریز آدمی تھے نہ لالچ تھا نہ ہوس' نہ غرور تھا نہ کینہ' نہ زعم تھا نہ حقار...... انسانوں میں گھل مل جانے والے آدمی تھے کبھی ظاہر نہیں کرتے تھے کہ آپ بہت عالم فاضل ہیں۔ مسئلہ خلافت میں آپ "یزید" کے لئے ذراہٹ کے نظریات رکھتے تھے۔ ان کے ایک مضمون پر میں نے خط لکھا کہ علماء اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ' مولانا عبدالجبار غزنویؒ مولانا صدیق حسن بھوپالیؒ......غرض سب یزید کو اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرتے۔ بلکہ میں نے فتاویٰ علمائے حدیث اور نواب صدیق حسنؒ کی کتاب۔ بغیۃ الرائد سے حوالے فوٹو کاپی کروا کے بھیجے......کمال شفقت سے فرمایا...... میں حسینؓ کے خلاف نہیں ہوں...... حسینؓ کمال آدمیت ہیں......لیکن میں جو کچھ سمجھا ہوں وہ بھی حسینؓ کے نانا کی حدیث سے سمجھا ہوں۔"

"صدائے ہوش" کی خاص بات اس کا اداریہ تھا اور "کچھ اپنی زباں میں" اعلیٰ اردو میں غیر جذباتی تجزیہ مولانا ہی کا خاصہ تھا۔ سیاسی معاملات میں ان کی گرفت بے حد مضبوط تھی۔ ......میرے خیال میں کوئی بھی دینی رسالہ ایسا نہیں جس میں اتنا جچا تلا تجزیہ پیش کیا جاتا ہو...... لوگ باقی مجلات میں مضامین پڑھتے ہیں "صدائے ہوش" میں اداریہ پڑھا جاتا تھا...... مجھے اکثر لگتا کہ جیسے "نوائے وقت" آپ ہی سے اداریہ لکھواتا ہے۔

مولانا ہاشمی ایک درویش صفت انسان تھے۔ خدا ترسی' نیکی کی تبلیغ' برائی کا جرأت کے ساتھ محاسبہ نام ونمود سے آزاد ہو کر صرف خدمت دین ان کی شخصیت کے درخشندہ پہلو تھے۔ ہمیشہ جماعت غرباء اہل حدیث کے لئے متحرک رہے لیکن تعصب کا شکار بھی نہیں رہے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ' مرکزی جمعیت اہل حدیث اور دیگر معاملات کا ذکر کھلے دل سے کرتے۔ ان کی خدمات کو سراہتے......ایک بار میں نے "شاعری......اور جدید شعراء" خالصتاً ادبی مضمون

بھیجا' مولانا نے وہ بھی چھاپ دیا جو کہ تمام دینی رسائل کی روایت نہیں ہے۔''اقبال اور حدیث'' ضبط ولادت'' جیسے مضامین جو کہ ذرا متنازعہ تھے۔ مولانا نے ''فٹ نوٹ'' کے ساتھ وہ بھی چھاپ دیئے۔ اور کبھی شکوہ بھی نہیں فرمایا'......اسی دریا دلی کا نام تھا مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ۔

مجھ جیسا شخص جو نہ تبصرہ جانتا ہے۔ نہ شخصیت نگاری......اس کے لئے بہت مشکل سے مولانا کی شخصیت کا احاطہ کرنا۔ یہ تو بس اظہار جذبات ہے۔

مولانا! آپ چلے گئے......ہم نے جانا ہے......لیکن زندگی بھر آپ کی شخصیت ہمارے لئے تبلیغ ہے......آپ نے کبھی ہمیں نہیں ٹوکا لیکن آپ نے نہ ٹوک کر بھی ہماری تربیت فرمادی۔ آپ نے سکھلایا کہ مشکلات ہونٹوں سے ہنسی کو نہیں چھین سکتی۔ آپ نے بتلایا کہ عزم سب سے بڑا سہارا ہے......آپ نے منوایا کہ اللہ سب کا ساتھ دیتا ہے خواہ کوئی فقیر ہو یا امیر......وہی اللہ آپ پر اپنی رحمتیں برسائے! آمین۔

تو کیا یہ طے ہے کہ اب عمر بھر نہیں ملنا
تو پھر یہ عمر بھی کیوں ہے اگر نہیں ملنا

☆☆☆☆☆☆

مولانا محمود الحسن غضنفر خطیب جامع مسجد اہل حدیث چکوال رقم طراز ہیں

مرتے مرتے کہہ گیا لقمان سا دانا حکیم
فی الحقیقت موت کی یارو دوا کچھ نہیں

راقم گذشتہ دو ہفتوں سے بستر علالت پر تھا اب الحمد للہ آفاقہ ہے۔ اس دوران فاضل مضمون نگار جناب مولانا محمد رمضان یوسف سلفی حفظہ اللہ سے فون پر رحمانیہ دار الکتب فیصل آباد رابطہ قائم کیا مگر جواب ملا وہ چھٹی پر ہیں۔ دل میں تشویش پیدا ہوئی اللہ خیر کرے کیونکہ گذشتہ دنوں ان کی طبیعت بھی کچھ ناساز رہی۔ ان کا موبائل نمبر تو میرے پاس ہے موبائل پر ان سے رابطہ کیا تو انہوں نے بتلایا کہ میں لاہور ہوں۔ اور فی الوقت میں مرکزی جمعیت اہل حدیث راوی روڈ کے دفتر میں ہوں۔ خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد انہوں نے مجھے یہ افسوس ناک خبر

سنائی کہ محترم جناب مولانا محمد ادریس ہاشمی جن کو اب مرحوم لکھتے ہوئے بڑی تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔ رضائے الٰہی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم سے رخصت ہو کر شہر خاموشاں جا چکے ہیں۔ میری زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

جدائی تو مقدر میں تھی اے شب اے غم ہجر
عجیب پھول بچھڑ گئے اب کے ہم سے

ایک عرصہ قبل مولانا ہاشمی مرحوم مرکز اہل حدیث جامعہ محمدیہ چھپڑ بازار چکوال تشریف لائے تھے۔ یہ میری ان کے ساتھ پہلی ملاقات تھی گو غائبانہ تعارف تو ایک عرصہ سے تھا بڑی عاجزی اور انکساری سے بغل گیر ہو کر ملے نماز مغرب کا وقت قریب تھا۔ میں نے انہیں نماز مغرب کی امامت اور اس کے بعد درس قرآن وحدیث کرنے کی التجا کی جو انہوں نے قبول فرمائی بڑی عاجزی انکساری سے نماز پڑھائی نماز کی تکمیل کے بعد درس قرآن وحدیث کے لئے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر بیان کا آغاز فرمایا۔ انتہائی دھیمہ لب ولہجہ بڑی شگفتہ بیانی ٹھہر ٹھہر کر بولتے ان کی لب کشائی سے یہ عیاں ہو رہا تھا کہ یہ شخص جو مصلیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضرین سے محو گفتگو ہے یہ کوئی عام مولوی نہیں بڑا اسکالر اور محقق عالم دین ہے یہ میری ان سے پہلی بالمشافہ ملاقات تھی۔ اس کے بعد انہوں نے ڈھڈیال کا رخت سفر باندھا' ڈھڈیال ان کا اکثر آنا جانا رہتا تھا۔

گذشتہ تین چار سال قبل رانا شاہد صاحب المحترم جو ڈھڈیال جماعت کے امیر ہیں انہوں نے میرے ذمہ ڈیوٹی لگائی کہ ہم ڈھڈیال مرکزی مسجد غرباء اہل حدیث میں ایک عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کرنا چاہتے ہیں آپ کسی ایسے عالم دین کو دعوت دیں۔ کانفرنس کا موضوع سیرت سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھا۔ میں نے مولانا بہادر علی سیف حفظ اللہ' خطیب سمندری کو دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی اس کانفرنس کی صدارت کا اعزاز بھی حضرت مولانا سید محمد ادریس ہاشمی علیہ رحمہ کو حاصل ہوا۔ کانفرنس میں میرے علاوہ سید محمد شاہ

صاحب شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ چکوال نے بھی خطاب فرمایا۔ مولانا بہادر علی سیف نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت کو بڑے احسن انداز میں بیان کیا جامع مسجد میں اہل حدیث تو موجود ہی تھے دیوبندی مسلک سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے علاوہ شیعہ مکتبہ فکر کی ایک خاصی تعداد موجود تھی کیونکہ اس علاقہ میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ پر پہلی کانفرنس وہ بھی مسجد اہل حدیث میں ایک عظیم اجتماع تھا جسے ڈھڈیال کی جامع مسجد کا تاریخی اجتماع کہا جا سکتا ہے۔ کانفرنس کے آخر میں حضرت مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ کو صدارتی خطبہ کے لئے دعوت دی گئی۔ میں نے اپنی زندگی میں ان کا یہ پہلا خطاب سنا جو آخری ثابت ہوا گو ایک تیسری ملاقات بھی ڈھڈیال میں ہوئی جب وہ رانا محمد اقبال کے والد محترم حاجی محمد یوسفؒ کی وفات پر تشریف لائے اور راقم کے علاوہ محترم ہاشمی صاحبؒ نے بھی تعزیتی کلمات کہے تھے۔ مولانا ہاشمی صاحب نے اس کانفرنس میں ایسا صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا اور لب کشائی کا ایسا حکیمانہ انداز جو شواہد دلائل اور براہین سے مزین تھا۔ انتہائی سادہ مزاج۔ دیکھنے میں فقیر مگر علم کے لحاظ سے بادشاہ تھے۔ اس صدارتی خطاب میں علم کے وہ جواہر بڑے اطمینان وسکون سے پیش کئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ کے ان گمنام گوشوں کو طشت ازبام کیا جسے سن کر اپنے تو اپنے پرائے بھی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے میں خود اس مجلس میں ان کے حکمت ودانائی سے مالا مال خطاب سے اتنا متاثر ہوا کہ ان کا میرے دل میں ایک بہت بڑا مقام پیدا ہو گیا۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ محترم ہاشمی صاحب نے لاہور سے ایک رسالہ بھی جاری کر رکھا ہے ماہنامہ ''صدائے ہوش' جو چکوال شہر کی مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ناظم اعلیٰ کے نام جاری ہے اور مسلسل تا وقت تحریر پہنچ رہا ہے۔ اس کے مطالعہ کا موقع ملتا رہتا ہے اس کے جاندار اور شاندار اداریے جو دل کو تڑپا دینے اور گرما دینے والے ہوتے تھے۔ جس طرح ہاشمیؒ کا انداز گفتگو بڑا شگفتہ تھا اسی طرح ان کا انداز تحریر بھی سب سے انوکھا اور جدا تھا۔ موت تو سب سے بڑی حقیقت ہے جو بھی اس دنیا میں آیا ہے جانے کے لئے آیا۔

بقول شاعر

نہ گور سکندر نہ ہے قصر دارا
مٹے ناميوں کے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے
بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے

مگر ہاشمی صاحب کے متعلق یہ گمان نہ تھا کہ وہ اتنی جلدی اس چمنستان کو خیر باد کہہ کر ہمیشہ کے لئے شہر خاموشاں کی زینت بن جائیں گے۔

وہ بچھڑ کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

''صدائے ہوش'' کے نائب مدیر مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب ایک فاضل مضمون نگار ہیں۔ میں نے ان سے بذریعہ فون چند تعزیتی کلمات ان کے گوش گزار کیے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہاشمی صاحب کو دیار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور جماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ محترم ہاشمی صاحبؒ ایک عالم بے بدل تھے۔ تاریخ اسلام پر ان کو بڑا عبور تھا۔ علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ مولانا ہاشمیؒ ایک مستند عالم دین ہی نہ تھے بلکہ ایک بہترین معلم ہونے کے ساتھ ساتھ قلم کے بھی شہسوار تھے۔ ان کے بعد میری نظر میں فاضل نوجوان حضرت مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب حفظہ اللہ ماہنامہ ''صدائے ہوش'' کی صحیح آبیاری کر سکتے ہیں۔

مولانا ہاشمیؒ نور اللہ مرقدہ کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ وہ اپنے رفقاء اور ساتھیوں سے رابطہ رکھتے تھے اور مشکل سے مشکل حالات میں بھی ان کے پاس پہنچ جایا کرتے تھے۔ راقم جب یہ حروف بے ترتیب ان کی خدمت میں بطور نذرانہ عقیدت تحریر کر رہا ہے تو ان کا چہرہ میرے سامنے ہے خوب صورت چہرہ' مناسب قد کاٹھ' چہرہ نبیؐ کی سنت مطہرہ ڈاڑھی سے مزین رنگ قدرے گندمی' علم وعمل کا پیکر۔ ملتے تو اخلاص کے ساتھ۔ انتہائی سادگی کے عملی طور پر علمبردار تھے۔

الغرض بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔

اللھم اغفرله وارحمه ونور قبره وارفع درجته فی العلیین آمین یا رب العالمین

قسمت کو دیکھئے کہ کہاں ٹوٹی کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

کاش کہ! ہاشمیؒ کچھ عرصہ اور اپنی تعلیم کے جوہر دکھاجاتے اور مسلمانوں کے قلوب و اذہان کو قرآن وحدیث کے نور سے منور اور معطر کر جاتے لیکن خدائے ذوالجلال کا فیصلہ اٹل ہے اس دنیا میں کسی کو دوام اور بقا نہیں ہے

نہیں یاں کسی کو ثبات و بقا
اک شے کو اک دن ہے آخر فنا
نہیں اس میں کچھ فرق ہے نیک و بد
کسی کو نہیں زندگانی ابد
جو آیا ہے یاں ایک دن جائے گا
وہاں جا کے اپنا کیا پائے گا
ولی اس میں ہو یا کہ ہوئے نبی
ہر اک کے موت پیچھے لگی
ثبات و بقا ذات باری کو ہے
وہی ایک ہے جو اکیلا ہے۔

☆☆☆☆☆

مولانا ادریس ہاشمی مرحوم کی بیٹی رقیہ ہاشمی اپنے پیارے بابا کے متعلق لکھتی ہیں

معمولی کپڑوں میں ملبوس۔ پرانی سال خوردہ موٹر سائیکل پر سوار آدھی عمر کا شخص موٹر سائیکل پر 8 سالہ بچی کو بٹھائے عید ملانے ممانی کے گھر نادرہ آباد لاہور کینٹ کی طرف رواں ہے۔ بچی کے چھوٹے چھوٹے بال اس شخص کی داڑھی کے بالوں سے الجھ رہے ہیں موٹر سائیکل

چلانا دشوار ہو رہا ہے۔ مگر مجال ہے جو ذرا بھی ناگواری کا اظہار ہو۔ بچی کے ہاتھ میں باپ کے دیئے چار روپے ہیں جو اس کی کل کائنات ہیں۔ چہرے پر رونق ہے وہ اپنے بابا جانی کے ساتھ سواری کا مزہ لے رہی ہے۔ ''میری دھی! جو سب سے پہلے تیار ہوگا پہلے عیدی بھی اسے ہی ملے گی!''

وقت تھوڑا آگے بڑھا' میٹرک میں اس بچی نے اچھے نمبر لئے ہیں۔ اسلامیات کے مضمون میں A گریڈ ہے بچی کالج میں جانے کو پرجوش ہے۔ بوڑھا باپ کہتا ہے ''میری دھی کسی قریبی کالج میں داخلہ لے لے۔ میں بوڑھا باپ کہاں تیری ڈیوٹی دیتا پھروں گا۔ میری دھی اسلامیات رکھ تیرا ذہن اس میں اچھا ہے بس تو اسلامیات ہی پڑھ۔''

ابو جی! آپ تھک جاتے ہیں آرام کیا کریں میری دھی! میں نے تجھے دیکھ لیا میری ساری تھکاوٹ دور ہوگئی۔ لے میری دھی میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔ اک دم فریش' ذرا بھی نہیں تھکا۔

ابو! آپ اتنا کام نہ کیا کریں۔ میری دھی۔ میں اللہ کا فقیر ہوں کہیں جاؤں گا تو سوال کروں گا کوئی دے گا' کوئی ایسے ہی دروازے سے لوٹا دے گا۔ یہ کام اللہ کا وہ خود سبب بناتا ہے۔ میرا کام سوال کرنا ہے توفیق دینا اس کا کام ہے۔

آج 25 مئی 2010ء ہے سکول سے واپس آ کر اس دھی کا دل کاموں میں الجھا ہے۔ جلدی سے ابو کے گھر جاؤں۔ راستے میں چھوٹی بہن کے گھر رکی ابو کی طبیعت کی خرابی کی اطلاع ملی۔ ابو کے گھر پہنچی پتہ چلا ابو تو مغرب کی نماز پڑھنے مسجد ابوسفیان کو گئے ہیں۔ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے سات تا آٹھ بجے تک بجلی بند ہے۔ اسی اثناء میں دروازہ کھٹکا۔ دروازہ کھولا۔ چھوٹا بھائی زبیر معاویہ ہاشمی ابو کو لئے اندر آیا سلام کیا جواب دیا' مسکرائے دست شفقت سر پر رکھا۔ کمرے میں بیٹھ گئے ہم باہر برآمدے میں آ گئے۔ بھائی دھیمی آواز میں بولا ابو کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ 104 ڈگری بخار ہے ڈاکٹر نے پٹیاں کرنے یا نہانے کو کہا ہے۔ دوائی بھی دودھ سوڈے سے لینی ہے۔ میں دوائی لے آؤں ہم سب اٹھ کر ابو کے کمرے میں آ گئے۔

ابو بولے! بیگم دودھ سوڈا بناؤ' نہا کر پیوؤں گا۔ امی کچن کو چلی گئیں۔ بڑی باجی نے ابو سے حال احوال دریافت کیا اور اپنے گھر کو روانہ ہوگئیں۔ میں' بھابھی اور بھائی شفیق الاسلام

کمرے میں موجود تھے ابو غسل کر کے غسل خانے سے آئے اور بستر پر پائنتی کی جانب دونوں ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے موبائل کی بیل بجی فون سنا مگر کٹ گیا بھائی نے چیک کر کے بتایا عبدالرحیم بھائی ہیں۔ابو جی۔ بولے یار اس سے کہو میری طرف آ جائے۔ مجھے اور بھابھی سے بولے ''تم دونوں اندر چلی جاؤ۔'' ہم اٹھ کر باہر آ گئے بھابھی بولیں مہمان تو کوئی آیا نہیں ماموں جی نے ہمیں کیوں باہر بھیجا ہے میں نے کہا شاید بھائی جان سے کوئی بات کرنی ہے۔

پلٹ کر کمرے کی طرف دیکھا ابو بستر پر دراز تھے بھائی نے آواز دی ہم بھاگ کر گئے وہ دل پمپ کر رہے تھے۔ ہاتھ پاؤں سہلائے سانس دیا۔مگر جانے اجل سے واپسی کیوں نہیں ہوتی ؟ اپنے پیاروں کی آوازیں کیوں سنائی نہیں دیتیں۔ میر دھی کہنے والے کو ابو/ابو جی۔ بابا جانی کی آوازیں کیوں سنائی نہیں دیتیں؟

میری دھی! تو تو مجھے بھول ہی گئی۔ میں نے سوچا خود ہی اپنی دھی کو فون کر لوں۔

آج فون بے آواز ہے۔کان سائیں سائیں کرتے ہیں۔دل چپ' سانس مدھم ہے کسے پکاروں' کون سنے گا۔کس کا نمبر فون کی سکرین پر جگمگائے گا۔بابا جانی کالنگ۔''

میں جس شخص سے آپ کو ملا رہی ہوں کیا آپ اسے جانتے ہیں؟ اس کا نام ہے محمد ادریس ہاشمی ولد محمد شریف حسین ہاشمی عمر 67 سال' بال سفید' گہری آنکھیں' دھیما تبسم' خوب صورت اور نرم ہاتھ۔ درمیانہ قد۔ سر پر رومال باندھے چشمے سے جھانکتی دلوں تک پہنچنے والی آنکھیں۔سب کے حال سے واقف رہنے کی کوشش کرنے والا دل۔ ہر کسی کی مدد پہ ہر دم تیار دوسروں کی مصیبتیں اپنے سر لینے والا آدمی وہ شخص جس کے بارے میں فیصلہ مشکل کہ وہ اپنوں کے لئے بہترین یا غیروں کے لئے' دشمنوں کے لئے یا دوستوں کے لئے۔اس کمزور سے آدمی کو جو آج بڑھاپے اور بیماری اور زندگی کی صعوبتوں سے شل ہے' پر زبان پر شکرانہ ہے۔ پیدل چلنا دشوار ہے' مٹھیاں بھینچے ہونٹ پر ہونٹ جمائے سانس برقرار رکھے چلا جا رہا ہے۔اس کی رعنائی اس کی آواز ہے۔اذان دے تو کائنات تھم جائے۔قرآن پڑھے تو دل کو قرار آئے۔خطبہ دے تو لوگ غور سے سنیں۔اس اللہ کے بندے سے آپ یقیناً اچھی طرح واقف ہوں گے۔

میری دھی! میں تو لوگوں کی باتوں کو مائنڈ نہیں کرتا۔ ایک کام اللہ کی تقدیر میں جیسے لکھا ہے ویسے ہی ہونا ہے۔ بس اک کوشش ہے جو میرے ذمے ہے۔ جتنی میری بساط ہے وہاں تک دوڑ لگا لوں گا۔ اللہ کا یہ کام کرنے والا بندہ آنسوؤں سے بھیگی ڈاڑھی لئے دعا گو۔ اے اللہ جو کام تو نے مجھ سے شروع کروایا ہے اللہ اسے پھلتا پھولتا دیکھوں اس ننھے پودے کو شجر سایہ دار دیکھوں۔ زندگی کی نقدی خاتمے پر کام کا ذوق' جذبہ اور کوشش جوانی پر ہے۔ اب یہ کام کس کا ہے میرا آپ کا ہم سب کا نیکی پھیلانا اللہ کا کام کرنا کسی ایک کی ذمہ داری نہیں ہم سب کا فریضہ ہے تو آیئے اور ادریس ہاشمی کے اس خواب کی تکمیل میں اپنا حصہ ڈالئے وہ اپنا کام کر گئے اب آپ کی باری ہے۔ شاید زندگی دوبارہ مہلت نہ دے۔

یہ وہ شخص ہے جو دل میں ہزار غم چھپائے مسکراتا ہے۔ جسے دیکھ کے محفل سمٹ جائے۔ بھائی جان آ گئے۔ بھائی جی آ گئے۔ جس کی آمد کی منتظر۔ بہنیں' بیٹیاں' بھانجے' بھانجوں کا مان بڑے ماموں۔ بھتیجے' بھتیجیوں کے تایا ابو۔ بیٹوں کی طاقت۔ نواسے نواسیوں پوتے پوتیوں کی خوشی۔ جن کی مسکراہٹ شفقت کے سارے عنوان لئے ہوئے ہو۔ دست شفقت کی تاثیر دل تک رسائی پائے۔ شیریں بیاں ایسے سامنے والے کو گرویدہ کر کے دم لیں۔

بیٹیوں کا مان!

میری دھی تمہارا باپ ابھی زندہ ہے! کیا فکر ہے۔ میں بیٹھا ہوں کوئی غم نہ کرو! اللہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے وہ اچھا ہی کرے گا۔

میری دھی! تمہیں سب کو دوسروں سے بڑھ کر وراثت ملے گی لوگوں کو دیکھ کر بے صبری مت کرو۔

ہاں! ہم وارث ہیں اپنے باپ کی جس کی محبت بیٹی اور بیٹے کے لئے یکساں تھی جس کی پیشانی کبھی بیٹی کے لئے شکن آلود نہ ہوئی۔ جس کا لہجہ کبھی بیٹی کے لئے تلخ نہ ہوا۔ زندگی کی کڑی دھوپ میں بیٹیوں کے لئے ڈھال بنے خود جلے پر ہمیں سایہ دیا ایسا باپ مقدر والوں کو ملتا ہے۔ ہم اس رب کے شکر گزار ہیں اس نے ہمیں ایسا شفیق باپ' دوست اور غم گسار دیا۔ دو گھری آنکھوں اور حوصلہ مند چہرے والے اک شخص کی آمد کے چرچے آسمان میں ہیں۔ فرشتے استقبال

کو تیار ہیں۔ آج (عبداللہ) اللہ کا بندہ آنے والا ہے۔ قبر کی شادمانی عروج پر اس کا مستقل مکین آنے والا ہے۔ فقط بے خبر ہے تو وہ اولاد جسے کہیں جانے سے پہلے ابو ہمیشہ اللہ حافظ کرنے آتے۔ وہ خاندان جس کا وہ سائبان ہے' چھت ہے زمین۔ یہ اللہ کے بعد واحد سہارا ہے۔ وہ بہن جس کی وہ ڈیوٹیاں دیتا ہے۔ وہ بہن جو آمد کی منتظر رہتی ہے۔

آج سب کے لئے دائمی جدائی کا دن ہے۔ اللہ یہ بندہ مغرب کے ساتھ ہی عشاء کی نماز جمع کر آیا ہے۔ اپنے ہاتھ سے غسل کر آیا ہے۔ بخار نے آواز کو کپکپا دیا ہے مگر طبیعت کی جولانی عروج پر ہے سب سے باتیں کر رہے ہیں۔ کہے جا رہے ہیں۔ مگر اس فرماں بردار اولاد کو۔ اس کی اطاعت گزار بیوی کی جدائی کا اب بھی اشارہ نہیں۔ مشورہ لے کر چلنے والی۔ اولاد کو کوئی نصیحت نہیں۔ زندگی کی ساتھی کو کون سا الوداعی کنایہ' کوئی کلام نہیں۔

بس! اک لمحے کی بات ہے موت............اک نازک' بیمار دل سارے جہان کا بوجھ لئے اپنے اس بیٹے کی طرف روانہ ہوا جس کی شہادت نے اسے بالکل ڈھا دیا تھا۔

دنیا کے سامنے سینہ تان کر گردن اٹھا کر چلنے والا یہ آدمی کن طوفانوں کے سامنے ڈھال تھا یہ وقت بتائے گا۔

میری دھی! ابا جی کی وفات کے بعد ہم نے جانا کہ ابا جی تو تمام فتنوں کا دروازہ بند کر کے اس سے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے۔

اس دھی نے آج یہ جانا ہے۔ اک باپ کے جانے سے دنیا ویران کیوں ہو جاتی ہے؟ زندگی چلتی ہے اسے چلنا ہے۔ لوگ یتیم کیسے ہوتے ہیں؟ یتیم ہونے کا دکھ کیسا ہوتا ہے؟ کیوں یتیم کے سر پر ہاتھ رکھنے سے نیکیاں ملتی ہیں؟ اک مہربان چہرہ نظر سے اوجھل تو بھروسہ کیا معنی رکھتا ہے؟

مگر سوال یہ ہے کہ صبر آ جاتا ہے کیا مر جانے والا مر جاتا ہے تو پھر یہ کسک کیوں ہے؟ سورج کی تمازت زیادہ کیوں لگتی۔ یہ کمرہ' یہ بستر اداس کیوں لگتا ہے؟ یہ مانوس سی خوشبو ہر دم کیوں آتی ہے؟ ہر خوشی ادھوری کیوں لگتی ہے؟

شاید ان سوالوں کا جواب ہر وہ شخص جانتا ہو جو اس کرب ودکھ سے آشنا ہے۔

اب اس ہستی سے ملنے کا' اسے دوبارہ پانے کا فقط اک راستہ ہے پیروی کریں اس راہ کی جس پر وہ چلے' راہنمائی۔ پس اس سے جس سے انہوں نے لی۔ رسی تھام لیں۔ اس کی جس کے وہ مطیع ہوئے۔ امید ہے اس رب رحیم کی رحمت ہو۔ اور ہم بھی راہ نجات کے راہی ہوں۔ اور اپنے والد صاحب کے مقتدی بنیں۔

آپ سے التماس ہے۔ اس اللہ کے بندے کے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ یہ صحیح طور پر اس کے حقدار ہیں۔

اے رب کائنات! گواہ رہ ہم نے تیری مشیت پر صبر کیا اور تیری رضا میں راضی ہوئے اور ناشکروں میں نہ ہوئے۔ (الحمد للہ)

☆☆☆☆☆

حکیم محمد یوسف صابر (المعروف یوسفی) کمپوزر ''صدائے ہوش''۔ لکھتے ہیں

راقم ''ترغیب وترہیب'' کی کتابت کر رہا تھا کہ ایک دن بنفس نفیس حضرت مفتی عبدالقہارؒ صاحب لاہور تشریف لائے۔ ٹوٹا ہوا اسفنج کا جوتا' اونچی سی شلوار' سر پر ایک عام سی ٹوپی' سفر کی تکان چہرے سے نمایاں' ایک سادہ سی شخصیت' پہچاننا مشکل تھا کہ یہ بھی بہت بڑے مفتی اور عالم دین ہیں۔ حیران وششدر تھا کہ اتنی بڑی شخصیت اور سادگی کا پیکر' کم ہی دیکھنے میں آیا۔

2004ء میں میرے ایک دوست محمد حفیظ ہاشمی جو کمپوزنگ کا کام کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ادارہ ''دارالسلام'' میں ملازمت اختیار کر لی۔ رسالہ ''صدائے ہوش'' کمپوز کرنا چھوڑ دیا۔ انہوں نے جناب محمد ادریس ہاشمی صاحب سے کہا کہ میرے ایک دوست میری ہمسائیگی میں رہائش پذیر ہیں۔ آپ کے ہی ہم عمر ہیں ان سے اپنا رسالہ ''صدائے ہوش'' کمپوز کرالیا کریں۔ گھر ڈھونڈتے ڈھونڈتے تشریف فرما ہوئے۔ جب میں نے ان ہم عصر بزرگ پر نگاہ ڈالی تو مجھے چاچا عبدالقہار سلفی صاحب یاد آئے۔ یہ ان کی ہی شبیہہ میں نظر آئے۔ دل بڑا خوش ہوا۔ اور حسن وپیار سے ملاقات کی۔ ان کو گھر کے اندر لایا۔ ان کی حسب توفیق خدمت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ

محمد حفیظ ہاشمی نے آپ کا پتہ بتایا ہے' ہم چلے آئے۔ کیا آپ ہمارے رسالہ کی "کمپوزنگ کا کام کریں گے؟ کہا کہ کیوں نہیں۔ کوئی کام تو ڈھنگ کا کر نہیں سکا شاید اسی طرح تھوڑا حصہ میسر آئے کہ یہی آخری نیکی ہو۔

انہوں نے جریدہ کا مسودہ دے دیا۔ راقم نے جریدہ کی کمپوزنگ مکمل کر کے ٹیلیفون کیا آپ مسودہ لینے کے لئے تشریف لائے۔ فارغ تھا' سوچا کوئی بات ہی کر لیتے ہیں۔ جھجکتے ہوئے دریافت کیا؛ کیا بھائی صاحب آپ مولانا عبدالقہار صاحب کو جانتے ہیں؟ کہنے لگے بھائی جاننے کی کیا بات وہ ہمارے چاچا ہیں۔ راقم نے عرض کیا کہ آپ تو ان کی پوری پوری سنت ادا کر رہے ہیں۔ وہ نام کے لحاظ سے منفرد شخصیت ہیں اور آپ اپنے کلام کے لحاظ سے۔ زیر لب مسکرا دیئے۔ ہاں! بھائی ایسا ہی لگتا ہے۔ محمدی مسجد برنس روڈ کراچی میں ان کے پاس بیٹھ کر چند روز "ترغیب وترہیب" کی کتابت کی تھی۔ ویسے کتاب تو لاہور ہی میں کتابت کی تھی۔ اس وجہ سے ان سے شناسائی ہو گئی تھی۔ راقم کبھی ہاشمی صاحب کو دیکھتا اور کبھی مفتی صاحب کی صورت آنکھوں میں گھماتا کہ کیسے کیسے عظیم صاحبان ہیں' کہ اتنے سادہ اور کام اتنے عظیم۔ اللہ رب العزت نے کتنے بڑے بڑے کام انکے ذمہ لگائے ہوئے کہ ان کو مکمل کرنے کے لئے دن رات ایک کیئے ہوئے ہیں تو یک دم خیال آیا شاید ہاشمی صاحب نے یہ رباعی پڑھ لی کہ میں عمر بھر کوئی مال و دولت یا سونا چاندی اکٹھا نہ کروں گا۔ صرف اور صرف دین کی ہی خدمت کروں گا۔ صرف جنت میں ہی گھر بنواؤں گا۔ اس لئے دنیا کی دولت کو ٹھوکر مار رکھی ہے۔

پھر ایک روز میرے پاس ہاشمی صاحب ایک لیٹر لکھوانے کے لئے تشریف لائے۔ اس میں انہوں نے دوستوں یا احباب کو یقین دلانے کے لئے اپنے بارے میں سخت الفاظ لکھے جن کو راقم نے قطعاً پسند نہ کیا۔ اور عرض کیا کہ بھائی صاحب یہ کاٹ دیں۔ لکھتے ہوئے مجھے کوفت ہو رہی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے پوری کہانی سنا دی کہ اس کی وجہ یہ ہے۔ یہ کیوں حوالہ تحریر کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ اس میں کسی کے اعتراض کا جواب تھا کہ رقم میں گھپلے اور خرد برد کرتے ہیں۔" میں نے قدرے ناراضگی سے کہا کہ بھائی ایسے لوگوں کی پرواہ نہیں کرنا چاہیے۔ تو انہوں نے کہا کہ

کینہ رکھنا' بغض رکھنا یا حسد رکھنا یا کوئی دنیاوی لالچ رکھنا یہ گناہ ہیں۔اس لئے ان کا دل صاف کرنا ضروری ہے۔اس کی وجہ سے دوسروں کے بھی شک وشبہات دور ہو جائیں گے۔

راقم نے اتنے سالوں میں کسی کے متعلق ان سے نفرت کا ایک لفظ تک نہ سنا کہ فلاں ایسا ہے۔کسی کو برے الفاظ سے یاد نہیں کیا۔صرف اتنا کہتے تھے کہ اللہ ان کو نیکی کی توفیق دے اور ہدایت دے۔آپ نے ہمیشہ ان کو اپنے اوپر ترجیح دی۔

کافی دنوں کے بعد تشریف لاتے ہیں۔کہیں آپ دورے پر گئے ہوئے تھے۔وہاں مسجد کے امام صاحب نے ان کو تقریر نہ کرنے دی تھی۔دورے کی روئیداد لکھی ہوئی تھی کہا؛ اس دورے کی رپورٹ رسالہ میں لکھنا ہے کمپوز کر دیجئے۔اس رپورٹ میں بھی آپ ان امام صاحب کے متعلق برا بھلا سخت سست لکھ سکتے تھے۔بلکہ کہا؛ بھائی میری ہی غلطی تھی کہ ہم بتائے بغیر ان کے پاس چلے گئے تھے۔ان کا حق بنتا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ سختی سے ہی پیش آتے۔انہوں نے تو بہت اچھا سلوک کیا ہے۔اس پر درج ذیل رباعی یاد آ گئی۔

خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ
دہ چیز بروں کن از دروں سینہ
بخل و حسد و ظلم و حرام و غیبت
بغض و طمع و حرص و ریا و کینہ

''اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کا دل آئینہ کی مانند ہو جائے تو اس کو اپنے سینہ سے دس (10) چیزیں باہر نکال دینا چاہئے۔

بخل' حسد' ظلم' حرام خوری' چغل خوری' بغض' طمع' حرص' ریا کاری اور کینہ۔''

جناب محترم محمد ادریس ہاشمی صاحب نے اپنا سینہ ہمیشہ ان دس چیزوں سے پاک و صاف رکھا۔اور جو عملی نمونہ پیش کرتے رہے۔

آپ کا مشن رہا کہ کسی کا دل نہ دکھے' کسی کو تکلیف نہ ہو۔کسی کے اندرون خانہ دل کو خراش تک نہ آئے۔کسی کا حق نہ مارا جائے۔وعدہ کیا جائے تو پورا کیا جائے۔کسی کے دکھ درد میں

شامل ہوا جائے۔ مصائب و آلام کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا جائے۔ ایمان کو کبھی بھی داغ دار نہ ہونے دیا جائے۔ ایمان ریت کی مٹھی ہے جب تک وہ بند رہتی ہے۔ ایمان سلامت رہتا ہے۔ جب ہلکی سی بھی گرفت ڈھیلی ہو جائے تو ساری بہہ جاتی ہے۔ ایمان کو بڑی سختی اور اللہ کی رحمت سے ہی سنبھالا جا سکتا ہے۔ یہ وصف راقم نے ہاشمی صاحب میں پایا۔ جنہوں نے اپنے ایمان کو بند مٹھی کی طرح سنبھال رکھا تھا۔ جب بھی بات ہوئی اللہ کی مرضی پر چھوڑا۔ راضی برضا ہوئے۔ ایسی ہی شخصیتوں کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے؛

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا
دل دشمناں ہم نہ کروند تنگ

''میں نے سنا کہ اللہ کے بندے دشمنوں کے دل بھی تنگ نہیں کرتے''

یہ صفت مولانا محمد ادریس ہاشمی صاحب میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ کبھی شکوہ تک بھی نہ کیا۔ کہتے جو اللہ کو منظور ہوتا ہے وہی ہو کر رہتا ہے۔

ایک دن ٹیلیفون کی گھنٹی بجتی ہے۔ سننے پر ہاشمی صاحب کی آواز ملی۔ بڑے حوصلے سے کہہ رہے ہیں؛ بھائی جی۔ آپ کا بھتیجا جو جہاد کشمیر میں شامل تھا۔ شہید ہو گیا ہے۔ مگر اس نے کئی ہندوؤں کو بھی جہنم واصل کیا۔ مگر راقم کے دل پر جو گزری وہ بیان سے باہر ہے۔ رسیور کو کریڈل پر رکھا۔ موٹر سائیکل پکڑی مدرسے میں پہنچ گیا۔ دعائے مغفرت کرنے کو کہا تو ہاشمی صاحب نے فرمایا؛ بھائی! شہید ہماری دعاؤں کا محتاج نہیں ہوتا۔ غائبانہ نماز جنازہ فلاں وقت پر ہے۔ آ جانا۔ آپ تعزیت کے لئے آنے والے دوستوں کے ساتھ ایسے ہم کلام تھے جیسے کچھ بھی نہیں ہوا۔ اتنا حوصلہ اور صبر میں نے کسی دوسرے میں آج تک نہ دیکھا تھا۔

آج 26 مئی 2010ء ہے۔ صبح کا وقت ہے۔ موبائل کی گھنٹی بجتی ہے جتنی دیر تک میں موبائل کے پاس پہنچتا ہوں۔ گھنٹی بند ہو جاتی ہے۔ سوچ میں ڈوب جاتا ہوں' اس وقت کون ہو سکتا ہے؟ میں نے موبائل پر نمبر دیکھا میرے لئے وہ غیر متعلقہ تھا۔ سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ کون ہو سکتا ہے؟ کون ہو سکتا ہے؟ ابھی میں اسی سوچ میں غلطان تھا کہ پی ٹی سی ایل کے فون نے چلانا

شروع کر دیا۔ میں دوڑ کر ٹیلیفون کی طرف لپکا۔ رسیور کو اٹھایا۔ تو ہاشمی صاحب کے چھوٹے صاحبزادے محمد زبیر ہاشمی کی آواز سنائی دی۔ انہوں نے بڑی بردباری اور تحمل سے اپنے والد محمد ادریس ہاشمی صاحب کا سانحہ ارتحال کا واقعہ کہہ سنایا۔

بیٹا بھی اپنے والد قبلہ محترم محمد ادریس ہاشمی کی پوری پوری تربیت حاصل کر چکا ہے۔ بڑی ہمت سے بتایا مگر راقم کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسک رہی تھی' دل بیٹھا جا رہا' کوئی جواب بھی نہ بن پا رہا تھا۔ ایسے معلوم ہوا کہ سب کچھ لٹ گیا ہے۔ ہوش گم ہو گئے۔ حواس باختہ سا ہو گیا۔ آنکھوں نے آٹھ آٹھ آنسو بہانے شروع کر دیئے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کا جنازہ 10 بجے ہو گا۔ ان کی سات آٹھ سال کی رفاقت' چند ثانیوں کے لئے سب کچھ حافظہ سے محو ہو گئیں۔ گھگی سی بندھ گئی۔ میری بڑی بیٹی اوپر والی چھت سے دوڑتی ہوئی آئی کہ ابو! کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا۔ بیٹی! میں اکیلا ہو گیا ہوں۔ آج میں مفلس ہو گیا ہوں۔ دوست نے مجھے تنہا چھوڑ دیا ہے۔ اب تو کوئی اور دوست بھی نہیں۔ وہ پریشانی کے عالم میں بار بار پوچھ رہی ہے کہ ابو! کون؟ کیا ہو گیا ہے؟ کیا ہو گیا ہے؟ کچھ بتاؤ تو سہی۔ مگر سنبھلنا مشکل ہو رہا تھا۔ میں نے بتایا کہ میرے دوست مولانا محمد ادریس ہاشمی صاحب اپنے رب سے ملاقات کرنے چلے گئے ہیں۔ جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا۔

راقم کا بیٹا رحمٰن یوسف ٹیپو جو اپنی روزی روٹی کمانے کے لئے بحرین میں رہتا ہے۔ اس کو موبائل پر پیغام دیا کہ ہاشمی صاحب ''صدائے ہوش'' والے ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا ابو جی انٹرنیٹ آن کریں۔ بات کرتے ہیں۔ میں نے انٹرنیٹ کھول دیا اور کیمرہ آن کر دیا۔ تو اس کی والدہ اور بیوی بھی سامنے آ گئے۔ یہ اندوہناک خبر سن کر سکتہ میں آ گئے۔ بار بار پوچھ رہے تھے کیا ہوا ان کو؟ کیا وہ بیمار تھے۔ کیا ہوا؟ کیا ہوا؟ ان کو۔

پھر اپنے آپ کو سنبھالا دیا کہ بھئی! ایوان اجل سے ان کو بلاوا آ گیا۔ اور وہ جانے سے انکار نہ کر سکے۔ فوراً چل دیئے۔ کسی کو کوئی خبر ہی نہیں ہوتی کہ کب ایوان اجل سے بلاوا آتا ہے۔ کوئی بہانہ نہیں چلتا۔ چاہے کتنے ہی کار جہاں دراز ہوں۔ مہلت کہاں میسر' زندگی

بے وفا ہو جاتی ہے۔ ع

اسباب لٹا راہ میں یاں ہر سفری کا

انا للہ وانا الیہ راجعون

چند دن قبل آپ میرے پاس تشریف فرما ہوتے ہیں اور کہنے لگے کہ بھائی! آپ کے بھتیجے زبیر کی نسبت ٹھہرا دی ہے۔ اور جولائی میں اس کی شادی کر دیں گے انشاء اللہ۔ میں نے مبارک باد دی اور گھر والوں کو بھی مبارک پہنچانے کا کہا تو انہوں نے کہا؛ ٹھیک ضرور پہنچاؤں گا۔ میں نے کہا بھائی جلدی جلدی یہ سارے کام کریں اور اپنے کندھوں کا بوجھ ہلکا کریں۔ فرمانے لگے؛ بہت جلدی جلدی ختم کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ مزید تیزی سے کروں گا۔ اور سبک دوش ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد ان کی زندگی کا یارانہ ٹوٹ گیا اور دوبارہ ملاقات نہ ہو سکی۔

راقم کے اہل خانہ (بیٹیاں' بیٹا' بیوی اور راقم) ہاشمی صاحب کے پسماندگن کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اس خلاء کو تو کوئی بھی پر نہیں کر سکتا۔ تشفی و تسلی کے لئے ضرور کہتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا کرے۔ یہ غم بھلائے سے بھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ مگر اللہ کی رضا کے سامنے جھکنا ہی پڑتا ہے۔

سنو میرے پیارے دوست کے پسماندگان!

ایسے افراد دنیا میں کم ہی آتے ہیں۔ جن کا یہ عقیدہ ہو کہ؛

اے خالق ہر بلند و پستی
شش چیز عطا بکن ز ہستی
ایمان و امان و تندرستی
علم و عمل و فراخ دستی

کتنی پر لطف بات ہے کہ اللہ کریم نے ہاشمی صاحب کو ان میں سے پانچ چیزیں مستقل عطا کیں۔ مگر تندرستی نے ساتھ نہ دیا۔ اور ہم سے بچھڑ گئے۔

میرے اپنے ھی اپنے:

شفیق الاسلام ہاشمی' محمد زبیر ہاشمی' اور محمد زاہد ہاشمی الازہری صاحبان سے اپیل ہے کہ ان کے مشن کی تکمیل کے لئے دن رات محنت کرنا ہوگی۔ اور دعائے مغفرت کرنا ہوگی۔ ان کی سنت پر بھی عمل کرنا ہوگا۔

آپ کے والد اور ہمارے دوست جنہوں نے اپنے آپ کو دنیاوی آلائشوں سے پاک رکھا۔ اگر کسی کو "ولی اللہ" نظر نہیں آیا یا پہچان نہیں ہے۔ وہ دیکھیں!

جنہوں نے جھنڈا نہیں گاڑا۔ بسنتی کپڑے نہیں پہنے۔ اپنی پہچان کے لئے کوئی ٹوپی کا ڈیزائن نہیں بنوایا۔ اپنی مسند تیار نہیں کی۔ قوالیوں کی محفلیں نہیں سجائیں۔ بلند بانگ دعوے نہیں کئے۔ اللہ کے سوا کسی پر توکل نہ کیا۔ اور عملاً شکر بجالائے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ نعمتوں سے پورا پورا استفادہ کیا۔ ہاتھوں کو غلط کام کی طرف نہیں بڑھایا۔ کانوں سے بری باتیں سننا گوارہ نہ کیا۔ قدموں سے برے کام کے لئے چل کر نہ گئے۔ زبان کو ہمیشہ اپنے کنٹرول میں رکھا۔ زبان کو ہمیشہ ناصح کی مانند نصیحت کے لئے ہی استعمال کیا۔ آنکھوں سے غلط نگاہ نہ ڈالی۔ یہی ہے اللہ کے شکر کا درست طریقہ۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو دماغ افلاطون کا' جگر شیر کا' ہاتھ خاتون کا' نظر عقاب کی' دل شیشے کا عطا کیا تھا۔ لڑکپن' جوانی' اور بڑھاپا اللہ کا بندہ بن کر گزارے۔ شفقت و محبت ان کے سینے میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جب بھی ملتے خندہ پیشانی سے ملتے۔ نخوت و تکبر کا شائبہ تک نہ تھا۔ قرآن مجید کی آیت کریمہ یاد آ گئی کہ اللہ کے بندے کیسے ہوتے ہیں؟

وعباد الرحمن الذين يمشون على الارض هونا واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما. والذين يبيتون لربهم سجداً و قياماً . والذين يقولون ربنا اصرف عنا عذاب جهنم.

"اور (اللہ) رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔ جب جہلاء ملتے ہیں ان کو سلام کہہ دیتے ہیں۔ جو اپنے رب کے آگے سجود و قیام میں راتیں بسر کرتے ہیں۔

اور دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب دوزخ کے عذاب سے ہمیں بچا لے۔"

واعظ ونصیحت کرتے تو مثالیں دے کر' اسلاف کی باتیں کر کے' تاکہ قلب ونظر پوتر ہو جائے۔ لکھتے تو تربیت یافتہ صحافی کی طرح۔ سیاسی گفتگو کرتے تو پورے حالات وواقعات و شواہد کے ساتھ کسی تجربہ کار پرالیمنٹرین کی مانند۔ حوالہ دیتے تو مؤرخ نظر آتے۔ عدالتی مقدمہ ہوتا تو وکیل کی مانند دلائل دیتے۔ خرید وفروخت کرنا ہے تو منجھے ہوئے تاجر کی مانند لین دین کا معاملہ کرتے۔

عزیزان من دیکھو! ولی اللہ کیسا ہوتا ہے؟ وہ حضرت مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ ہوتا ہے۔ آؤ میرے پیارے بچو! آپ بھی اسی طرح بننا۔ انہیں صفات کو اپنے اندر سمو لینا۔ اللہ کی برکتیں نچھاور ہوتی جائیں گی۔ ان شاء اللہ

اگرچہ آپؒ حافظ قرآن نہ تھے مگر ان کے پاس بیٹھنے والے کو یہی معلوم ہوتا کہ حافظ قرآن ہیں۔ قرآن پاک کی فوراً وہ آیت حوالے کے لئے پیش کر دیتے' ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے کیسا ذہن عطا کیا تھا۔ اشاعت دین کے لئے اپنی صحت کو بھی داؤ پہ لگائے رکھا۔ کہا گیا کہ ہاشمی صاحب تھوڑا آرام بھی کر لیا کریں۔ کہتے شاید دوسرا وقت نہ ملے۔ بہت لمبا آرام ہی تو کرنا ہے۔

جاگنا ہے تو جاگ لے افلاک کے سایہ تلے
ہزاروں سال سوتا رہے گا خاک کے سایہ تلے

خامہ فرسائی ہوئی تو واقعات وشواہدات اتنے ہیں کہ ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ مگر "صدائے ہوش" جگہ نہیں دے سکتا۔

فقط دعا: اللہ تعالیٰ ان کی بشری تقاضوں کے تحت عمداً یا سہواً کوئی کوتاہیاں یا لغزشیں سرزد ہو گئی ہوں' ان سے درگزر فرما۔ ان کی قبر کو منور ومجلّہ فرما۔ ان کے لئے آسانیاں فرما۔ ان کے متعلقین کو صبر جمیل سے نواز۔ اے اللہ تو اپنی رحمتوں سے ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام دے۔ علیین' کتاب مرقوم' اے اللہ جو تیرے نیک اور صالح بندے ہوتے ہیں ان کے نام اس کتاب میں تو اندراج فرماتا ہے۔ مولانا محمد ادریس ہاشمی مرحوم کا نام بھی اس دفتر میں درج فرما؛

آمین۔اللھم اغفرلہ وارحمہ ونور قبرہ ۔آمین

☆☆☆☆☆

مولانا حافظ محمد اسلم شاہدروی ناظم طبع وتالیف مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب لکھتے ہیں

مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ ہماری جماعت کے اعاظم رجال میں سے تھے۔ مرحوم گوناگوں صلاحیتوں سے مالا مال اور ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ وہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابرامت کی طرح اپنا کام خود کرتے تھے۔ علاقہ شاہدرہ سے تعلق ہونے کی وجہ سے مجھے انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ لیکن پھر بھی ان کی خدمات کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ عزیز القدر بھائی جناب محمد رمضان یوسف سلفی کے حسب الحکم چند سطور میں اپنے تاثر کا مختصراً اظہار کر رہا ہوں۔

ہاشمی صاحب نے بھرپور تنظیمی زندگی گزاری تنظیمی طور پر وہ جماعت غرباء اہل حدیث سے وابستہ ہوئے اور پھر عمر بھر اسی کے ہو رہے۔ وہ جماعت کے صوبائی جنرل سیکرٹری تھے۔ اتنی بڑی ذمہ داری کے ہوتے ہوئے لاہور جماعت کے جملہ امور کے بھی وہ نگران تھے۔ باوجود مستقل عہدہ کے وہ تنظیم میں کارکن کی طرح شامل رہے۔ حضرت امام صاحب کے نہایت معتقد تھے۔ تنظیم کے مرکزی آفس کراچی کے اکثر اجلاسوں میں شرکت کرتے تھے۔ مرکزی جامعہ ستاریہ کراچی کی سالانہ کانفرنس میں بھی ضرور تشریف لے جاتے۔ بلکہ اپنے ساتھ پنجاب کے متعدد علماء اور کارکنان کو بھی لے جاتے۔ انہیں اپنی تنظیم کی شرعی حیثیت پر پوری بصیرت حاصل تھی۔ وہ اس کے پیغام کو متعدد مجالس میں علماء کرام کی خدمت میں بھی پیش کرتے رہے۔ وہ صحیح مسلم کی حدیث: **بداء السلام غریبا و سیعود کما بدافطوبی للغرباء** ۔کی بہت عمدہ تشریح کیا کرتے تھے۔ پہلے راوی روڈ میں پھر رچنا ٹاؤن میں وہ دو روزہ کانفرنس باقاعدگی سے کرواتے رہے۔ اس میں پنجاب بھر سے اپنے امراء جماعت کو ضرور مدعو کرتے۔ اس دوران وہ صوبائی تنظیمی اجلاس بھی بلاتے۔ اور کراچی سے جماعت کے اکابرین کو بھی ضرور بلاتے۔

قومی اتحاد کے ایک اجلاس کی وہ دلچسپ بات اکثر سنایا کرتے تھے۔ کہ جب ان سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کی جماعت غرباء کیا طبقاتی بنیادوں پر قائم کی گئی ہے؟ تو اس کے

جواب میں انہوں نے اس حدیث شریف کو پیش کیا۔ اور سب لوگوں کو اس جماعت میں شمولیت کی دعوت دی۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ان کو دیگر جماعتی تنظیموں کی طرف سے عہدوں کی آفر ہوئی لیکن انہوں نے قبول نہ کی۔ اسی طرح چونکہ لاہور اور پنجاب میں اس تنظیم کا وجود کم ہے جس کی وجہ سے ان سے کئی جماعتی فوائد چھوٹ جاتے جن کی انہوں نے کبھی پروا نہ کی مرکز جماعت نے بھی ان کے ساتھ پوری وفا کی اور نماز جنازہ پڑھانے کے لئے حضرت امام صاحب نے کراچی سے اپنے بھائی علامہ محمد سلفی کو بھیجا۔ ان کے اولاد و احفاد کی پوری تفصیل نہیں جانتا لیکن انہوں نے بہت سے تنظیمی کارکنان کو اپنا جانشین چھوڑا۔

تبلیغی و تعلیمی خدمات

وہ مسلک اہل حدیث کے انتھک مبلغ تھے۔ شب و روز مسلک حق کی تبلیغ کے لئے کوشاں رہے۔ جو کوئی اہل حدیث انہیں جہاں کہیں تبلیغ کے لئے بلاتا وہ ضرور پہنچتے۔ کرایہ اور صلہ کو خاطر میں نہ لاتے۔ اپنے تبلیغی مشن کو بڑھانے کے لئے انہوں نے متعدد مساجد تعمیر کیں اور مدارس بنوائے۔ مسجد امیر معاویہ راوی روڈ۔ مسجد محمدی قصور پورہ راوی روڈ' مسجد عمر فاروق رچنا ٹاؤن اور مرکزی مسجد دار الحدیث جامعہ معاویہؓ رحیم ٹاؤن ان کی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان مساجد میں انہوں نے مدارس بھی قائم کئے۔ راوی روڈ میں معاویہ میموریل ہائی سکول بھی قائم کیا۔ اس سے قبل لاہور کے مشہور گورنمنٹ سینٹرل ماڈل سکول میں جب مدرس تھے تو انہوں نے یہاں پر بہت سے بچوں کے عقائد کی اصلاح کی۔

بیگم کوٹ کی مشہور شخصیت جناب محمد سلیم بانی نیو کیمپس آف ایجوکیشن بھی مولانا کے اس دور کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ جنہوں نے مولانا کی رہنمائی میں سکول قائم کر کے یہاں کے ہزاروں طلباء تک علم اور صحیح عقیدہ کی روشنی پھیلائی ہے۔ اور پھیلا رہے ہیں۔ یہ ہاشمی صاحب کا بالواسطہ صدقہ جاریہ ہے۔

وہ اپنے ادارے میں درس نظامی کے اسباق پڑھاتے اور حسب ضرورت کبھی حفظ کی

کلاس کو بھی پڑھاتے تھے۔ تبلیغ و تنظیم کا انداز نہایت عمدہ تھا۔ جچے تلے لفظوں میں خطاب کرتے' موضوع پر بولتے۔ آسان پیرائے اور واضح مثالوں کے ساتھ اپنی بات کو سامعین تک پہنچاتے۔ ان کی وفات منگل کی رات کو ہوئی تھی اس سے دو روز قبل اپنے ادارہ میں تبلیغی جلسہ کروایا اور اس میں پورا وقت دیا۔ اس سے دو روز قبل جمعہ کا خطبہ عبداللہ پور جوہر آباد میں ارشاد فرمایا۔ اسی سفر نے بیماری میں اضافہ کر دیا اور انہوں نے جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

تحریری خدمات

مصروف ترین زندگی گزارنے کے باوجود انہوں نے قلم و قرطاس سے اپنا رشتہ برابر قائم رکھا۔ پہلے صحیفہ اہل حدیث میں مضامین اور رپورٹیں لکھ کر بھیجتے تھے۔ پھر ''صدائے ہوش'' کے نام سے اپنا ماہانہ رسالہ شائع کرنے لگے۔ جو کئی سالوں سے برابر شائع ہو رہا ہے اس میں اداریہ خود لکھتے۔ ان کا اداریہ ملی اور قومی مسائل پر مشتمل ہوتا جس میں وہ ملک کے محروم طبقہ کی نمائندگی کرتے اور اقتدار کو کھلے لفظوں میں تنبیہ کرتے۔ اداریہ کے علاوہ مضامین بھی لکھتے۔ مضامین کو انتخاب کرتے' نئے لکھنے والوں کی اصلاح کرتے۔ رسالہ کی کمپوزنگ' پیسٹنگ اور طباعت کے بعد ترسیل کے بیشتر امور اپنے ہاتھ سے سرانجام دیتے۔ وہ مدیر' مصحح' ناشر' اور منیجر تھے۔ غرض اس کے متعلق سب ذمہ داریاں ادا کرتے۔ ان ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کبھی کبھی دنوں کے ساتھ ساتھ پوری پوری راتیں بھی صرف ہو جاتیں۔ گرمی یا سردی کی پروا کیے بغیر رات دیر تک مدرسہ اور رسالہ کے کام انجام دیتے رہتے۔ تحریر میں ان کے ہاں تعاقب کی صلاحیت بہت تھی۔ غلط مضامین اور کتب پر تعاقب کرتے۔ اسی انداز میں انہوں نے ایک کتابچہ ''جواب آں غزل'' کے نام سے تحریر کیا۔ جس میں فقہ حنفی کی بعض کتب کی فحش اغلاط کی نشان دہی کی۔ حضرت امام صاحب اور ان کے خاندان کے اکابرین کے حوالے سے مولانا محمد رمضان یوسف سلفی نے جو کتاب ''مولانا عبدالوہاب دہلویؒ اور ان کا خاندان'' مرتب کی ہے اس میں بھی ہاشمی صاحب کی معاونت اور حوصلہ افزائی کا خاصہ عمل دخل شامل ہے۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ۔

اوصاف وخصوصیات

یہ بات پہلے عرض کی گئی ہے کہ موصوف بہت سی خصوصیات کے حامل تھے۔ درج بالا خصوصیات کے ساتھ ساتھ بعض ذاتی اوصاف کا ذکر بھی ضروری ہے۔

(۱) ایمانداری= مساجد' مدارس' سکول' اور رسالہ کے مالی معاملات ان کے ہاتھ میں تھے لیکن ہر مد کو الگ الگ تحریر کر کے رکھتے تھے۔ اور آمدہ رقوم کو انتہائی ایمانداری سے خرچ کرتے تھے۔ آمدن وخرچ کے حسابات کے سالانہ گوشوارے ''صدائے ہوش'' میں شائع کر دیا کرتے تھے۔ اسی ایمانداری کے سبب اللہ نے ان کی اپیل میں بہت تاثیر رکھی تھی۔ وہ جس دینی منصوبہ کے لئے بھی جگہ خریدتے یا تعمیر کرتے لوگ ان سے بھرپور تعاون کرتے۔ ان کے بہت سے معاونین اپنے نام کی اشاعت پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ نامعلوم لکھ کر ان کی آمدن بھی ذکر کر دیا کرتے تھے۔

(۲) جہد مسلسل= وہ اپنی زندگی کی گھڑیوں کو بہت کم سمجھتے ہوئے ہر وقت کسی نہ کسی دینی خدمت میں مشغول رہتے تھے۔ اگر کچھ فرصت پاتے تو آئندہ کی منصوبہ بندی کرتے اور فرماتے' میں یہ کام شروع کر دوں گا میری زندگی میں یا میرے بعد اللہ پاک اسے مکمل فرمائیں گے۔ مسجد' مدرسہ' سکول' اور رسالہ کی خدمات کے علاوہ انہوں نے اب لائبریری کی ترتیب کی ذمہ داری بھی لے رکھی تھی۔ وہ کتب کو موضوعات کے حساب سے ترتیب سے رکھتے تھے۔ ٹوٹی جلدوں کی اصلاح کرتے' خود کتابوں کی جلدیں بناتے اور جلدوں کے پیچھے نام لکھتے۔

(۳) اپنائیت= جو بھی ان سے ملتا اسے اپنائیت کا احساس دیتے۔ ہر شخص کے معاملہ کو اچھی طرح سنتے' سمجھتے اور سمجھاتے اچھے طریقے سے مہمان نوازی کرتے۔ ان کے پاس آنے والا ہر شخص یہ سمجھتا کہ میرا ہاشمی صاحب کے ساتھ تعلق سب سے زیادہ ہے۔ نوجوان علماء' مدرسین اور مضمون نگاروں کی بڑے اخلاص کے ساتھ رہنمائی فرماتے' وہ حسد' بغض اور نفرت سے کوسوں دور تھے۔

(۴) سادگی اور وقار= مرحوم اپنے لباس اور خوراک میں بہت سادگی پسند تھے۔ تکلف برطرف

رکھتے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ سنجیدگی اور وقار کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑتے' بلند اور بارعب آواز میں بولتے تھے۔

(۵) علماء سے محبت = وہ اپنے سے بڑے یا چھوٹے تمام علماء کرام کا بہت احترام کرتے۔ امامت و خطابت کی جگہ تلاش کرنے والوں کے ساتھ بہت تعاون فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے جنازہ میں زیادہ تعداد علماء' مدرسین' خطباء اور طلباء کی تھی۔ جنازہ کی تعداد ایک (1000) کے قریب تھی۔

راقم کا تعلق

(ا) 1992ء میں مجھے اہل حدیث یوتھ فورس شاہدرہ کا صدر بنایا گیا تو مسجد عمر فاروق رچنا ٹاؤن میں ہم جماعتی طور پر رمضان المبارک میں افطاری پروگرام رکھتے' جس میں آپ ضرور تشریف لاتے۔ یہاں سے میرے تعارف کا آغاز ہوتا ہے۔

(ب) چوہدری عبدالغفور بھٹی ریٹائرڈ قانو گو (پٹواری) کے ہاں محمود شہید روڈ شاہدرہ میں موصوف کے ساتھ متعدد تفصیلی ملاقاتیں رہیں۔

(ج) 1998ء میں مسجد نور اہل حدیث شاہدرہ کے لئے اضافی جگہ کی خرید کے لئے ہاشمی صاحب نے مجھے پانچ ہزار روپے کا عطیہ دیا۔ اس مسجد میں الحمد للہ میں چودہ برس سے جمعہ کا خطبہ اور درس حدیث دے رہا ہوں۔

(د) آج سے چار یا پانچ سال قبل جب ایک رفاہی ادارے نے لاہور میں حفظ القرآن کے چند اساتذہ کی تنخواہوں کا ذمہ اٹھایا۔ میں اس ادارے کی قسم التعلیم والدعوۃ پنجاب کا مشرف ہوں۔ یہ سلسلہ ہماری قسم کے ماتحت تھا۔ میں نے ہاشمی صاحب کی رچنا ٹاؤن والی مسجد اور راوی روڈ والی مسجد کے لئے ایک ایک استاد کی تنخواہ کی منظوری کرائی۔ میں نے یہ کام رضائے الٰہی کی خاطر محض استحقاق کی بنیاد پر کیا تھا۔ یہ سلسلہ کچھ عرصہ جاری رہا۔ اس سلسلہ کے ہماری قسم سے الگ ہونے کے بعد رچنا ٹاؤن والی تنخواہ بند کروادی گئی۔ اور راوی روڈ والی دیگر جگہ منتقل کروادی گئی۔ اس سلسلہ میں ایک استاد کی تنخواہ میں نے دار الدعوۃ السلفیہ کے لئے بھی جاری کروائی تھی۔

(ر) ہاشمی صاحب نے مجھے اپنے ادارے کے طلباء کا ممتحن بھی بنایا۔ اس میں شعبہ حفظ اور درس نظامی دونوں شامل تھے۔

(س) ''صدائے ہوش'' کے بعض مضامین اور تحریری معاملات کی اصلاح کے لئے بھی حکم فرمایا کرتے تھے۔

(ص) ادارے کے لئے کوئی نئی جگہ خریدتے یا تعمیری منصوبہ بناتے تو فون کر کے بلاتے اور مجھ سے مشورہ کرتے۔ میں ضرور حاضر خدمت ہو کر گذارش کرتا۔

وفات سے کچھ دن پہلے فون کر کے بلایا اور مدرسہ کی لائبریری کی ترتیب و اصلاح کے لیے تجاویز طلب کیں۔ وہ از راہ شفقت فرمایا کرتے' مجھے آئندہ سالوں میں جن لوگوں کے ہاتھ میں جماعت نظر آ رہی ہیں۔ ان میں سے ایک تم بھی ہو۔ **اللھم الجعلنا منھم احب الصالحین و لست منھم لعل اللہ یرزقنی صلاحا۔**

ہاشمی صاحب کے مدرسہ کے مین گیٹ کے سامنے ہی ایک گلی میں تین مرلہ کا پلاٹ میں نے چند ماہ قبل خریدا اس سلسلہ میں مجھے بعض دفعہ وہاں جانا پڑا۔ اس دوران ہاشمی صاحب سے ملاقات ہوتی اور ان سے استفادہ کا بہت موقع ملتا۔ ایسی ہی ایک ملاقات میں آپ نے مجھے برادرم رمضان یوسف سلفی حفظہ اللہ کی مرتب کردہ کتاب برائے مطالعہ عاریۃً عنایت فرمائی اور فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ آپ اس کا مکمل مطالعہ کریں اور اس پر کچھ لکھیں۔ اب سلفی صاحب نے مجھے اس کتاب پر باقاعدہ تبصرہ لکھنے کا حکم دیا ہے۔ جو ''صحیفہ اہل حدیث'' اور ''صدائے ہوش'' میں شائع کیا جائے گا۔ اس طرح اس کتاب کی رعایت میرے ہاں ملکیت میں بدل جائے گی۔

ارادہ اور وعدہ

محترم ہاشمی صاحب کے ساتھ کئی علمی اور دینی معاملات میں جو میری شمولیت ہوتی تھی۔ میرا ارادہ اور وعدہ ہے کہ ممکن حد تک میں اس سلسلہ کو جاری رکھوں گا۔ مرحوم کے بیٹے جناب زبیر معاویہ ہاشمی۔ ان کے عزیز عبدالرحیم قریشی' علامہ محمد زاہد ہاشمی الازہری اور ''صدائے

ہوش'' کے مدیر جناب رمضان یوسف سلفی مجھے جس دینی خدمت کے لئے بھی یاد فرمائیں گے۔
میں اس کے لئے اپنا تعاون ضرور دوں گا۔ اور اس تعلق کو لوجہ اللہ تعالیٰ نبھاؤں گا۔ خداوند کریم
اپنے اس صالح اور مصلح بندے کے درجات بلند فرمائے۔

تا خلافت کی بناء دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈھ کر اسلاف کا قلب و جگر

اللھم ارفع درجته فی المھدین. آمین

(ط) بشارت = حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ کی ملاقات چاہتا ہے اللہ
اس کی ملاقات پسند کرتے ہیں۔ اور جب کوئی بندہ اللہ سے ملاقات نہیں چاہتا اللہ بھی اس کی
ملاقات کو پسند نہیں فرماتے۔ اللہ کے بعض نیک بندوں کو اس کی ملاقات کا اشارہ ہوتا ہے اور
بشارت ملتی ہے۔ ہاشمی صاحب کے بارے میں بتایا گیا کہ ان کی بیٹیاں اور اہل خانہ پاس بیٹھے
تھے کہ فرمایا تم اندر جاؤ مہمان آ رہے ہیں۔ اہل خانہ دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ کچھ دیر بعد
جب واپس آئے تو کوئی مہمان نہیں تھا بلکہ آپ وفات پا چکے تھے۔

☆☆☆☆☆

مولانا محمد سرور شفیق (امیر جماعت صوبہ پنجاب) لکھتے ہیں

نماز مغرب کے بعد اور عشاء سے قبل برادرم سعید صاحب کا ٹیلیفون ہے۔ میں نے سوچا
کہ پہلے کی طرح خیر و عافیت کا ہوگا۔ مگر آج بالکل مختلف ہے آواز بھرائی ہوئی۔ رونے کا سماں ہے۔
آواز آئی مولانا صاحب ہاشمی صاحب چلے گئے۔ کب؟ ابھی ابھی۔ اس آواز نے
میرے اوسان خطا کر دیئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

جذبات آؤٹ آف کنٹرول ہو گئے۔ دل کا مریض نامراد شوگر اور بلڈ پریشر گھر والے
پریشان' نام معلوم کیا ہوا؟
بس ٹیلیفون تھا کہ اچانک طبیعت خراب ہوئی جا رہی ہے۔ زبان پر۔ انا للہ۔ بار بار یہ

ہی کلمات۔ ہاشمی صاحب چلے گئے۔ بہت ہی اچھے ساتھی تھے۔ پورا گھر چھوٹے بڑے رنج وملال میں ڈوب گئے۔ جب بھی آتے۔ بچوں بڑوں سے شفقت الفت' وہ ایک انجمن تھے خوش طبع ملنسار منکسر المزاج۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا محمد ادریس صاحب ہاشمیؒ مشرقی پنجاب ضلع کرنال موجودہ ہندوستان میں ایک دیندار گھرنے میں مولود ہوئے۔ جو مولانا ابو محمد عبدالوہاب دہلویؒ کے ارادت مندوں میں سے تھے اس زمانے سے ہنوز جماعت سے منسلک ہیں جہاں کہیں بھی کوئی فرد ہے جماعت سے مربوط تعلق ہے۔ اللہم زد فزد۔ آمین۔

تقسیم ہند کے بعد آپ کے خاندان نے ضلع سیالکوٹ کی تحصیل نارووال (موجودہ ضلع) میں رہائش اختیار کی۔ زرعی زمین آلاٹ ہوئی۔

مولانا ہاشمیؒ نے ابتدائی تعلیم نارووال کے مشہور مسلم ہائی سکول میں حاصل کی میٹرک کے بعد نارووال سکول پسرور میں پرائمری ٹیچر ٹرینگ سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔ ملازمت کے سلسلے میں لاہور تشریف لائے بلدیہ لاہور کے ہائی سکول کو اپنے لئے منتخب فرمایا اور تکمیل ملازمت اور پنشن لے کر فارغ ہوئے۔ دوران ملازمت مذہبی تعلیم کا شوق و ذوق رہا۔ جس کی تحصیل مدرسۃ تقویۃ الاسلام شیش محل میں ہوئی علماء کبار سے مستفید ہوئے مصاحبت جید علماء کرام سے رہی۔ جماعت کی وابستگی نے سیکرٹری لاہور اور پنجاب کی سطح تک پاکستان کی تمام جماعت میں نام تھا۔

جب بھی قومی اتحاد معرض وجود میں آتا تو جماعتی نمائندگی' بڑے بڑے برج اکھاڑہ سیاست کے پہلوان تسلیم کرتے۔

''صدائے ہوش'' کے چیف ایڈیٹر کے ناطے سے کلام اول یا کچھ اپنی زباں میں رقم طراز ہوتے تو بہت ہی متانت بھری تنقیدی تحریر اور وقت کے مطابق راہنما ہوتی۔ سادہ الفاظ جو کہ کم علم والے بھی پڑھ کر سن کر حالات سے آگاہ رہتے۔ نامساعد حالات میں بھی۔ ''صدائے ہوش'' کو اپنے وقت پر نکالتے بہت قیمتی جدید اور قدیم مضامین سے اوراق رسالہ کو مزین کرتے۔

مرکز سے محترم استاذی امام جماعت خصوصی شفقت فرماتے رہے ہیں۔

جناب ہاشمی صاحب کی وفات پر حضرت الامام صاحب مدظلہ العالیہ نے تعزیت فرماتے ہوئے فرمایا کہ ''صدائے ہوش'' کو ہر صورت جاری رکھیں ان کی نشانی اور جماعتی وابستگی کا ذریعہ ہے رب کریم سے استدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق سے نوازے تا کہ یہ کام چلتا رہے آمین۔ثم آمین۔

تبلیغی و تنظیمی پروگرام

جنوبی و شمالی پنجاب میں پروگرام کا تسلسل کچھ اس طرح ہوتا کہ مولانا منیر احمد شاکر مولانا محمد حنیف سلفی' مولانا محمد مختار شاکر مولانا حسن محمد مولانا محمد یٰسین سلفی مولانا عبدالواحد دو دو ساتھی بنا دیئے جاتے اور کبھی دو سے زائد بھی ہو جاتے کہیں رات ہے اور کہیں دن میں پروگرام ہو جاتا۔احباب جماعت انتہائی پیار دیتے۔ماشاء اللہ

اکثر یہ پروگرام سردیوں اور گرمیوں کی تعطیلات میں کئے جاتے کیونکہ ہم دونوں محکمہ تعلیم میں ملازم تھے۔

رئیس پنجاب اور قوم اوڈ راجپوت کے سربراہ اعظم حضرت مولانا ابو سلمان محمد عبداللہ اوڈ تھے ان کی وفات پر مولانا محمد مقبول مجاہد گھڑتل والے امیر بنے قلیل مدت کے بعد بوجہ علالت مستعفی ہو گئے۔ اب امارت پنجاب کے لئے امام صاحبؒ کے شاگرد عزیز اور عظیم المرتبت شیخ الحدیث جناب مولانا محمد عبداللہ صاحب جھال خانوآنہ فیصل آباد کو مقرر کیا گیا جو کہ صاحب زادہ محمد بلال سبحانی فیصل آبادی کے والد مکرم علمی حلقوں میں آپ کا نام ہے۔

ایک دفعہ 1972ء میں غالباً واقعہ ہے گروہ مخالف کی طرح سے جماعت اہل حدیث کو اکھاڑا گیا۔جواباً اہل حدیث فیصل آباد نے گھنٹہ گھر میں جلسہ رکھا جس کی صدارت چوہدری مولوی محمد اسحاق چیمہؒ نے فرمائی تھی تمام علماء کرام علاقہ سٹیج پر تشریف فرما ہیں عوام حد نگاہ تک نظر آ رہی ہے آج کا مبلغ مناظر اسلام جناب محمد رفیق مدن پوری ہیں' مخالفوں کو للکارا اور جوابات ان کو دیئے مولانا صاحب نے فرمایا دنیا والو! سن لو میں مدن پوری بول رہا ہوں جناب مکرم حضرت چیمہ

صاحب کی صدارت ہو اور مولانا عبداللہ جھال والوں کے دلائل ہوں تو بفضل اور کوئی مسلک کا فردوس منت میرا سامنا نہ کر پائے گا۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحب مسند عثمان غنیؓ پر کام کر رہے تھے۔ اسی سلسلہ میں سعودی عرب تشریف لے گئے۔ مگر واپسی نہ ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جامع مسجد امیر معاویہ المدد پاک کالونی ٹمبر مارکیٹ میں سالانہ جلسہ ہے جس میں اساتذہ کرام قریباً سب کے سب تشریف فرما ہیں۔ مسجد کے اوپر حال میں میٹنگ ہے پنجاب کے امیر کی جگہ مولانا مذکور کی وفات سے خالی تھی۔ قاری عبدالحکم میرے شیخ الحدیث تھے۔ ہاشمی صاحب نے میرا نام سامنے رکھا تو میں نے انکار کیا بار بار انکار پر میرے اساتذہ کرام نے خصوصاً جناب قاری صاحب نے حکماً فرمایا۔ اوہ! میں نے کہا ہے۔ میں خاموش ہو گیا اس دن سے سفر میں حضر میں تبلیغی اصلاحی تنظیمی پروگرام میں اکٹھے رہے تمام جماعتی ذمہ داریاں ان پر ڈال رکھی تھیں۔ میری صرف ہاں ہوتی تھی۔

ہاشمی صاحب ایک عمیق مطالعہ کار تھے جس کا ثبوت سامعین کو ہے جو وعظ اور خطبہ جمعہ وعیدین یا ویسے ہی باہم گفتگو کر چکے ہوں خصوصاً ان کا ایک مقالہ جو کہ (جہاد اور فضیلت مجاہد) کے نام سے چھپا اور حکومت کی کرم فرمائی سے بین ہو گیا۔

اس میں آپ ﷺ کی مبشرات آشکارا کی گئیں تھیں جو عوام الناس کی نظروں سے آج بھی اوجھل ہیں۔ خاندان بنی امیہ کے چشم و چراغ کاتب وحی رسول کریم کے سالا صاحب کے صاحب زادے کا تذکرہ دارالحکومت روم کی فتح یابی پر روح فزاء کی بشارات تھیں۔ میں ان کو پرہیزی غذا کی اکثر تلقین کیا کرتا۔ مگر کوئی بھی دوا یا غذا وقت معین کو نہیں ٹال سکتی۔ خبر بھی نہیں۔ عذر بھی نہیں۔ زور اور ضعف مال اور زر یہ بھی نہیں ادل بدل ہو جائے ایسے بھی نہیں۔ سفارش وہ بھی نہیں پہرہ دار ہوں جو رکاوٹ بنے وہ بھی نہیں طبیعت دن بدن کمزور اور دھڑکن کی سب رفتاری وارننگ سے کوئی جانشین بن جائے۔ افسوس! کچھ نہ بنا کچھ نہ ہوا اور وہ چل دیئے بن بتلائے۔ اتنی جلدی تھوڑا سا وقت دیتے مگر نہیں اب پیغام ایزدی پر لبیک لبیک ہے۔

ہم سب ہم سفر ہم حضر دیکھتے دیکھتے آنکھیں نم زبان گنگ حرارت جسد بڑھ گئی ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

لاہور میں ایک چھوٹی سی مسجد قصور پورہ محمدی مسجد یہ جماعت کا مال ومتاع تھا جناب ہاشمی صاحب کو اللہ نے ہمت دی جامع معاویہ کے نام سے مسجد بنانا شروع کر دی۔ الحمدللہ بڑی عظیم المرتبت خوبصورت واسع جگہ ہے۔ ساتھ ہی ایک عالی شان سہ منزلہ عمارت بھی جماعتی ہے جس میں ہائی سکول چل رہا ہے چوہدری ریاست اللہ پرنسپل ہیں۔ ایک فری ڈسپنسری جماعتی ہے۔ ما شاء اللہ

اس کے علاوہ رچنا ٹاؤن میں مسجد عمر فاروقؓ ہے رحیم ٹاؤن میں مسجد ومدرسہ ہے جس میں طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بچوں کے خورد ونوش علاج ومعالجہ ورہائش بستر وغیرہ سب جماعت کے ذمہ ہے۔

قابل قدر محنتی اساتذہ ہیں میرے ہم نشین میرے ہم سفر مجسم جماعت تھے اور پیکر حب و وفا تھے۔ اللہ تعالیٰ میرے ساتھی کو اعلیٰ علیین عطا فرمائے۔ لواحقین کو صبر سے نوازے آمین ثم آمین۔

☆☆☆☆☆☆

جماعت اہل حدیث کے معروف قلمکار اور کئی کتابوں کے مصنف

ملک عبدالرشید عراقی صاحب لکھتے ہیں

مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ سے میرے تعلقات بہت کم رہے ہیں۔ مجھے سن یاد نہیں رہتا۔ میں نے ان کو پہلی مرتبہ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور میں دیکھا۔ برادرم ابوبکر صاحب نے تعارف کرایا۔ بڑی محبت اور خندہ پیشانی سے ملے۔ اور یہ سرسری ملاقات باہمی تعارف سے آگے نہیں بڑھی اس کے بعد جب انہوں نے ماہنامہ ''صدائے ہوش'' جاری کیا تو میرے نام اعزازی بھیجنا شروع کر دیا۔ اور اس رسالہ میں مضمون لکھنے کے لئے دعوت دی۔ چنانچہ میرے کئی ایک مضامین ''صدائے ہوش'' میں شائع ہوتے رہے۔

''صدائے ہوش'' ان کی شذرات'' کچھ اپنی زباں میں'' کے مطالعہ سے ان کی ادبی اور

حالات حاضرہ پر ان کے تبصرہ سے دل میں ان کے لئے خاص جگہ پیدا ہوگئی۔لیکن ان سے ملنے کے لئے کوئی صورت پیدا نہ ہوسکی کبھی کبھار مضامین کی اشاعت کے بارے میں مراسلت ہوگئی۔ ان سے دوسری ملاقات بھی مکتبہ قدوسیہ پر ہوئی بڑی محبت اور خندہ پیشانی سے ملے۔اور میرے مضامین کی تعریف کی اور فرمایا؛''شخصیات آپ کا پسندیدہ موضوع ہے۔بڑے دلچسپ انداز میں آپ صاحب عنوان کا تذکرہ کرتے ہیں۔خاص کر ان کی تصانیف کا ذکر بڑے عمدہ انداز میں اور کتاب کا تعارف بھی معلوماتی ہوتا ہے۔

ہم تو آپ کے لئے دعا ہی کرتے ہیں۔کہ اللہ تعالیٰ آپ کے علم اور عمر میں برکت فرمائے۔''مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ کو مرحوم لکھتے ہوئے بڑی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔لیکن جو شخص اس دنیا میں آیا ہے اس نے اپنے وقت مقررہ پر ضرور اس دنیا سے جانا ہے۔''

مرحوم مولانا ہاشمی نے اسلام اور ملت اسلامیہ کی اصلاح و فلاح کے لئے اپنی زندگی وقف کردی تھی۔جس نے زندگی کی ساری امنگوں اور حوصلوں کو ترقی کے سارے احکامات' عروج دنیاوی کے تمام توقعات کو ٹھکرادیا۔وہ اردو ادب کے مایہ ناز ادیب اور قلم کار تھے جس کا دل بھی مسلمان تھا۔دماغ بھی' روح بھی اور فکر و تخیل بھی۔

مرحوم سے راقم کی دو دفعہ ملاقات ہوئی اور یہ ملاقاتیں نصف پون گھنٹہ سے زیادہ نہیں ہوئیں۔میں نے ان ملاقاتوں میں یہ اندازہ لگایا کہ؛

''مرحوم علم و فضل کے لحاظ سے ایک جید عالم دین تھے۔ان کی معلومات کا دائرہ وسیع تھا۔تاریخ پر گہری اور تنقیدی نظر رکھتے تھے۔اخلاق و عادات کے لحاظ سے ایک کریم النفس اور شریف الطبع انسان تھے۔اپنے پہلو میں ایک دردمند دل رکھتے تھے۔کریمانہ اخلاق اور ستودہ صفات کے حامل تھے۔

مولانا ہاشمی صاحب کا تعلق جماعت غرباء اہل حدیث (پاکستان) سے تھا۔اور صوبہ پنجاب کے جنرل سیکرٹری تھے۔انہوں نے ایک دینی درسگاہ بنام''جامعہ امیر معاویہ'' بھی قائم کی ہے۔جس میں وہ تدریس بھی فرماتے تھے۔

مولانا ہاشمی کی ذات خود ایک انجمن تھی۔ تحریر و تقریر کے میدان کے کامیاب شہسوار تھے۔ ان کی شخصیت بڑی شخصیت تھی۔ ایسی ہی عظیم شخصیتوں کے بارے میں شاعر مشرق نے فرمایا تھا۔

ہزروں سال نرگس اپنے بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

☆☆☆☆☆

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور کے ڈائریکٹر جناب ابوبکر قدوسی صاحب ماہنامہ الاخوہ لاہور نومبر 2010ء کے شمارے میں لکھتے ہیں......

آپ پنجاب کی جماعت غرباء اہل حدیث کے سیکرٹری جنرل تھے۔ لاہور میں تو تنظیم آپ کی ذات کے گرد گھومتی تھی۔ آپ لاہور کی دوسری اہل حدیث تنظیموں کے بزرگان اور لیڈران سے ذاتی رابطے بھی رکھتے۔ جس کا نتیجہ تھا کہ جب بھی اہل حدیث تنظیموں کا ذکر ہوتا جماعت غرباء اہل حدیث شمار اور قطار میں رہتی۔ ماضی میں اس جماعت کے ساتھ بڑے نامور اہل حدیث بزرگ شامل رہے۔ مولانا رفیق پسروری' مولانا عبدالقادر حصاری' مولانا عبداللہ اوڈ اور کئی دوسرے بزرگ۔ لیکن آہستہ آہستہ پنجاب میں اس جماعت کا معاملہ کمزور ہوتا چلا گیا۔

ان نامساعد حالات میں مولانا ادریس ہاشمی کی ہمت اور حوصلہ تھا کہ آخر دم تک پنجاب میں جماعت غرباء کا جھنڈا سربلند رکھا اور گا ہے گا ہے اس کے وجود کی آواز لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ نہ اس بات کی پروا کہ ستائش ملے نہ صلے کی تمنا بس اپنی دھن میں مگن اور اپنی ہی لگن جب تک راوی روڈ رہے مستقل سالانہ جلسہ کرتے رہے۔ جس میں کبھی کبھی جماعت غرباء کے حضرت الامام عبدالرحمٰن سلفی حفظہ اللہ تعالیٰ بھی شریک ہوتے تھے۔ وہیں پر مجھے بھی ان کے چند دروس سننے کا موقع ملا پھر ایک دفعہ کراچی گیا تو ملاقات کے لئے حاضر ہوا نہایت شفقت سے پیش آئے جس کا خوش گوار تاثر آج تک دل پر نقش ہے۔ جامعہ مسجد معاویہؓ میں ہر سال جلسے کا انعقاد کیا جاتا۔ ہم جماعت غرباء کے کبھی رکن نہ رہے۔ لیکن وہ ہمارے استاد تھے اس لئے ایک فرض

سمجھ کے ہم بھی جاتے حاضری عموماً کم ہوتی تھی گنے چنے لوگ ہوتے لیکن میں حیران ہوں کہ میں نے کبھی اس چیز کا اثر ان کے چہرے پر نہیں دیکھا۔ان کو اپنی بات کرنا تھی اپنا پیغام دینا تھا۔ یہ وہ اپنا فرض جانتے تھے۔نتیجہ اور اثرات کیا ہیں یہ اس رب کی مرضی۔

ان کی شفقت میرے لئے شامل حال ہوئی جب میں شعور کی انتہائی ابتدائی منزل پر تھا۔ میں ابھی زیر تعلیم تھا کہ میرے والد کا حادثہ ہوگیا۔تیس برس بیت چلے تھے وہ مسلسل مکتبہ قدوسیہ تشریف لاتے رہے" میرے شہزادے دا کی حال اے" ان کی آواز آج بھی میرے ارد گرد اپنا وجود رکھتی ہے۔آج شفقت اور محبت کا یہ دروازہ بند ہوگیا ہے۔انہوں نے ہمیں بہت محبت دی۔ہم چاروں بھائی ان کے شاگرد تھے عمر فاروق سے الگ تعلق تھا۔عثمان سے زیادہ محبت رکھتے۔آج جب وہ نہیں ایسے لگتا ہے ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا سا آیا اور چلا گیا۔

مٹی قبر تیری دی لے کے
اکھیں سرمہ پاواں

☆☆☆☆☆
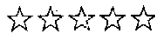
صحیفہ اہل حدیث کراچی کے ایڈیٹر جناب مولانا عبدالعظیم حسن زئی اپنے ادارتی کالم میں لکھتے ہیں۔

دریا جب سمندر میں گرتا ہے تو اس میں لامحدود وسعت آجاتی ہے۔اسی طرح صاحب کردار و عمل لوگوں کا کام بھی ان کے مرنے کے بعد دنیا میں وسیع تر ہوتا جاتا ہے ایسے باکردار و باعمل افراد میں مولانا محمد ادریس ہاشمی مرحوم بھی شامل تھے ان کی پوری زندگی جہد مسلسل کی تصویر تھی۔ایک نظریہ کو اپنانا اور پھر اس پر پہاڑ جیسی استقامت کے ساتھ قائم رہنا ہر قسم کے حالات اور مشکلات میں اس نظریہ پر کار بند رہنا۔عزم واستقلال اور محنت واستقامت کی زندہ تصویر تھے مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ۔ جماعت غرباء اہل حدیث کے ساتھ نظریاتی وابستگی اور پھر زندگی بھر اس نظریہ کی' اس جماعت کی حمایت اور جماعتی نظریہ کا پرچار ان کی زندگی کا جزلاینفک تھا۔مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ مسلک اہل حدیث اور جماعت غرباء کے جرات منداور بے باک ترجمان علمی

وتبلیغی جدوجہد میں پوری زندگی بسر کی۔تحریر وتقریر پراور تدریس پر میدان میں کامیابی حاصل کی۔ لاہور رچنا ٹاؤن کے مقام پر بہت بڑے تعلیمی ادارے کا قیام۔ایک دینی جریدے ''صدائے ہوش'' کا اجراء اوراس کو تسلسل کے ساتھ شائع کرنا یہ مرحوم کے بہت بڑے علمی کارنامے ہیں۔ اہل حدیث کو متحد کرنے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔اور ہراس کوشش میں پیش پیش رہے۔جو اہل حدیث کو متحد کرنے کے لئے کہیں بھی اور کسی طرف سے بھی کی گئی۔اگرچہ ان کی واضح وابستگی اور تعلق جماعت غرباء اہل حدیث سے تھا مگر دیگر تمام اہل حدیث تنظیموں اور جماعتوں میں بھی قدر وعزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے ہر جگہ ان کا احترام کیا جاتا تھا۔

قرآن وحدیث کے علوم اور ملکی حالات وسیاست پر مکمل معلومات اور عبور کے ساتھ ساتھ اسلام کی تاریخ خاص کر بنوامیہ اور بنوعباس کی تاریخ پر گہری نظر تھی۔ بے شمار خوبیوں اور گونا گوں صفات کے حامل مولانا محمد ادریس ہاشمی 25 مئی 2010ء بعد نماز مغرب 67 سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆☆☆☆☆

مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ ایک با اخلاق لیڈر

ہفت روزہ حدیبیہ کراچی کے مدیر اعلیٰ جناب سید عامر نجیب صاحب اپنے اخبار میں لکھتے ہیں

مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمتہ اللہ علیہ سے میرا ایک خاص دلی لگاؤ بھی تھا۔کیونکہ وہ مزاجاً انتہائی سادہ وضعدار' منکسر المزاج' با اخلاق اور دین کا کام کرنے والے نوجوانوں کے لئے شفیق اور مہربان ہوا کرتے تھے۔ظاہر ہے اس قسم کے شخصی اوصاف دوسروں کے دلوں میں محبت پیدا کر گئے ہیں۔مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ کے کردار میں اسلاف کی جھلک نظر آتی تھی۔ ہر چھوٹے بڑے سے انتہائی شفقت اور توجہ کے ساتھ ملتے تھے توجہ دینا ہی دوسروں کے احترام کی سب سے بڑی علامت ہوتی ہے۔عام طور پر علماء اور جماعتی رہنما ان ملنے جلنے والوں سے بے توجہی اور سرد مہری والا رویہ رکھتے ہیں۔اوراس معاملے میں اپنے آپ کو معذور سمجھتے ہیں۔کیونکہ ان کے خیال میں

ان کا حلقہ اثر اور تعارف اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ وہ ہر ایک سے پوری توجہ کے ساتھ نہیں مل سکتے۔ حالانکہ یہی طبقہ عامۃ الناس کے لئے ماڈل ہوتا ہے۔ آج اہل توحید میں جو اخلاقی بحران پایا جا رہا ہے اس میں بہت زیادہ دخل اس بات کا ہے کہ اخلاق کے اچھے عملی نمونے اور اچھی مثالیں عوام کے سامنے نہیں ہیں ملنے جلنے میں محبت' گرمجوشی اور مسکراہٹوں کے تبادلے کا فقدان ہے۔ میرے مشاہدے کے مطابق مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ اس قسم کی کمزوریوں سے پاک تھے ان کی سادگی کی وجہ سے ہر ایک ان سے بے تکلفی کے ساتھ بات کر سکتا تھا۔ جوانوں میں جوانوں کی طرح گھل مل جاتے۔ تصنع اور بناوٹ سے دور تھے اندر سے جیسے تھے باہر سے بھی ویسے ہی نظر آتے۔

مولانا محمد ادریس ہاشمی کا تعلق علماء اور جماعتی رہنماؤں کے اس طبقے سے تھا جو دینی علم میں رسوخ رکھنے کے ساتھ ساتھ زبانی بصیرت اور تحریکی جذبہ بھی رکھتے تھے۔ جماعت غرباء اہلحدیث پاکستان سے ان کی وابستگی ان کے والد اور دادا کے زمانے کی تھی اس قدر مضبوط اور غیر متزلزل کہ جسکی مثال دی جاسکتی تھی۔

☆☆☆☆☆

ماہ نامہ تفہیم الاسلام احمد پور شرقیہ کے مدیر برادرم حمید اللہ خان عزیز شمارہ نمبر 57 میں مولانا ہاشمی صاحب سے متعلق لکھتے ہیں۔۔۔۔26 مئی 2010ء کی صبح وطن عزیز کے طول وعرض میں یہ دل خراش خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیلی اور انتہائی افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ جماعت اہل حدیث کے وسیع تر اتحاد کے علم بردار' ماہنامہ ''صدائے ہوش'' کے بانی و چیف ایڈیٹر' جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد ادریس ہاشمی بہ قضائے الٰہی دنیائے فانی چھوڑ گئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

مولانا ہاشمی جماعت غرباء اہل حدیث کے نہایت ذہین' جرات منداور دوٹوک لہجے میں جماعتی و تنظیمی' سیاسی اور ملی معاملات کی تہہ میں اترنے والے قائد تھے۔ اہل حدیث کے نظریے اور عقیدے کے تحفظ کے لئے انہوں نے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔ اپنے مشن کی تکمیل کے لئے

لاہور شہر سے ماہنامہ صدائے ہوش نکالنا شروع کیا۔ رسالے کے ذریعے اسلامی صحافت کے فن کی اعلیٰ تربیت بھی دی اور نوآموز صحافیوں کو رموز صحافت سے بھی آشنا کیا۔ میں گذشتہ دس برسوں سے ''صدائے ہوش'' کے اداریے' شذرات' مضامین' تجزیات اور جماعتی خبروں کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ آپ کے اداریوں میں متنوع موضوعات ہیں اور لکھنے کا اسلوب تحریر بھی اپنے اندر جدت کی تازگی لئے ہوئے ہوتا۔ مولانا ہاشمی اپنے عہد کے ایک نامور عالم دین تھے اورانہوں نے عالم اسلام کے اتحاد و اتفاق کے موضوع پر طبع آزمائی فرمائی اور جماعت اہلحدیث کے وسیع تر اتحاد کے لئے جماعتی نظم کے ہر رنگ کو اپنے موضوعات میں بیان کرنے کی کوشش کی۔ اتحاد کی خواہش ہر اہلحدیث کی دلی آرزو ہے۔ اور جب تک ہم زندہ ہیں یہ آرزو ختم نہ ہوگی۔

انہوں نے ''صدائے ہوش کے توسط سے عالمی حالات و واقعات اور عام لوگوں کے روزمرہ کے مسائل کی طرف بھی حاکم وقت کا دھیان کرایا۔ صدائے ہوش کے فائل اٹھالیں اور ان کا بنظر غائر مطالعہ کریں تو اندازہ ہوگا کہ مولانا مرحوم کی صحافتی اور علمی زندگی خوشامدی صحافت کی ذیل میں نہیں آتی بلکہ ان کے نقطہ نظر میں معاشرے' زمانے کی سیاست اور انفرادیت پسند احباب جماعت کو اجتماعی دھارے میں لانے کی بھرپور کوشش جیسے اہم ترین ایشوز کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ پاکستان سے محبت اور وفا کی جھلکیاں ''صدائے ہوش'' کے اداریوں میں ہر جگہ نظر آتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اردو دان طبقے میں یہ رسالہ بڑا مقبول ہوا۔ ہاشمی صاحب کی جماعت غرباء اہل حدیث میں طویل رفاقت تھی۔ دینی تحریکات میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ خود ان کا مزاج بھی تحریکی تھا۔ آخر دم تک دینی' سیاسی و جماعتی معاملات میں کسی نہ کسی حوالے سے پیش رفت کرتے رہے۔

انٹرویوز

مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ انٹرویو اپریل 1997ء میں کراچی سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''صراط مستقیم'' میں اشاعت پذیر ہوا تھا۔ اور یہ گفتگو رسالہ کے مدیر مولانا عامر نجیب صاحب نے کی تھی۔ اس انٹرویو کی تاریخی اہمیت کے پیش نظر اسے کتاب میں شامل کیا جارہا ہے ملاحظہ فرمایئے

سوال: سب سے پہلے اپنے حالات زندگی پر ایک نظر ڈالئے؟

جواب: میرے والد صاحب کا نام شریف حسین ہاشمی تھا۔ ہندوستان کا ضلع کرنال تحصیل تھانیسر پت اور جھانسہ ہمارا گاؤں ہے۔ 1944ء کی پیدائش ہے۔ قیام پاکستان کے بعد نارووال ضلع سیالکوٹ میں مقیم ہوئے وہاں سے میں نے میٹرک کیا اس کے بعد یہاں لاہور آ گیا۔ دینی تعلیم مدرسہ ''تقویۃ الاسلام'' میں حاصل کی۔ جماعت غرباء اہل حدیث سے تعلق بہت پرانا ہے ہماری چوتھی پشت جماعت غرباء اہل حدیث سے وابستہ ہے سب سے پہلے ہمارے دادا' جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ والد صاحب بھی بیعت شدہ تھے۔ میں بھی جماعت کا خادم ہوں اور میری اولاد بھی۔ میٹرک کے بعد میں ٹیکنیکل ایجوکیشن پسرور سے حاصل کی تھی لاہور میں بسلسلہ ملازمت آیا تھا بعد ازاں میں نے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور اب میں ڈبل ایم اے اور بی ایڈ ہوں۔

سوال: کون سے مضامین میں ایم اے کیا؟

جواب: اسلامیات اور اردو ان دو مضامین میں ایم اے کیا۔

سوال: جماعتی حوالے سے زندگی کس طرح گزری؟

جواب: مجھ پر پہلی مرتبہ جماعتی ذمہ داری ستمبر 1966ء میں ڈالی گئی۔ جب حضرت الامام عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد لاہور کی جماعت کا سیکرٹری بنا اور الحمد للہ اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا یہی وجہ ہے کہ آج میں پورے پنجاب میں جماعت کا سیکرٹری ہوں۔ پہلے محمدی مسجد

راوی روڈ کی بنیاد رکھی اور اسے تعمیر کیا اس کے علاوہ پنجاب میں جماعت کا ایک مرکز بنانے کی ضرورت کا احساس ہوا اس کے لئے مسجد امیر معاویہؓ کی بنیاد 1979ء میں رکھی اس کی ابتداء چار مرلے سے ہوئی اور اب الحمدللہ ایک کنال چھ مرلے میں جگہ ہے دو منزلہ مسجد بن رہی ہے۔ اس کے ساتھ دارالحدیث کی بلڈنگ بھی مکمل ہے۔

سوال؛ جماعت غرباء اہل حدیث کے ایک ذمہ دار آدمی ہیں۔ یہ بتائیے کہ جماعت غرباء اہل حدیث کی ابتداء کس طرح ہوئی اس کی تشکیل کے محرکات کیا تھے؟

جواب؛ جب سید اسماعیل شہیدؒ نے کھلم کھلا ترک تقلید کا اعلان کیا تو جو لوگ متفق ہوتے رہے وہ اتباع سنت کی طرف آتے گئے اور اہل حدیث کے نام سے معروف ہوئے اس وقت ان کی تنظیم نہیں تھی چنانچہ امام عبدالوہابؒ نے اس مسئلے کی طرف توجہ دلائی کہ شریعت کی رو سے بغیر امیر کے زندگی گزارنے کی ممانعت ہے لہٰذا ہمیں ایک نظم قائم کرنا چاہئے۔ اس بنیاد پر بہت سے لوگ ان کے ہم خیال ہوئے اور ہر ایک نے شرعی امارت کی ضرورت کو محسوس کیا یوں ایک نظم قائم ہوا جسے جماعت غرباء اہل حدیث کا نام دیا گیا۔ شرعی نظام اور شرعی امارت ہی کی برکت ہے کہ جماعت غرباء اہل حدیث ابھی تک قائم ودائم ہے اور اس میں دیگر جماعتوں کی طرح دھڑے بندی نہیں ہوئی۔ ہمیں تسلیم ہے کہ ہمارے اندر بھی خامیاں اور کمزوریاں ہوں گی۔ لیکن ہمارا مشن بالکل درست ہے ہمارا نظام عین شرعی ہے۔

سوال؛ آپ طویل عرصے سے جماعتی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جماعت میں موجود انتشار وافتراق سے متعلق آپ کا کیا تجزیہ ہے اس کے عوامل کیا ہیں اور اس کا حل کس طرح ممکن ہے؟

جواب؛ قیام پاکستان سے قبل ایک آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس تھی پاکستان بننے کے بعد اسی میں سے مرکزی جمعیت اہل حدیث نکلی اور آگے چل کر ساری تنظیمیں مرکزی جمعیت سے نکلیں۔ انتشار افتراق کا سبب شرعی امارت سے فرار ہے اتحاد کی صورت یہی ہے کہ جماعت شرعی نظام کے تحت ایک امیر پر متفق ہو۔ ہماری دعا ہے کہ جو لوگ شرعی نظام سے متعلق شک وشبے میں پڑے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں شرح صدر کردے۔ اور سب کے سب شرعی نظام پر متفق ہوجائیں۔

سوال: فی الحال اس انتشار کا کوئی قابل عمل حل؟

جواب: اگرچہ نا امید نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن میں نے جو بڑی چھوٹی عمر سے جماعتی زندگی کو دیکھا ہے اتحاد اور اتفاق کی کوششوں کا بھی بڑے قریب سے مشاہدہ کیا ہے۔ اس لئے میں تو تقریباً مایوس ہوں۔ جب بھی کوئی جماعت ٹکڑوں میں تقسیم ہوتی ہے تو ہر دو قسم کے لوگ قیادت میں آجاتے ہیں اور وہ ارادتاً جماعت کا اتحاد نہیں ہونے دیتے کیونکہ اگر اتحاد ہوگا تو اس کے نتیجے میں وہ پس منظر میں چلے جائیں گے۔ اس کے لئے کوئی تیار نہیں ہوتا۔ میں آپ کو ایک اپنے مشاہدات بتاؤں، انتہائی تلخ مشاہدات۔ اتحاد کے حوالے سے کوئی میٹنگ ہونا تھی علماء حضرات جنہوں نے اس اجلاس میں جانا ہے مسجد میں بیٹھ کر یہ فیصلہ کر کے جاتے ہیں کہ ہم نے کسی بات کو کنارے نہیں لگنے دینا۔ جا اتحاد کے اجلاس میں رہے ہیں۔ اور طے انتشار کی باتیں ہو رہی ہیں۔ میرے خیال میں اصل مسئلہ خلوص اور للّٰہیت کا فقدان ہے۔ اسی وجہ سے انتشار بڑھتا جا رہا ہے۔ پرانے بزرگوں میں بھی اختلاف تھا اس کے باوجود ایک دوسرے کے احترام میں فرق نہیں آنے دیتے تھے۔ اب تو صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کے چہرے دیکھنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اتنے تنگ نظر ہوگئے ہیں۔ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ جو ہمارے دھڑے میں نہیں ہے وہ اہل حدیث ہی نہیں ہے۔

سوال: یہ بتائیے کہ جماعت غرباء اہل حدیث کا کیا مشن ہے کہ وہ کن مقاصد کے لئے سرگرم ہے؟

جواب: جماعت غرباء اہل حدیث کا مشن اور مقاصد بہت اعلیٰ وارفع ہیں یہ ایک مسئلہ ہے کہ ہم اپنے مشن کے ساتھ انصاف نہیں کر رہے جو بات حقیقت ہے اسے تسلیم کیا جانا چاہیے۔ بنیادی طور پر ہمارا نصب العین یہ تھا کہ ایک ایسی جماعت قائم کی جائے جو منہج نبوی پر عمل کرے اور خلافت علی منہاج النبوۃ کا احیاء کرے یہ ہمارا بنیادی مقصد تھا جو ہم نے متعین کیا تھا۔ یہ مقصد ہرگز نہیں تھا کہ امارت کے نام پر ایک گدی بنالیں اور اپنی روٹیاں سیدھی کریں۔ مقصد یہی تھا کہ ہم خلافتِ علی منہاج النبوۃ کا احیاء کریں۔

سوال: کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جماعت غرباء اہل حدیث اپنے مشن سے ہٹ چکی ہے؟

جواب: نہیں...... جماعت اپنے مقصد سے ہٹ نہیں چکی البتہ رفتار میں کمی آ گئی ہے۔ کمزوری آ گئی ہے۔ لیکن بات اصل یہ ہے کہ ایک نظم کو درہم برہم کرنے کے بجائے ہمارا دین جماعت کے وجود کو قائم رکھنے کو زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ نبیؐ نے فرمایا کہ اے صحابہؓ تمہارا کیا حال ہو گا جب ایسے لوگ تمہارے پر مسلط ہوں گے تمہارے بڑوں کی عزت و توقیر نہ کریں گے اور چھوٹوں سے شفقت نہ کریں گے اور وہ نماز کو اس کے غیر وقت پر ادا کریں گے۔ گویا وہ انسانی وجودوں میں شیطان ہوں گے تو صحابی نے عرض کیا میں اس کی گردن ماردوں آپؐ نے فرمایا: نہیں ان کی بات سنو اور ان کی تابعداری کرو جب تک وہ نماز قائم کریں' یعنی ان ساری چیزوں کو برداشت کرنا ہے۔ لیکن نظم نہیں توڑنا جماعت میں فتنہ نہ ڈالنا۔ ہمارے ہاں اگرچہ قیادت تیز رفتار نہیں ہے۔ لیکن نہ تو ہم جماعت سے نکلنے کا سوچتے ہیں نہ بغاوت کا۔ جماعت میں رہ کر جو تجزیہ اور تنقید ہوتی ہے وہ اپنی جگہ پر ہوتی ہے باقی ''پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ'' والا معاملہ ہے کیا معلوم اللہ تعالیٰ جماعت کو اس قسم کے فعال اور حالات حاضرہ کو سمجھنے والی قیادت دے دے۔ اور جماعت آگے بڑھ جائے۔

سوال: جماعت غرباء اہل حدیث کے حوالے سے عام طور پر یہ تاثر بھی پایا جاتا ہے کہ یہ امارت ایک خاندانی گدی ہے جو باپ سے بیٹے کو منتقل ہو جاتی ہے اسی طرح یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ اس میں اقرباء پروری ہے۔ جیسا کہ گذشتہ دنوں ''صدائے ہوش'' میں ایک خط بھی شائع ہوا تھا؟ آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

جواب: اصل میں لوگوں کو اصل صورت حال کا علم نہیں ہے۔ تمام معترضین میری یہ بات نوٹ کر لیں کہ کبھی بھی مرحوم امام نے اس دنیا سے جاتے وقت اپنے کسی بیٹے یا بھائی کے لئے یہ وصیت نہیں کی کہ میرے بعد اسے امیر بنانا اگرچہ وہ ایسا کر جاتے تو بھی ان کی یہ بات جائز اور روا تھی۔ ہم اسے جائز سمجھتے ہیں کہ جس طرح امیر اپنی زندگی میں کوئی فیصلہ کرتا ہے تو اس کی امانت' دیانت پر اعتماد کیا جاتا ہے اسی طرح اگر وہ قوم کی بہتری کے لئے اپنے جانشین سے متعلق کوئی فیصلہ کر جائے تو اس کی امانت' دیانت پر بھروسہ کیا جاتا ہے یہ معاملہ آخر تک چلا تر کان عثمانی کی

آخری خلافت تک یہ معاملہ چلا ہے لیکن اس کے جائز اور جواز ہونے کے باوجود بھی ہمارے کسی امیر نے ایسا نہیں کیا۔ امام عبدالغفار رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر پر میں کراچی پہنچ گیا تھا' پنجاب کے اور بھی ساتھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ انتخاب امارت کے مسئلے پر جماعت کی جو میٹنگز ہوئیں میں ان سب میں شریک تھا اس مسئلے کے لئے متعدد اجلاس کرنے پڑے وہاں امیر بننے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا ہر ایک کی یہ کوشش تھی کہ وہ اس ذمہ داری سے بچ جائے اس ذمہ داری کے لئے محترم چاچا عبدالقہار کا نام آیا مولانا عبدالجلیل صاحب مرحوم قاری عبدالحکم صاحب مولوی یونس دہلوی صاحب مولانا سلیمان جونا گڑھی صاحب کے باری باری نام آئے ہم سب نے ان بزرگوں سے کہا لیکن کوئی امارت کا بار اٹھانے کے لئے تیار نہ ہوا تین دن گزر گئے مسئلہ حل نہیں ہو رہا تھا۔ اس کے بعد ہم پنجاب کے ساتھیوں نے ایک سروے کیا اور ہر ایک کی رائے معلوم کی عام طور پر امام عبدالرحمٰن سلفی صاحب کے بارے میں لوگوں کی بہت اچھی رائے پائی گئی۔ عصر کا وقت ہونے والا تھا کوئی امارت لینے کے لئے تیار نہ تھا۔ چنانچہ ہم پنجاب کے ساتھیوں نے فیصلہ کیا اور ہم سب ایک ساتھ اٹھے اور ہم نے امام عبدالرحمٰن سلفی صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ انہوں نے ہماری بیعت قبول نہ کر لی۔ ذمہ داری کے احساس سے امام صاحب اس وقت رونے لگے۔ جنہیں اصلی حالات کا علم نہیں وہ اس طرح کے الزامات لگاتے ہیں۔ حالانکہ عبدالرحمٰن سلفی صاحب کی تقرری میں کراچی والوں سے زیادہ پنجاب والوں کا ہاتھ ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جماعت میں اقرباء پروری ہوتی ہے تو میں سمجھتا ہوں اس میں حقیقت نہیں ہے۔ محض غلط فہمی ہے ہوتا یہ ہے کہ ہر سائل اپنے آپ کو سب سے زیادہ مستحق اور ضرورت مند سمجھتا ہے حالانکہ امیر کے سامنے سارے حالات ہوتے ہیں۔ وہ زیادہ بہتر سمجھتا ہے کہ کون زیادہ مستحق ہے۔ اب اگر امیر خلوص نیت کے ساتھ اس بندے کو زیادہ مستحق سمجھتا ہے جو اس کا رشتہ دار بھی ہو تو اسے اقرباء پروری سمجھ لیا جاتا ہے۔ ''صدائے ہوش'' میں چھپنے والے جس خط کا آپ نے تذکرہ کیا وہ صاحب ہومیو پیتھک کالج کے طالب علم ہیں انہیں پچھلے سال بھی ہم نے بیت المال سے چھ ہزار روپے امداد کرائی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ وہ جماعت

کے کارکن بھی ہیں گھر میں تنہا اہل حدیث ہیں۔لیکن جماعت اپنے محدود وسائل میں رہ کر ہی امداد کر سکتی ہے۔اس سے بہت زیادہ توقع باندھ لینا جیسا کہ موصوف نے پچاس ہزار روپے قرض حسنہ کا مطالبہ کیا درست نہیں ہے۔جماعت کس کس کو اتنی رقم دے سکتی ہے۔صورت حال کچھ ایسی ہوتی ہے کہ مرکز کو دینے والے بہت کم ہوتے ہیں اور مرکز سے لینے والے بہت زیادہ پھر لوگوں کو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ مرکز نے میری امداد نہیں کی یا مجھ پر کوئی خاص توجہ نہیں دی مرکز کی مجبوریوں کا احساس نہیں کرتے۔

سوال؛ آپ کی جماعت ایک صدی پرانی جماعت ہے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ نے جماعت کو جدید دور سے ہم آہنگ کر لیا یا اب بھی روایتی انداز میں ہی کام چل رہا ہے؟

جواب؛ زمانہ بدلنے کے ساتھ ساتھ کچھ تہذیب اور کچھ روایات میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم شروع سے ہی سیاست کے معاملات سے دور رہے ہیں۔اور اپنے کو ایک حد میں پابند کر لیا ہے۔پاکستان بننے کے بعد البتہ کچھ بہتری ہوئی ہے۔اصل میں کچھ نوجوان ہیں جو زیادہ تیز رفتاری سے۔آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔وہ جدید سائنسی دور میں پیدا ہوئے جو تیز رفتار دور ہے۔وہ زمانے کی رفتار کے ساتھ آگے بڑھنا چاہتے ہیں جبکہ جو ہمارے بزرگ ہیں وہ اپنی روایات پر قائم ہیں۔

سوال؛ آپ کا مطلب ہے جماعت میں نسلی بُعد (Genration Gaps) پیدا ہو گیا ہے؟

جواب؛ ہاں کچھ ایسی ہی صورت حال ہے۔

سوال؛ آپ نے کہا کہ جماعت غرباء اہل حدیث کا مقصد خلافت علی منہاج النبوۃ ہے۔اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے زندگی کے ہر شعبے میں ایک متوازن جدوجہد کی ضرورت ہے۔محض چند مساجد و مدارس کے قیام اور ان کی دیکھ بھال سے تو یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا اس کے لئے معاشی، معاشرتی و سیاسی اور تعلیمی انقلابی پروگرام تیار کرنا ہوں گے۔عصر حاضر کے تقاضوں کا استعمال ہوگا جزوی کام کرنے والی کوئی جماعت تو یہ مقاصد حاصل نہیں کر سکتی۔آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

جواب: جیسا کہ میں نے کہا کہ بھئی ہم پرانے لوگ اسی انداز سے کام کر رہے ہیں۔ نئی نسل تیز رفتاری سے آگے بڑھنا چاہتی ہے۔ جبکہ بزرگوں کو خدشہ یہ ہوتا ہے کہ اگر ان نوجوانوں کو تیز رفتاری سے آگے بڑھایا گیا تو کہیں ایکسیڈنٹ نہ ہو جائے جبکہ نوجوان سمجھتے ہیں کہ بزرگ انہیں کام نہیں کرنے دے رہے۔ کچھ لوگ جو دائیں بائیں ہو رہے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہی ہے پرانی اور نئی نسل میں مطابقت پیدا نہیں ہو پا رہی ہے۔ ہماری بھی یہی خواہش ہے کہ زیادہ تیزی سے آگے بڑھا جائے مشن تو بہت عظیم ہے۔ لیکن اس کو حاصل کرنے کے لئے جو صراط مستقیم میں ایک لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ''سائنٹیفک'' اس معاملے میں گفت وشنید ہوتی ہے۔ ہمارے مشورے ہی ہوتے ہیں۔ لیکن کوئی بندہ پوری طرح فالو کرنے والا مل جائے تو بہتری پیدا ہو سکتی ہے۔

مشن کی تکمیل میں بعض دیگر رکاوٹیں بھی ہیں۔ ہمارا بڑا وقت تو اپنوں ہی کو سمجھنے سمجھانے میں لگ گیا۔ وہ مسئلہ امارت کو تسلیم ہی نہیں کرتے تھے۔ اب ایک طرف امام عبدالوہابؒ کے لئے لوگوں کو اہل حدیث بنانا وعظ ونصیحت کرنا پھر اس مسئلے پر اپنے لوگوں سے بحث تمحیص بھی کرنی اس کے بعد جب دیگر علماء کو بھی یہ مسئلہ سمجھ آ گیا اور ان کا شرح صدر ہو گیا۔ تو ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ پہلے سے جو نظام امارت قائم ہے وہ اس میں شامل ہو جاتے لیکن انہوں نے پنجاب میں ایک نئی جماعت بنالی اور امارت قائم کر دی۔ گویا وہ جماعت کی تقویت کے بجائے جماعت کی کمزوری کا سبب بنے اب اس کے بعد جب پاکستان بنا تو پھر بھی ہماری توانائی اس مسئلے پر صرف ہوئی۔ غالباً 1960ء کے لگ بھگ کی بات ہے کہ جید علماء کا ایک اجتماع منعقد ہوا تھا۔ اس میں امام عبدالستارؒ مولانا داؤد غزنویؒ مولانا اسماعیل سلفی۔ حافظ عبداللہ روپڑیؒ اور حافظ محمد گوندلوی جیسی عظیم علمی شخصیات شریک تھیں اب تو ادھورے رہ گئے ہیں۔ کامل تو سب چلے گئے جو علم کے سمندر تھے۔ اس اجلاس میں علماء کا مسئلہ امارت پر اتفاق ہو گیا۔ سب نے کہا کہ صدارت کا نظام غیر شرعی ہے۔ امارت کا نظام ہونا چاہئے اس وقت مولانا عبدالستارؒ نے یہ بات فرمائی کہ ''یہاں سارے کے سارے علماء موجود ہیں۔ آپ سب نے اس مسئلے پر اتفاق کر لیا ہے کہ امارت کا نظام ہی اسلام کا نظام ہے اس لئے میں آج امارت سے مستعفی ہوتا ہوں۔ آپ کسی کو بھی امیر منتخب کر لیں

خواہ مولانا عبداللہ روپڑیؒ کو بنالیں۔ مولانا داؤد غزنوی کو یا مولانا اسماعیل سلفیؒ کو۔ جمعیت اہل حدیث کے جو علماء تھے انہوں نے کہا کہ ہماری مجلس شوریٰ فیصلہ کرے گی۔ اس وقت اگر مجلس شوریٰ پر بات نہ ڈالتے اور وہیں انتخابات امارت ہو جاتا تو ساری جماعت متحد ہو جاتی دوسرے دن مرکزی جمعیت اہل حدیث نے اپنا اجلاس کر کے آئین میں ترمیم کر دی کہ آئندہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے صدر یا سربراہ کو امیر کہا جائے گا۔ صرف نام تبدیل کیا باقی جو نظام پہلے قائم تھا وہ بعد میں بھی قائم رہا۔

اس کے بعد مولانا عبداللہ بہاولپوریؒ نے امارت کے مسئلے کو اٹھایا حالانکہ جن لوگوں کا اس مسئلے میں شرح صدر ہو رہا تھا۔ انہیں جماعت غرباء اہل حدیث میں آنا چاہئے۔ یعنی جن لوگوں نے ہمیں تقویت دینی تھی، جن بازوؤں پر ہم نے آگے بلندی کی جانب جانا تھا وہ تو ہمارے راستے کی رکاوٹ بن گئے ہمارے پاس جتنے مہیا اسباب و وسائل تھے۔ حسب استطاعت ہم کام کرتے چلے گئے اللہ تعالیٰ نے ہم سے اتنا ہی پوچھنا ہے جتنی کہ ہماری طاقت ہے۔

سوال: عام طور پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شرعی امارت تو وہ ہوتی ہے جو ملک میں شرعی نظام کا نفاذ کرے اور قرآن وحدیث میں جس امیر کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ بھی وہی امیر ہے جو کسی ملک کا سربراہ بھی ہو؟

جواب؛ اپنے قیام کے روز اول سے جماعت غرباء اہل حدیث کو اسی سوال کا سامنا ہے کہتے ہیں کہ پہلے آپ کے پاس اقتدار ہو پھر شرعی امارت قائم ہو گی حالانکہ قرآن وحدیث میں کہیں بھی ملکی اقتدار کو شرعی امارت کے لئے بطور شرط بیان نہیں کیا گیا۔ ایسا افضلی کے طور پر ضرور ہو سکتا ہے لیکن سوچنے والی بات ہے کہ اگر ایک مقام پر ایسا نہیں ہو سکتا امیر کو اقتدار حاصل نہیں ہے۔ تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں مسلمان بغیر امیر کے زندگی گزارتے رہیں۔

اللہ کے نبی ﷺ کا واضح فرمان ہے کہ اگر تین بندے بھی سفر کریں تو اپنے میں سے کسی ایک کو امیر بنالیں۔ ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ سفر ایک عارضی رفاقت ہے ان کے لئے ایک نظم بنا کے ایک امیر بنا کر چلنا لازم ہے تو حضر میں تو بطریق اولیٰ یہ لازم ہو گا۔

سوال؛ شرعی امارت کے خدوخال کیا ہیں؟۔

جواب؛ میں سمجھتا ہوں اسلام دنیا کا سب سے بڑا جمہوری مذہب ہے۔ یہ بندے کو شرعی حدود میں رہ کر خدا خوفی کے ساتھ اظہار رائے کی آزادی دیتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ "امرہم شوریٰ بینہم" اسلام جو ہے مشاورت کی ترغیب دیتا ہے۔ البتہ اس معاملے میں اسلام کا امیر کثرت یا قلت رائے کا پابند نہیں اسلام میں امیر کی امانت پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ امیر مشورہ لینے کا پابند ضرور ہے۔ مشورہ ماننے کا پابند ہرگز نہیں۔ وہ مجلس شوریٰ میں مشاورت کرتا ہے ان میں سے جو مختلف آراء ہوتی ہیں۔ ان آراء میں سے امیر جسے بہتر، مفید اور قرآن وسنت کے مطابق پاتا ہے اسے قبول کر لیتا ہے چاہے وہ اقلیت کی رائے ہو یا کثرت کی رائے ہو یا مجلس شوریٰ کے کسی ایک رکن کی ہی رائے کیوں نہ ہو۔ یہ بھی اس اختیار میں ہے کہ وہ سب کی آراء کو ایک طرف رکھ دے اور اپنا فیصلہ صادر کر دے۔ پھر جو فیصلہ ہو جاتا ہے تو اسلام میں اس چیز کی گنجائش نہیں ہے کہ جس کی رائے کے مطابق فیصلہ نہ ہو وہ ناراض ہو کر بیٹھ جائے کہ لو جی! امیر نے میری بات نہیں مانی۔ جو فیصلہ ہو گیا اس کے مطابق جب ہم چل پڑیں گے تو اگر اس فیصلے میں کچھ مضر اثرات ہوں گے تب بھی اللہ تعالیٰ سے توقع ہے کہ وہ اس فیصلے کے مضر اثرات سے جماعت کو محفوظ رکھے گا کیونکہ فیصلہ خلوص نیت سے کیا گیا۔ لیکن انسان ہونے کے ناطے اس میں غلطی ہونے کا امکان بہرحال موجود ہے۔ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے اس لئے جماعت کو اللہ تعالیٰ کسی بھی غلط فیصلے کے مضر اثرات سے بچا لیتا ہے۔

سوال؛ تصویر ایک ضرورت بن چکی ہے۔ عملاً تمام علماء اسے کسی نہ کسی صورت میں استعمال کرتے ہیں لیکن اپنی اجتہادی بصیرت کو بروئے کار لا کر اس سے متعلق فتویٰ دینے سے احتراز کرتے ہیں آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

جواب؛ میرا نقطہ نظر بنیادی طور پر یہ ہے کہ آج کل تصویر کا قرون اولیٰ والا تصور بالکل بدل گیا ہے۔ اصل میں وہ علتیں نہیں رہیں۔ جس کی بنا پر تصویر کو حرام کیا گیا تھا۔ ماضی کا دور مصوری کا دور تھا اب فوٹو گرافی کا دور ہے دونوں مین بڑا فرق ہے۔ بدلے ہوئے حالات اور بدلے ہوئے

تصویر کے تصور کو دیکھتے ہوئے ہمیں اپنے فتوؤں میں تبدیلی کرنا چاہیے۔ فتوے وہی قابل عمل ہوتے ہیں جن میں اجتہادی اسپرٹ موجود ہو۔ اہل حدیث کا طرہ امتیاز اجتہاد تھا لیکن آج جمود طاری ہے۔

تصویر موجودہ دور کی ایک مفید چیز ہے اس سے استفادہ کرنا چاہئے ایک مجرم کو تصویر کے ذریعے پکڑا جا سکتا ہے پھر تصویر واقعات کی شہادت کے طور پر بھی استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً ایک میٹنگ ہوتی ہے۔ اخبار میں خبر بھیجی گئی پریس نے سوچا کہ نہ جانے یہ اجلاس ہوا بھی ہے یا نہیں لیکن اگر اس اجلاس کی تصویر بھی بھیج دی جائے اور وہ چھپ جائے تو اس طرح اجلاس کے واقعہ پر ایک گواہ مل جاتا ہے اور پریس اس طرح زیادہ اچھی کوریج دیتا ہے حالات بدل جانے سے مسئلے کی نوعیت بدل جاتی ہے گذشتہ دنوں اہل حدیث اتحاد کونسل بنی اس میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو تصویروں کے شدید ترین مخالف تھے اتحاد کے بعد جب مل بیٹھے تو یہ رائے آئی کہ پریس کانفرنس ہونی چاہئے اس کی تصویر تمام اخبارات میں چھپنی چاہئے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ واقعتاً اتحاد ہو گیا ہے اور ساری جماعتوں کے رہنما ایک ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

سوال: ہمارے دور میں اجتہاد ہو سکتا ہے؟

جواب: اجتہاد کا دروازہ کب بند ہوا ہے؟

سوال: عملاً تو بند ہو گیا ہے بدلے ہوئے حالات میں بھی ماضی والے فتوے ہی دیئے جا رہے ہیں یہ فتوے نئے حالات کا عکس لئے ہوئے نہیں ہیں چند ایک کو چھوڑ کر ہمارے اکثر مفتیان کرام کے فتوے اجتہادی اسپرٹ سے خالی ہیں۔

جواب: ''میں پھر وہی کہوں گا کہ اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے''

سوال: یہ آپ اپنا جماعتی مؤقف بیان کر رہے ہیں یا آپ کی ذاتی رائے ہے؟

جواب: یہ فقہی باتیں ہیں ہم کسی کے مقلد تو ہیں نہیں یوں سمجھئے کہ یہ میری ذاتی آراء ہیں جماعت کا کوئی بندہ اگر اختلاف رائے رکھتا ہے تو یہ اس کا حق ہے۔ میرے نزدیک جو آدمی مسئلہ امارت کو تسلیم کرتا ہے وہ جماعت غرباء اہل حدیث میں شامل ہو سکتا ہے۔ اب اگر وہ رکوع کی

رکعت کے مسئلے میں الگ مؤقف رکھتا ہے تو رکھ سکتا ہے۔ جہاں استنباطی مسائل ہیں وہاں اختلاف رائے کو برداشت کیا جانا چاہئے۔

سوال: رکوع کی رکعت کی بات آئی ہے تو اس مسئلے کی کچھ وضاحت کر دیں۔ کیونکہ اس معاملے میں جماعت غرباء کا مؤقف دیگر اہل حدیث جماعتوں اور علماء سے مختلف ہے۔ جب واضح حدیث ہے کہ۔ لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحہ الکتاب ۔ جب سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز ہی نہیں تو رکوع کی رکعت کیسے ہو سکتی ہے؟

جواب: اصل میں مسئلہ کچھ خلط ملط کر دیا گیا ہے حالانکہ دو علیحدہ مسئلے تھے ایک فریق نے پہلے مسئلے کا اثبات کرتے ہوئے دوسرے کا انکار کر دیا اور دوسرے فریق نے پہلے مسئلے کا انکار کرتے ہوئے دوسرے کا اثبات کر دیا۔ سورہ فاتحہ حالت قیام میں فرض ہے جب رکوع میں چلا گیا تو حالت بدل گئی حالت کی تبدیل سے مسئلے کی نوعیت بدل گئی۔ جب ہم قیام میں ملتے ہیں تو سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ لیکن رکوع میں ملنا ایک دوسری صورت ہے۔ اک فریق نے سورہ فاتحہ پر اتنا زور دیا کہ دوسرے مسئلے کا انکار کر دیا۔ استغاثہ رعایت یا رخصت ہمیشہ معذور کو ملتی ہے۔ اور وہ رخصت قانون کو نہیں بدلتی۔ سورہ فاتحہ کی حالت قیام میں فرضیت حکم عام ہے جبکہ رکوع کی رکعت ایک خاص حالت ہے۔ استثناء حالت ہے۔ احناف نے رکوع کی رکعت کو لے لیا اس بنیاد پر فاتحہ کی فرضیت کا انکار کر دیا اور اکثر اہل حدیث نے سورہ فاتحہ کا اثبات کرتے ہوئے رکوع کی رکعت کا انکار کر دیا۔ اگر قیام نکل چکا ہے جماعت رکوع میں ہے تو اس قرآنی حکم کے تحت۔ ورکعو مع الراکعین۔ جماعت میں مل جانا چاہئے۔

سوال: کشمیر میں جہادی تنظیموں نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے اور افغانستان میں اس طریقے کی بنیاد پر ہمیں جو نتائج حاصل ہوئے اس سب کے تناظر میں جماعت غرباء اہل حدیث کا کشمیر کی جدوجہد کے حوالے سے کیا مؤقف ہے؟

جواب: کشمیر میں جو اس وقت لڑائی چل رہی ہے۔ وہ بنیادی طور پر وطنی لڑائی ہے۔ اور افغانستان میں بھی وطنیت کی لڑائی تھی۔ اور سیاسی طور پر اس کو جہاد کا نام دیا گیا تھا۔ کیونکہ جب لڑائی چلتی ہے تو یہ

دیکھا جاتا ہے کہ کونسا سلوگن ہمارے لئے مفید ہوگا چنانچہ کشمیر اور افغانستان میں جہاد کا سلوگن زیادہ کارگر ہوا اگر یہ خالصتاً اسلامی جہاد ہوتا تو یہ ساری جہادی تنظیمیں ایک امیر پر متفق ہوتیں۔

مسئلہ کشمیر کو الجھا دیا گیا ہے اگر جہاد کرنا ہی ہے تو حکومت پاکستان کو خود اعلان کرنا چاہئے۔ ایک تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ افغانستان ہو یا کشمیر ہو یہ کچھ لوگوں کے لئے حصول زر کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ انہوں نے پیسہ کمانے کے لئے اس چیز کو زیادہ اچھالا ہے۔ وہ غلو کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بس وہی جہاد کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہندوستان کے ساتھ لڑائی وطن کے لئے ہے نہ کہ اسلام کے غلبے کے لئے ہے کشمیر کا جہاد شرعی جہاد نہیں۔ سیاسی جہاد ہے اور ایک پاکستانی ہونے کے ناطے ہم کشمیریوں کی جدوجہد کی حمایت کرتے ہیں یہاں میں یہ بات واضح کر دوں کہ جو لوگ اسے جہاد سمجھتے ہیں اور پورے خلوص کے ساتھ اس میں شریک ہوتے ہیں' اور شہید ہو جاتے ہیں ان کے متعلق ہمیں حسن ظن رکھنا چاہئے۔ لیکن جو لوگ حقائق سے واقف ہیں اور جہاد کو کمانے کا یا شہرت حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔ ان کا کردار بہر حال مشکوک ہے۔

سوال: آخر میں عوام اہل حدیث کے نام کوئی پیغام دینا چاہیں تو دیجیے؟

جواب: میرا پیغام یہی ہے کہ شرعی امارت کے مسئلے کو سمجھیں۔ بغیر امیر کے زندگی گزارنے قرآن وحدیث میں سخت ممانعت ہے۔ جماعت میں انتشار وافتراق کا ایک بڑا سبب بھی شرعی نظام سے فرار ہے۔

☆☆☆☆☆☆

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور کے سابق معاون مدیر مولانا حکیم یحییٰ ڈاھروی حفظہ اللہ نے علمائے اہل حدیث سے تعارفی سلسلہ نمبر 33 کے تحت مولانا محمد ادریس ہاشمی مرحوم کا انٹرویو تنظیم اہل حدیث میں شائع کیا تھا۔ قارئین کی دلچسپی اور حکیم صاحب کے پیہم اصرار پر اسے کتاب میں شامل کیا جا رہا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: آپ کب اور کہاں پیدا ہوئے۔

جواب: 11 ستمبر 1944 کو جھانسہ گاؤں تحصیل تھانیسر ضلع کرنال بھارت میں جنم لیا۔

سوال؛ آپ کو دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق کیونکر پیدا ہوا؟

جواب؛ گھر کا ماحول چونکہ مذہبی تھا اور میری ذاتی خواہش بھی تھی کہ میں دین کی تعلیم سے آگاہی حاصل کروں میں نے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد 1965ء میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام غزنویہ شیش محل لاہور میں داخلہ لیکر اپنی تعلیم کا باقاعدہ آغاز کیا جس میں مجھے اللہ تعالیٰ نے کامیابی سے ہمکنار کیا اس کے بعد عصری تعلیم ڈبل ایم اے اور بی ایڈ کر رکھا ہے۔

سوال؛ کن کن مدارس میں زیر تعلیم رہ کر آخر کس مدرسہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔؟

جواب؛ میں نے ابتدا سے لے کر آخر تک مکمل درس نظامی کی تعلیم دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور میں زیر تعلیم رہ کر ہی حاصل کی ہے۔

سوال؛ دینی مدارس میں زیر تعلیم رہ کر جن شیوخ سے استفادہ علم کیا ان کے اسمائے گرامی کیا ہیں؟

جواب؛ میرے معروف اساتذہ کرام میں شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد اسحاق حسینوی گوہڑوی، شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی، شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالرشید گوہڑوی شامل ہیں۔

سوال؛ دینی طلباء زیادہ مدرسے کیوں تبدیل کرتے ہیں؟

جواب؛ سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے شوق سے مدارس میں تعلیم حاصل کرنے نہیں جاتے کیونکہ 70 فیصد طلباء ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے والدین کا شوق ہوتا ہے کہ وہ دین کی تعلیم حاصل کریں جب کہ پہلے ان کو گھر میں دین کی تعلیم کی افادیت اور اس کے مطابق ماحول مہیا نہیں کرتے۔ اور دوسری وجہ کسی استاد کو مختصر وقت کے لئے مدرسہ میں رکھنے کے بعد بلاوجہ فارغ کرنا بھی ہے۔

سوال؛ آپ کے رفقاء مدارس میں سے جو اس وقت دینی امور کی خدمت کی ذمہ داری سرانجام دے رہے ہیں؟

جواب؛ مولانا جاراللہ کھیاڑوی محکمہ اوقاف علماء اکیڈمی بادشاہی مسجد لاہور، مولانا نوراللہ کھیاڑوی مدرس سیالکوٹ، مولانا محمد حسین عزیز، پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی، حافظ محمد زاہد برادر حافظ محمد ایوب گوہڑوی سابق انجینئر نگ یونیورسٹی لاہور، حافظ عبدالمجید منڈی فیض آباد۔

سوال: اس سے قبل جن مقامات پر تدریس کی ذمہ داری ادا کر چکے ہیں؟

جواب: محمدی مسجد اہل حدیث راوی روڈ لاہور' امیر المومنین امیر معاویہ مسجد اہل حدیث راوی روڈ لاہور' مسجد عمر فاروق اہل حدیث رچنا ٹاؤن لاہور' مرکزی مسجد دار العلوم محمدیہ اہل حدیث پرانا اڈا لاریاں شیخوپورہ' میں خطابت و امامت کے بعد اپنی مدد آپ کے تحت اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے رحیم ٹاؤن جی ٹی روڈ فیروز والا شاہدرہ لاہور میں تین کنال اراضی کو خرید کر جامعہ حضرت معاویہؓ اور مسجد ابو سفیان کی ابتدائی تعمیر کر کے نماز پنجگانہ خطبہ جمعہ کے ساتھ تدریس برائے شعبہ حفظ و ابتدائی درس نظامی کی کلاسوں کا اجراء ہو چکا ہے۔ مخیّر حضرات اس صدقہ جاریہ میں حصہ دار بن سکتے ہیں۔

سوال: آپ کو قرآن مجید اور صحاح ستہ کے علاوہ کون کون سی کتب پسندیدہ ہیں؟

جواب: جو بھی نئی کتاب مارکیٹ میں آئے میری کوشش ہوتی ہے کہ اسے خرید کر مطالعہ میں لاؤں۔

سوال: آپ کن علماء سے بے حد متاثر ہیں؟

جواب: حضرت العلام حافظ عبدالستار دہلویؒ پروفیسر سید ابو بکر غزنوی' سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ مولانا صوفی محمد عبداللہ ماموں کانجن' شیخ الحدیث سلطان محمود جلالپوریؒ شامل ہیں۔

سوال: پاکستان میں فرقہ واریت کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟

جواب: وطن عزیز میں اس قدر فرقہ واریت موجود نہیں جتنا کہ سیاسی لوگ اس کا شور کرتے ہیں اور فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے ایک ہی تجویز ہے کہ تمام مسالک کے افراد اپنے اپنے علماء کی لکھی ہوئی کتابوں پر ایمان لانے کی بجائے براہ راست قرآن و حدیث پر ایمان لائیں اس کے مطابق عملی زندگی کو گزاریں۔

سوال: عوام اہلحدیث کا موجودہ رویہ جو آپ کے ساتھ یا علمائے کرام کے ساتھ ہے کیا اس پر آپ مطمئن ہیں؟

جواب: معاشرے میں علمائے کرام کا وقار بہت ہی کم ہے مساجد اور مدارس سے جب چاہیں انتظامیہ والے اپنے امام' خطیب اور مدرس کو بغیر کسی وجہ کے اچانک فارغ کر دیں انتظامیہ کے

اس طرح کے ہنگامی فیصلہ جات علمائے کرام کی اولاد پر اچھے نقوش نہیں چھوڑتے اسی وجہ سے آج علمائے کرام کی اولاد میں سے بہت ہی کم تعداد اس طرف ہے۔

سوال؛ کیا آپ اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے روشناس کروا رہے ہیں؟

جواب؛ میری اولاد میں 7 بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں ایک بیٹا ان میں سے انتقال کر گیا ہے اس کی مغفرت کے لئے دعا کریں میں نے اپنی تمام اولاد کو ابتدائی دینی تعلیم دلوائی ہے جبکہ ایک بیٹی قرآن مجید کی حافظہ اور دوسری دو بیٹیوں نے ایم اے اسلامیات کر رکھا ہے ویسے اب تک پانچ بیٹیاں ایم اے تک تعلیم حاصل کر چکی ہیں۔

سوال؛ بدلتے ہوئے عالمی تناظر کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب؛ اگرچہ موجودہ حالات اسلام اور اہل اسلام کے لئے پریشان کن ہیں مگر یہ حالات صرف اس وقت تک تو رہ سکتے ہیں جب تک اہل اسلام کے رہنما اسلام کے دشمنوں کے خلاف اٹھ کھڑے نہیں ہوتے کفر کی بالادستی عارضی ہے حقیقی کامیابی و ترقی کے ساتھ کائنات میں پرامن و سکون معاشرہ اور انسانیت کی مکمل فلاح صرف اور صرف مذہب اسلام ہی سے وابستہ ہے۔

سوال؛ تصنیف کردہ کوئی کتاب ہو؟

جواب؛ کتاب صرف ایک ہے اور وہ مسئلہ ولی عہد امیر المومنین حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ و دیگر پمفلٹ کی شکل میں فضیلت جہاد و مجاہد' اسلام کے معاشی مسائل اور ان کا حل' رکعات تراویح احکام و مسائل قربانی' احکام و مسائل رمضان المبارک کے علاوہ ستمبر 1994 سے میں نے ماہنامہ صدائے ہوش لاہور کا اجراء کیا ہے جو ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں یہ ادنیٰ سی جدوجہد کو قبول فرمائے۔ (آمین)

سوال؛ پاکستان میں آج تک نفاذ اسلام کیوں نہ رائج ہو سکا؟

جواب؛ آپ نے یہ بڑا ہی اہم سوال اٹھایا ہے اس کی میرے نزدیک تین بڑی وجوہات ہیں ان میں سے نمبر ایک یہ ہے کہ بنیادی طور پر مسلم لیگ بنانے والے تقریباً علی گڑھ سے فارغ التحصیل ہونے والے لیبرل قسم کے لوگ تھے ان کا مذہب اسلام کے بارے میں اپنا ایک ذہن اور

تصور تھا بعد میں یہ لوگ جو کچھ مرضی کہتے رہیں۔ لیکن مسلم لیگ نے پاکستان کو صرف ہندو کے معاشی دباؤ سے آزاد ہونے کے لئے بنایا تھا نہ اسلام کی اشاعت و ترویج کے لئے۔ اتفاق یہ ہوا کہ مسلم لیگ نے اس مقصد کے لئے نعرہ تجویز کیا تھا وہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ عوام الناس نے اس معاملہ کو حقیقت سمجھتے ہوئے پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ بنانے کے لئے صرف جدوجہد ہی نہ کی بلکہ قیمتی لاکھوں جانوں کا نذرانہ بھی دیا' بانی پاکستان محترم قائداعظم محمد علی جناح نے بھی اس حوالے سے اخلاص کے ساتھ متعدد بار یہ بات کہی تھی کہ ایسا خطہ زمین چاہتے ہیں کہ جہاں ہم اسلام کی حقیقی تعلیمات کو نافذ العمل کر سکیں اور ان کے مطابق زندگی گزار سکیں لیکن مسلم لیگ کے اہم افراد کی اکثریت کا عام طور پر یہ ذہن قطعاً نہ تھا یہ لوگ علمائے دین کو تنگ اور خود کو لیبرل کہلوانا پسند کرتے رہے بدقسمتی سے پاکستان بننے کے بعد جو قیادت بھی انھی لوگوں کے ہاتھ میں آئی جو اسلام کو نافذ العمل کرنے میں مخلص نہ تھے۔ آج تک تمام سیاسی جماعتوں نے اسلام کو بطور سلوگن کے استعمال تو کیا ہے مگر عملاً اس کے لئے انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ دوسری وجہ مذہبی جماعتیں بھی ابھی تک کنویژن کی شکار ہیں نمبر 3 عوام الناس کے قول و فعل میں تضاد ہے کیونکہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک کا تعلق انسان کا اپنی ذات کے ساتھ ہے اور دوسرا اجتماعیت' حکمرانوں کے حوالے سے ہے۔ وہ تعلق جس کا انسان کی اپنی ذات سے ہے اسے بھی ہم اپنے اوپر نافذ العمل کرنے کو تیار نہیں ہیں' ہم اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ کوئی ایسا مسیحا آئے اور ڈنڈے کے زور پر ہم سے عمل کروائے جو کسی طور پر بھی درست نہیں ہے میرے مطالعہ اور ذہن کے مطابق یہ کچھ تھا۔

سوال:۔ عالم اسلام کے خلاف امریکہ کی بڑھتی ہوئی کارروائیوں کے لئے عالم اسلام کا کیا کردار ہونا چاہیے؟

جواب: یہ تلخ حقیقت ہے کہ اسلامی ممالک کے رہنما حقیقت میں اسلام سے خود مخلص نہیں ہیں وہ تقریباً سارے کے سارے سیکولر بن چکے ہیں عوام الناس تو مسلمان ہیں مگر ان کے حکمران عملی مسلمان نہیں صرف نام کی حد تک مسلمان کہلواتے ہیں عالم کفر کا مقابلہ کرنے سے قبل امت مسلمہ کے تمام رہنما خود بھی عملی مسلمان ہیں اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کر کے مسلم رہنماؤں میں سے

کسی ایک کو اپنا امیر یا خلیفہ منتخب کر کے اس کی امارت میں دین اسلام کی بالادستی کے لئے حکمت عملی سے عالم کفر سے مرعوب ہونے کی بجائے مسلسل جدوجہد سے اپنے حقیقی خالق و مالک پر مکمل اعتماد بھروسہ کرتے ہوئے اپنے وسائل کو بروئے کار لائیں تو یقیناً کامیابی و کامرانی ان کا مقدر ٹھہرے گی ان شاء اللہ

سوال: موجودہ سیاست سے اہل حدیث حضرات کو الگ تھلگ ہونا چاہئے یا آواز حق بلند کرنے کے لئے اس سے تعلق رکھنا چاہئے؟

جواب: موجودہ سیاست سے کنارا کشی اختیار کرنا قطعاً درست نہیں بلکہ جہاں تک ممکن ہو قرآن وسنت کی بالادستی کے لئے منظم ہو کر مکمل اتفاق و اتحاد سے جدوجہد کی جائے تو اس کے ثمرات نہایت ہی عمدہ ہوں گے اگر آپس میں بغیر اتفاق کے اسی سیاست میں حصہ لیتے رہے جس طرح کہ ماضی میں ہو چکا ہے تو اس سے بہتر یہی ہوگا اس میں حصہ نہ لیا جائے اگر حصہ لینا مقصود ہو تو پھر اس کے لئے قرآن وسنت کی تعلیمات کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ عوام الناس کی ضروریات کا بھی خاص خیال رکھنا ہوگا۔

سوال: مسئلہ کشمیر کا حل کیسے ممکن ہے؟

جواب: ہندو بنیا کی اپنی نفسیات ہیں کیوں کہ وہ طاقت ور کے سامنے اپنے آپ کو کمزور اور کمزور کے سامنے اپنے آپ کو شیر سمجھتا ہے اس لئے بہتر یہی ہوگا اگر جہاد کرنا ہی ہے تو حکومت پاکستان کو اس مسئلہ کو سنجیدگی سے حل کرنے کے لئے جہاد کا باقاعدہ اعلان کرنا چاہئے جب میدان جنگ میں بھارت شدید نقصان جانی و مالی طور پر اٹھائے گا تو وہ مقبوضہ کشمیر کے حل کے لئے مذاکرات بھی کرے گا اور اس کا حل بھی ضرور نکل آئے گا۔ ان شاء اللہ

سوال: موجودہ لوگوں کی دین سے دوری کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

جواب: جہالت اور لاعلمی کے ساتھ غیر اسلامی میڈیا کی ثقافتی یلغار اور مذہبی جماعتوں کی دعوت و تبلیغ میں سستی نمایاں ہے خصوصاً حاملین قرآن وسنت نہ تو خود کما حقہ اس فریضہ کو ادا کر رہے ہیں اور نہ ہی انہوں نے علمائے کرام کے ہاتھوں کو اس قدر مضبوط کیا ہے کہ وہ اپنی معاشی

پریشانیوں سے مکمل آزاد ہو کر دل جمی سے عوام الناس کی اصلاح کرسکیں۔

سوال: تمام اہلحدیث جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کیلئے آپ کے ذہن میں کوئی خاکہ یا تجویز ہو؟

جواب: اگرچہ ناامید نہیں ہونا چاہئے لیکن میں نے جو بڑی چھوٹی عمر سے جماعتی زندگی کو دیکھا ہے اس میں اصل مسئلہ خلوص اور للّٰہیت کا فقدان ہے اسی وجہ سے انتشار بڑھتا جارہا ہے پرانے بزرگوں میں بھی اختلاف ہوتا تھا لیکن ان کا انداز علمی انداز تھا وہ اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کے احترام میں فرق نہیں آنے دیتے تھے یہ آج اختلاف علمی کی بجائے سیاسی ہے۔

سوال: دین کے موجودہ طالب علم مطالعہ سے بہت کتراتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ درس نظامی کا نصاب پڑھ لیا کافی ہے کیا یہ طرز عمل درست ہے؟

جواب: دوران تعلیم ہی اگر اساتذہ کرام مدارس میں مطالعہ کی افادیت کو واضح کریں اور خود بھی ہر روز مطالعہ کر کے اسباق پڑھائیں اس سے طلبہ میں بھی یہ رجحان پروان چڑھے گا کیونکہ دینی لٹریچر بہت وسیع ہے مطالعہ نہ کرنا دراصل علم دشمنی ہے اور بغیر مطالعہ کے انسان میں کبھی قابلیت نہیں آسکتی۔

سوال: کیا عالمی دباؤ میں آکر پاکستان کو اسرائیل کو تسلیم کر لینا چاہئے؟

جواب: اسے بالکل تسلیم نہیں کرنا چاہئے عالمی دباؤ جس قدر مرضی کیوں نہ ہو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اسرائیل نے فلسطین کی سرزمین پر غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے اسے ساری دنیا بھی تسلیم کر لے لیکن مسلمان ممالک اور بالخصوص حکومت پاکستان کو اسے اسلامی حمیت و غیرت اور اخلاقی تقاضے کے اعتبار سے بھی زیب نہیں دیتا کہ اسے تسلیم کریں۔

سوال: مولانا ہاشمی صاحب آپ کو زمانہ طالب علمی کا کوئی یادگار واقعہ یاد ہو؟

جواب: زمانہ طالب علمی کے واقعات تو کئی ہیں مگر یہ واقعہ بطور یادگار ہے کہ مدرسہ تقویۃ الاسلام غزنویہ لاہور میں شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی صاحب نے طلبہ میں علمی استعداد کو بڑھانے کے لئے آپس میں بحث و مباحثہ کا آغاز کروایا تو دوسرا مناظرہ مولانا کی زیر نگرانی رکعات تراویح پر شہید اسلام مولانا حبیب الرحمان یزدانی رحمۃ اللہ علیہ اور میرے

درمیان ہوا۔ یاد رہے کہ مولانا حبیب الرحمٰن مرحوم ومغفور اس وقت فیصل آباد سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد مزید تعلیم کے لئے اور بخاری شریف کی دوسری مرتبہ دھرائی کے لئے شیخ الحدیث مولانا حافظ اسحاق حسینوی رحمۃ اللہ علیہ سے جامعہ میں استفادہ کر رہے تھے مجھ سے قبل وہ مولانا اجمل سے تقلید پر مناظرہ جیت چکے تھے رکعات تراویح پر مناظرہ کے لئے مولانا مجاہد آبادی کہنے لگے اس کے لئے کون کون اپنے آپ کو پیش کرتا ہے تو مولانا حبیب الرحمٰن نے پھر اپنے آپ کو پیش کیا تو طلبہ میں سے کوئی ایک بھی طالب علم ایسا نہیں تھا جو یزدانی مرحوم سے گفتگو کے لئے تیار ہو۔ دو مرتبہ استاد صاحب نے کہا تو کوئی بھی تیار نہ ہوا کیوں کہ یزدانی مرحوم کی علمی قابلیت و انداز گفتگو طلبہ پر اثر کر چکی تھی جب استاد صاحب نے تیسری مرتبہ اپنی بات دوہرائی تو میں نے اپنے آپ کو پیش کیا اب اگلا مرحلہ ہمارے درمیان عنوانات کی تقسیم کا تھا کہ کون کس موضوع پر گفتگو کرے گا مولانا حبیب الرحمٰنؒ فوراً کہنے لگے کہ میں آٹھ رکعات تراویح پر گفتگو کروں گا میں نے استاد محترم سے کہا کہ یہ انتہائی محنتی طالب علم ہیں اور دلائل بھی ان کے پاس قوی ہیں جبکہ میں طالب علم اور مجھے جھوٹ پر بولنا پڑے گا میرے پاس کوئی خاص دلائل بھی نہیں ہیں۔ جب یزدانی مرحوم اپنے موقف پر مسلسل ڈٹے رہے تو مجھے استاد محترم کہنے لگے کہ کوئی بات نہیں تم بیس رکعات تراویح پر گفتگو کرنا میں نے استاد صاحب کا حکم تسلیم کر کے اس کے مطابق تیاری شروع کر دی میں اپنی تیاری کے دوران زیادہ مواد محمد رفیق خاں پسروری کی کتاب مناظرہ تراویح سے لیا مقررہ تاریخ پر جامعہ میں ہمارا آپس میں مناظرہ ہوا ہمارے درمیان پانچ پانچ منٹ کے تین راؤنڈ مقرر ہوئے میں نے اس دوران سب سے زیادہ یہ کوشش کی کہ یزدانی مرحوم کو اصل موضوع پر آنے ہی نہ دیا۔ میں نے کبھی انہیں اقامت اہلحدیث کبھی کسی اور موضوع پر گفتگو کرتا رہا بالآخر ہمارے درمیان یہ تینوں راؤنڈ مکمل ہوئے تو استاد صاحب نے فیصلہ محفوظ کر لیا اور میری طرف چہرہ کر کے مسکرائے کہنے لگے کہ ہاشمی تو نے خوب چال چلی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں مقام دے اور میرا بھی خاتمہ ایمان و اسلام پر ہی کرے۔ (آمین)

سوال؛ قارئین تنظیم اہلحدیث کے نام کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں؟

جواب؛ قارئین کرام تنظیم اہلحدیث کے لئے پیغام یہی ہے کہ وہ دنیا کے معاملات میں الجھ کر نہ رہ جائیں بلکہ اپنی آخرت کے بارے میں بھی فکر کریں دنیا کے لئے اس قدر کوشش کریں جس قدر اس کی ضرورت ہے ہر انسان فرائض کی پابندی کے ساتھ ساتھ دعوت وتبلیغ کے لئے بھرپور کردار ادا کرے اور خود کو بھی عملاً مسلمان ثابت کریں۔ اور دوسروں کی بھلائی کے لئے بھی حکمت عملی سے کام لینا چاہیے۔

سوال؛ آپ اپنا نام اور والد گرامی کا مختصر تعارف کروائیں؟

جواب؛ محمد ادریس ہاشمی بن مولانا شریف حسین ہاشمی والد مرحوم اگرچہ باقاعدہ کسی مدرسہ سے فارغ التحصیل نہیں تھے مگر انہوں نے اپنی ذاتی دل چسپی سے اور دادا جان کی تربیت کے نتیجے میں انہوں نے قرآن پاک کا مکمل ترجمہ اور احادیث نبویہ کی ایک کثیر تعداد زبانی یاد کر رکھی تھی انہوں نے مسلک کی خدمت کے ساتھ تحریک پاکستان میں بھی مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر جدوجہد کی ان کی ساری زندگی جماعتی طور پر سرگرمیاں جماعت غرباء اہلحدیث سے وابستہ رہیں 1997ء کو انتقال کر گئے قارئین کرام ان کی مغفرت وبلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دینی مسلکی اور رفاعی خدمات جلیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز کر جنت الفردوس میں انہیں مقام دے (آمین)

☆☆☆☆☆

تعزیت نامے

مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر ملک کے طول وعرض میں بہت سے افراد اور نامور شخصیات کی طرف سے نہایت افسوس کا اظہار کیا گیا۔ بعض حضرات نے بالمشافہ مرحوم کے صاحبزادوں سے اظہار غم کیا' بعض نے خطوط لکھے اور بہت سے احباب نے بذریعہ فون اپنے جذبات اور تاثرات کا اظہار کیا۔ ذیل میں کچھ تعزیتی مکتوبات درج کئے جاتے ہیں۔ سب سے

پہلے امیر جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان مولانا عبدالرحمٰن سلفی حفظہ اللہ کا مکتوب گرامی ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتے ہیں..........

جناب شفیق الاسلام ہاشمی صاحب...... جناب زبیر ہاشمی صاحب...... اور جناب زاہد ہاشمی صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے آپ سب خیریت سے ہوں گے' مولانا محمد ادریس ہاشمی کی وفات کی خبر سے ہمیں بہت صدمہ پہنچا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مولانا ادریس ہاشمی جماعت کا بڑا سرمایہ تھے۔ وہ جماعت کے نہایت مخلص فرد تھے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی جماعت کی خدمت کی اور جماعت کا ہر موقع پر ساتھ دیا۔ ان کی وفات سے صوبہ پنجاب کی جماعت میں بہت بڑا خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی خدمات کو قبول فرما کر ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ اور انہیں جنت کی بہاریں نصیب ہوں (آمین)۔

اب یہ ذمہ داری آپ لوگوں پر آ گئی ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جماعت غرباء اہل حدیث کو قائم رکھنے اور اسے مستحکم کرنے کی کوشش کریں اور پنجاب کی جماعت میں جو خلاء پیدا ہو گیا ہے اسے پر کرنے میں اپنا کردار ادا کریں انہوں نے جو مساجد بنوائیں انتھک محنت کر کے دارالحدیث جامعہ معاویہ قائم کیا' ان کی بقاء وترقی کے لئے ہمہ تن مصروف رہیں۔ اسی طرح ماہنامہ ''صدائے ہوش'' کو جاری رکھنے کے لئے اپنی صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔ تمام امور میں صوبہ پنجاب کے امیر مولانا سرور شفیق اور مرکز سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو اس عظیم نقصان کو برداشت کرنے کی ہمت دے اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحوم کی بشری لغزشوں کو معاف فرما کر ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ (آمین)۔ تمام اہل خانہ کو ہماری طرف سے دلی تعزیت کر دیں۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر رہے۔

والسلام

آپ کے غم میں شریک

عبدالرحمٰن السلفی' امیر جماعت غرباء اہل حدیث (پاکستان)

امیر جماعت اسلامی جناب سید منور حسن صاحب کا تعزیت نامہ

محترمی ومکرمی محمد شفیق ہاشمی صاحب' محمد زبیر ہاشمی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ جان کر بہت افسوس ہوا کہ آپ کے والد بزرگوار اور جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد ادریس ہاشمی صاحب قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ تمام گناہوں' خطاؤں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے' تمام بھلائیوں' نیکیوں اور حسنات کو خوب بڑھا چڑھا کر قبول فرمائے۔ خاص اپنے سایہ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی قبر کو جنت کے باغوں میں تبدیل فرمادے۔ آمین۔

سچی بات یہ ہے کہ والدین کا کوئی بدل نہیں ہے۔ ان کا وجود ایک گھنے سایہ دار درخت کی مانند ہوتا ہے جس کے سائے تلے انسان اپنی ساری عمر گزار دیتا ہے۔ اور اسے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وقت کیسے گزر گیا۔ والدین کی دعائیں ہر لمحہ اس کے ساتھ ہوتی ہیں اور ان گنت آزمائشوں کو ٹالنے کا سبب بن جاتی ہے۔ لہٰذا اس نعمت سے محرومی بڑی محرومی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس طرح ایک ڈوبتا ہوا انسان مدد کے لئے پکارتا ہے اور تنکا بھی اس کا سہارا بن جاتا ہے۔ بعینہ اسی طرح اس دنیا سے رخصت ہو جانے والا بھی مدد کا طالب ہوتا ہے۔ اور دعائے مغفرت اس کا سہارا بن جاتی ہے پس اب ساری عمر انہیں دعاؤں میں یاد رکھنا ان کا حق ہے اور اولاد کا فرض۔ یوں بھی والدین کے لئے دعائے مغفرت اولاد کے لئے مفید ہے۔ ان کی خدمت اور اطاعت میں جو کمی' کسر رہ گئی ہو اس طرح اس کا مداوا ہو جاتا ہے۔

میری طرف سے بعد سلام سب اہل خانہ تک تعزیت کے یہ الفاظ اور میرے جذبات پہنچا دیجئے گا۔ ممنون ہوں گا۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے' اللہ تعالیٰ اپنے حفظ وامن میں رکھے۔ اور ہم سب سے وہ کام لے لے جس سے وہ راضی ہو جائے۔ آمین

والسلام

سید منور حسن

(امیر جماعت اسلامی پاکستان)

جناب پروفیسر عبدالستار انصاری

دغته المتایا دعوة فاجابها

جماعتی احباب بالخصوص علم دین سے وابستہ افراد کے لئے مولانا محمد ادریس ہاشمی کی اچانک موت بلا شبہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے ان کی کمی اللہ تعالیٰ ہی کرے تو کرے۔ وہ ایک انتھک مدرس (ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر) منتظم ادیب حق جویائے حق ایک عظیم نقاد بلا خوف و خطر حق بات جابروں کے سامنے کہہ دینے والا۔

خطر پسند طبیعت کو سازگار نہیں کے مصداق
وہ گلستان جہاں گھات میں ہو صیاد

کے مصداق دل درمند رکھنے والا غرباء و مساکین پر بھرپور عمل شفقت کرنے والا۔ جماعت غرباء اہلحدیث پنجاب کا ناظم اعلیٰ (پھر بھی ساری رگ ودو اور طویل سفر ایک پرانی موٹر سائیکل پر طے کرنے والا) مشن حقہ پر اپنی پوری زندگی نثار کرنے والا۔

حق یہ ہے کہ اس جاہ طلب دنیا میں جاہ طلبی سے دور شب و روز دین حق کی تعلیم و ترویج میں سرگرداں۔ جس کے پاؤں راوی کے خار بھی نہ روک سکے موسموں کی تلخیوں سے نبرد آزما ہمہ وقت مصروف عمل ایک مجاہد۔ لائق صد احترام مصنف کہ بار ہا قانونی رکاوٹوں کو عبور کر جانے والا۔ (راقم خود بھی موصوف کے ساتھ اکثر لاہور میں پیشیوں پر ہوتا تھا) بہادری سے مؤقف حق کو علی الاعلان پیش کرنے والا یاروں کا یار غریبوں کا غمخوار علماء حق کا خدمت گزار مصائب کو خندہ پیشانی سے جھیلنے والا۔ بس کیا تحریر کروں کہ وہ ہمدم کیا تھا؟ بس حکم ربی کو لبیک کہا اور اس دنیائے حقیر سے راہی بہشت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مغرب کی نماز مسجد جامع ابو سفیان (رحیم ٹاؤن شاہدرہ لاہور) میں جو ان کی شب و روز انتھک محنت کا دیگر اثمار میں سے ایک ثمر ہے ادا کی اور اپنے گھر جو مسجد و مدرسہ کے قریب ہی واقع ہے گئے حالت بخار 104 ڈگری میں ڈاکٹروں نے گرمی کا بخار تشخیص کیا غسل کا کہا گیا خود ہی غسل کیا اور باہر آ کر چارپائی پر لیٹ

گئے۔اور پھر چراغوں میں روشنی نہ رہی، راہ حق کا راہی منزل پر پہنچ گیا۔

موت نے چپکے سے جانے کیا کہا
زندگی خاموش ہو کر رہ گئی

''صدائے ہوش'' کا بانی مبانی کثیر کتب کا مصنف و مؤلف راہ حق کے خطیب کا قلم رک گیا۔زبان خاموش ہوگئی۔مگر دلوں میں مدتوں زندہ رہے گا۔اللہ کریم سے دعا گو۔ع

جانے والے تیری عظمتوں کے نشان باقی ہیں

کیا خوب فرمایا پروفیسر محمد ابراہیم محمدی صاحب نے دوران خطبہ جمعہ 28 مئی! مسجد امیر معاویہ کے نمازی بھی کہیں، فری ڈسپنسری سے فیض یافتہ مریض بھی کہیں۔وہ ہائی سکول کے طلباء بھی ضرور کہیں۔66، راوی روڈ کی محمدی مسجد کے نمازی بھی کہیں گے۔یہ کاوشیں مرحوم ہاشمیؒ کی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کاوشوں کو قبول فرمائے۔اور ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمادے۔اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ورثاء شفیق الاسلام ہاشمی، محمد زبیر ہاشمی اور بھائی محمد سعید ہاشمی کو راقم اور پوری جماعت ڈویژن ڈیرہ غازی خان انکے ورثاء اور ان کے فیض یافتہ اعزہ واقرباء مرحوم کی لاڈلی بیٹیوں، بہنوں اور خصوصاً غموں کی ماری میری بھاوج ام معاویہ کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور مرحوم کے لئے مغفرت کی دعا اور لواحقین کے لئے صبر جمیل کا خواستگار۔ عبدالستار انصاری ڈیرہ غازی خاں

☆☆☆☆☆

مولانا ریاض احمد عاقب کا مکتوب گرامی

بخدمت محترم، اخی المکرم، مولانا محمد رمضان یوسف سلفی حفظہ اللہ و تولاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔گذشتہ رات جناب مولانا محمد ادریس ہاشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے سانحہ ارتحال کی خبر جسے سن کر بہت دلی صدمہ ہوا۔انا للہ وانا الیہ راجعون

اس قحط الرجال کے دور میں مرحوم کی وفات ایک ناقابل بیان المیہ ہے۔ان کی وفات

سے جماعت اہل حدیث میں بڑا خلا رونما ہوا ہے۔جس کا پورا کرنا محال ہے۔

مولائے کریم سے دعا گو ہیں کہ وہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام عطا کرے۔اوران کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔انه سميع مجيب (والسلام)

مخلص؛ریاض احمد عاقب' مدرس مرکز ابن القاسم الاسلامی محمود کوٹ۔بوسن روڈ ملتان۔

☆☆☆☆☆☆

پروفیسر سعیدی صاحب کا مکتوب

بخدمت جناب شفیق الاسلام صاحب حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

فیصل آباد سے مولانا محمد رمضان یوسف سلفی حفظہ اللہ نے بذریعہ فون یہ اندوہناک خبر سنائی کہ آپ کے والدگرامی مولانا محمد ادریس ہاشمی بقضائے الٰہی انتقال فرما کر اللہ کے مہمان جا بنے۔اور آپ حضرات کو سوگوار کر گئے۔انا لله وانا اليه راجعون

مولانا مرحوم ایک سنجیدہ فکر اور صاحب دل انسان تھے۔میری ان سے متعدد مرتبہ ملاقات ہوئی۔از حد خوش اخلاق اور ملنسار تھے۔

دعا ہے کہ اللہ کریم ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات سے نوازے آمین۔اور آپ سمیت جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازے۔آمین

اور مولانا مرحوم نے جو دینی منصوبے شروع کئے ہوئے تھے دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کی مدد فرمائے اور آپ کو ان تمام منصوبوں کو جاری رکھنے کی اوران کی تکمیل کی توفیق بخشے۔آمین

یقیناً مولانا کی وفات سے علمی دنیا میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے۔جو پر ہوتا نظر نہیں آتا۔تاہم یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جو پورا ہو کر رہا۔ہم اللہ کے فیصلے پر راضی ہیں۔

ولا نقل الامر ايرضى ربنا ان الله ما اعطى وله ما اخذ و كل شيء عنده لا جل مسمى رحمه الله رحمة واسعة . ادخله جنات الفردوس . آمين

آپ کا شریک غم

سعید مجتبیٰ السعیدی

دار السعادۃ۔ اندرون قلعہ منکیرہ، ضلع بھکر

☆☆☆☆☆☆

شیخ الحدیث مولانا یوسف صاحب کا مکتوب

محترم سلفی صاحب!

وعلیکم السلام ثم اسلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ کی مرسلہ کتاب عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں علمائے اہل حدیث کی مثالی خدمات دستیاب ہوئی۔ آہ!

انا للہ وانا الیہ راجعون

پیشتر ازیں میرے دینی و جماعتی بھائی محمد ادریس ہاشمیؒ کے فوت ہونے کی خبر تقریباً 11 بجے میرے کان میں پڑ چکی تھی جن کے صدمہ سے جو میرے دل میں گزری وہ زبان قلم سے بیان نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کو جنت کی بہاریں نصیب فرمائے۔ اور موجودین کو اخلاص اور افہام وتفہیم سے کام کرنے کی توفیق دے۔

ربنا نغفرلناولاخوانا الذین سبقون بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاللذین امنوا ربنا انک رؤف الرحیم. اللھم نور قبور ھم وانخلھم فی جنة الفردوس بارحمتک التی وسعت کل شیء.

آپ کی کتاب کو اللہ تعالیٰ قبولیت بخشے اس کے بارہ میں صحت اچھی ہونے پر کچھ لکھا جائے گا۔ دعاؤں کی درخواست ہے۔

طالب الدعوات

محمد یوسف دار الحدیث۔ راجووال

☆☆☆☆☆

پروفیسر افتخار احمد الازہری کا مکتوب

محترم ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ!

''غرباء اہل حدیث پاکستان کی عظیم علمی و روحانی شخصیت کا انتقال پر ملال'' جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب کے لئے بالخصوص اور جماعت اہل حدیث کے بالعموم عظیم و روحانی شخصیت مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ کی وفات ایک فاجعہ عظیم ہے لیکن ہم ان کی وفات پر سوائے ''انا للہ وانا الیہ راجعون '' کے کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ ''کل نفس ذائقة الموت'' اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے داماد مولانا محمد زاہد ہاشمی صاحب حفظ اللہ کو ان کا نائب بنائے وہ ایک اچھے مبلغ اور داعی ہے۔ جامعۃ الازہر مصر میں وہ ہمارے ساتھ ہوتے تھے اللہ تعالیٰ ان کو علمی وارث بننے کی توفیق دیں۔ آمین

آخر میں ہم ایک بار پھر اللہ سے دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ہاشمی صاحب کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائیں اور ان کو جنت الفردوس کا حق دار بنائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیلہ کی توفیق عطا کریں' آمین۔ جامعہ بحر العلوم السّلفیہ میر پور خاص کے اراکین اساتذہ اور طلبہ اور قاری عبدالحمید صدیقی صاحب پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

موت التقی حیاة لا انقطاع لھا قدمات قوم و ھم فی الناس احیاء

شریک غم

افتخار احمد الازہری میر پور خاص

جامعہ بحر العلوم السّلفیہ میر پور خاص (سندھ)

☆☆☆☆☆☆

شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف راجووال

گرامی خدمت جناب مولانا حافظ عبدالرحمان سلفی حفظہ اللہ تعالیٰ

امام جماعت غرباء اہل حدیث ودیگر اخوان

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ...... محترم مولانا محمد ادریس ہاشمی علیہ رحمہ کی موت کی خبر ہمارے دلوں پر بجلی بن کر گری۔ اللہ تعالیٰ پوری جماعت اور جمیع اخوان اہل حدیث کو صبر اجر دے اور مرحوم کو جنت کی بہاریں نصیب فرمائے۔

محترم دنیا میں آنا یہ تمہید ہے جانے کی۔ لیل ونہار ہمارے کانوں میں صدا گونج رہی ہے کل من علیها فان ہر چیز کو فنا' بقاء صرف اللہ کی ذات کو ہے۔ هو الاول ولاخرو الظاهر والباطن ۔ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ مقرر ہے جو روزانہ آواز دیتا ہے کہ اولادیں جنو موت کے لئے اور عمارتیں بناؤ گرنے کے لئے تم دنیا کو پسند کرتے ہو جو تمہیں جلدی چھوڑ دے گی۔ حضرات کیوں نہ ہم ہی اس کو پہلے چھوڑ دیں۔ انا لله وانا اليه راجعون والا نقول الاما برضابه ربنا

مرحوم ہاشمی صاحب کے ساتھ میرے دیرینہ تعلقات تھے میں نے ان کے خاندان کے متعلق تفصیلات کبھی طلب نہیں کیں اور نہ ہی مناسب ہے۔ ہمیشہ ان کے چہرے پر مسکراہٹ رہتی اور خندہ پیشانی سے ملتے۔ سادگی اور سلفیت میں سیماهم في وجوههم من اثر السجود۔ کے صحیح مصداق تھے۔ ان کے متعلق معلومات کا انتظار ہے

علماء اہل حدیث کی وفیات وآثار قیامت سے آہ! انا لله وانا اليه راجعون ......

اللہ تعالیٰ کرے مرحوم کے خاندان میں کوئی فرد ان کے مشن کو جاری رکھنے کی سعی کرے۔ مرحوم مغفور کا پانچوں نمازوں میں ذکر خیر کیا گیا اور نماز جنازہ اور خصوصی دعاؤں کا اہتمام بھی کیا گیا۔ حضرت الامام واللہ العظیم تھے تادیر زیست جنازہ میں شرکت نہ کرنے کی کوفت رہے گی۔ صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تمام مرحومین کے لئے دعائیں جاری ہیں جنازہ میں شرکت نہ کرنے کی اصل وجہ صحت کی کمزوری اور بڑھاپے کا غلبہ ہے اور میرے پاس اپنی ذاتی سواری بھی نہیں۔ آپ سب حضرات کی دعاؤں کا محتاج' محمد یوسف دارالحدیث راجووال اوکاڑہ

☆☆☆☆☆☆

جماعتی اخبارات ورسائل کا اظہار افسوس

صحیفہ اہل حدیث کراچی اپنی ماہ جون کی اشاعت میں لکھتا ہے

جماعت غرباء اہل حدیث صوبہ پنجاب کے ناظم اعلیٰ اور جماعتی جریدہ ماہ نامہ ''صدائے ہوش'' لاہور کے چیف ایڈیٹر مولانا محمد ادریس ہاشمی 11' جمادی الاخری 1431ھ مطابق 25 مئی

2010ء بروز منگل کی شب لاہور میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے انا للہ و انا الیہ راجعون
جونہی یہ اندوہناک اطلاع مرکز (کراچی) کو ملی ہر چہرہ پر افسردگی اور خاموشی چھا گئی۔ اس المناک موقع پر حضرت مولانا عبدالرحمان سلفی مدظلہ تعالیٰ امیر جماعت غرباء اہل حدیث اور مرکزی علماء کرام نے ہاشمی صاحب کی اچانک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار اور مرحوم کی تادم آخر جماعتی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔
حضرت امام صاحب نے اس افسوس ناک موقع پر ارشاد فرمایا کہ مولانا مرحوم جماعتی اثاثہ نیک سیرت اور عالم باعمل شخص تھے۔ ان کی بے لوث خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہاشمی صاحب کی دینی و جماعتی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرما کر انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ اہل خانہ وسوگواران کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین
اللھم اغفر لہ وارحمہ واعذہ من عذاب القبر و عذاب النار

☆☆☆☆☆

ہفت روزہ الاعتصام لاہور

مولانا ادریس ہاشمی جوار رحمت میں

مولانا محمد ادریس ہاشمی (سیکرٹری جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب) 25 مئی 2010ء بمطابق 10 جمادی الثانی 1431ھ بروز منگل رات بہ قضائے الٰہی وفات پا گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحوم مسلک اہل حدیث کی ترویج واشاعت میں دن رات کوشاں رہتے تھے۔ انہوں نے بچوں اور بچیوں کی تعلیم کے لیے مدرسے بنوائے۔ جمعہ و جماعت پنجگانہ کے لئے مختلف مساجد تعمیر کرائیں۔ جماعت اور مسلک کے لیے ہمیشہ رابطے میں رہتے تھے۔ تن تنہا بہت سی دینی واشاعتی ذمہ داریاں اپنے سر لے رکھی تھیں۔ ایک ماہنامہ رسالہ ''صدائے ہوش'' کے وہ چیف ایڈیٹر تھے۔ جامع مسجد امیر معاویہ اہل حدیث ثمر مارکیٹ راوی روڈ' مدرسہ زینب ؓ بنات الاسلام اور جامع مسجد ابوسفیان الرحیم ٹاؤن شاہدرہ' دارالحدیث جامعہ معاویہ ؓ کے پی ایس روڈ ان کی یاد

گاریں ہیں۔ مرحوم جذبہ تبلیغ قرآن وسنت سے سرشار تھے۔ چلتے پھرتے اور جماعتی رابطے کرتے کرتے گذشتہ دنوں بخار میں مبتلا ہوئے اور مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔ ان کی نماز جنازہ مولانا محمد سلفی صاحب (کراچی) نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں محترم مولانا محمد اسحاق بھٹی، میاں محمد جمیل (کنویز تحریک دعوت التوحید پاکستان) پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی، حافظ عبدالوہاب روپڑی، مولانا نذیر احمد سبحانی، حافظ حماد شاکر، ابوبکر قدوسی، عمر فاروق قدوسی وبرادران، رانا محمد شفیق خان پسروری، چوہدری محمد شفیق ملی شوز، حافظ محمد اسلم شاہدروی، محمد رمضان یوسف سلفی کے علاوہ سینکڑوں علمائے کرام، عزیز واقارب اور اہلیان محلّہ نے شرکت کی۔ بعد ازاں مرحوم کو لاچپت روڈ شاہدرہ کے قبرستان میں سپرد رحمت باری کیا گیا۔ احباب جماعت سے دعائے مغفرت و بلندی درجات کی درخواست ہے۔

ادارہ الاعتصام مرحوم کی وفات پر تعزیت کناں ہے۔ ان کے پس ماندگان کے غم میں شریک اور احباب جماعت غرباء اہل حدیث سے بھی تعزیت کرتا ہے۔ اللھم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه (محمد سلیم چنیوٹی)

☆☆☆☆☆

مولانا محمد ادریس ہاشمی صاحب انتقال کر گئے

ماہنامہ دعوت اہل حدیث حیدرآباد

مسلک اہلحدیث کے غیور عالم دین، مداح صحابہؓ کئی مساجد و مدارس کے بانی، ماہنامہ ''صدائے ہوش'' لاہور کے چیف ایڈیٹر، جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب کے سیکرٹری مولانا محمد ادریس ہاشمی صاحب مورخہ 25 مئی 2010ء بمطابق 10 جمادی الثانی 1431ھ بروز منگل مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ انا لله وانا اليه راجعون

ہاشمی صاحب کی شخصیت قحط الرجال اور نفس پرستی کے اس دور میں بلاشبہ مینارہ نور تھی، مسلک حقہ کی آبیاری اور سلفی منہج کے احیاء کیلئے آپ کی گرانقدر خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔ جامع مسجد امیر معاویہؓ راوی روڈ، مسجد عمر فاروق غرباء اہل حدیث رچنا ٹاؤن جامع مسجد ابو

سفیانؓ مدرسہ زینبؓ بنات الاسلام' جامعہ امیر المومنین معاویہؓ اور ماہنامہ "صدائے ہوش" آپ کی یادگار ہیں۔

"ادارہ دعوت اہل حدیث" احباب جماعت غرباء اہل حدیث' مرحوم کے پس ماندگان' دوست احباب اور ماہنامہ صدائے ہوش کے ایڈیٹر جناب محمد رمضان یوسف سلفی صاحب سے مسنون تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ باری تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے' بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔(آمین) قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔(حافظ عبدالحمید گوندل ایڈیٹر)

☆☆☆☆☆

ممتاز عالم دین مولانا محمد ادریس ہاشمی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون

ہفت روزہ اہل حدیث لاہور

معروف عالم دین' وکیل صحابہ اور جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد ادریس ہاشمی قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون

ان کی نماز جنازہ ان کے بنائے مدرسہ جامعہ امیر المومنین امیر معاویہؓ سے متصل مسجد حضرت ابوسفیانؓ میں ادا کی گئی۔نماز جنازہ جامعہ ستاریہ اسلامیہ کراچی کے مدیر التعلیم حضرت مولانا عبدالرحمٰن سلفی امام جماعت غرباء اہل حدیث کے چھوٹے بھائی مولانا محمد سلفی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے امیر پروفیسر عبدالرحمان لدھیانوی' رانا محمد شفیق خاں پسروری' رانا محمد نصر اللہ خاں' امتیاز احمد مجاہد ایڈووکیٹ' مولانا حافظ احمد اللہ' مولانا محمد اسحاق بھٹی' مولانا محمد سرور شفیق' رانا محمد شفیق خاں مظفر گڑھی' مولانا قاری محمد طیب' میاں محمد جمیل' مولانا عبداللہ سلیم' مولانا محمد طارق' مولانا محمد سلیم چنیوٹی' مولانا محمد رمضان یوسف سلفی' مولانا محمد صالح' حافظ احمد شاکر' مولانا یحییٰ عزیز ڈاہروی' مولانا محمد یاسین شاد' مولانا ابرار احمد ظہیر' مولانا نذیر احمد سبحانی' مولانا زاہد ہاشمی' مولانا نور الحسن' قاری ہارون الرشید' مولانا

عصمت اللہ خان' حافظ عبدالوہاب روپڑی' مولانا عطاء الرحمٰن حقانی' ماسٹر رحمت اللہ' حافظ عثمان مدنی' وقار احمد اعوان' مولانا انوارالحق' مولانا حافظ محمد اسلم شاہدروی' قاری عبدالواحد مدرسہ لسوڑیاں' حافظ عطاء الرحمٰن عامر' میاں عتیق الزماں اور دیگر علماء کرام نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور مرحوم کے لیے دعائے مغفرت اور ورثاء سے تعزیت کی۔ (ادارہ)

☆☆☆☆☆

مولانا ادریس ہاشمی بھی داغ مفارقت دے گئے

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

جماعت غرباء اہلحدیث صوبہ پنجاب کے امیر مولانا ادریس ہاشمی گذشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم بہت بڑے عالم دین' فقہی مسائل پر گہری نظر رکھنے والے اور ساری زندگی انہوں نے توحید وسنت کی اشاعت کے اس میدان میں ہر مشکل اور آزمائش کا بڑی خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔ مرحوم نے دینی اداروں کے قیام کے ساتھ ساتھ لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرنے کے لیے مجلّہ ماہنامہ ''صدائے ہوش'' کا اجرا کیا اور اس میں لوگوں کو روزمرہ زندگی میں پیش آمدہ مسائل بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرما کر عوام کی الجھنوں اور مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرتے۔ مرحوم بڑے سادہ مزاج اور قناعت پسند انسان تھے۔ پہلی دفعہ دیکھنے سے انسان کو یقین نہ آتا کہ یہ مولانا ہاشمی ہیں یا عام انسان۔ لیکن علمی بلندیوں پر فائز ہونے کے باوجود زہد' تقویٰ اور عاجزی کا کبھی دامن نہ چھوڑنے والی شخصیت تھے۔ ان کے قائم کردہ تعلیمی ادارے اور مجلّہ اور دیگر رفاہی کام ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔

نماز جنازہ جماعت غرباء اہلحدیث کے بزرگ عالم دین حافظ محمد مدنی' ناظم اعلیٰ جامعہ ستاریہ' کراچی نے پڑھائی۔ جماعت اہلحدیث کی طرف سے حافظ عبدالوہاب روپڑی' حافظ عابد سلیمان روپڑی' میاں محمد رفیق نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ میاں محمد جمیل ایم اے' پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی' حافظ احمد اللہ حامد' رانا نصر اللہ' رانا شفیق پسروری' مولانا محمد سرور' مولانا محمد

اسحاق بھٹی' حافظ محمد طیب شاہدرہ' مولانا محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی' قاری عبدالمتین اصغر کے علاوہ تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت فرما کر مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی۔ ادارہ مرحوم کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

مولانا ادریس ہاشمی وفات پا گئے

ماہنامہ نداء الجامعہ لاہور

25 مئی کو جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا ادریس ہاشمی وفات پا گئے۔ وہ لاہور میں دین حنیف کی شمع خوب روشن کیے بیٹھے تھے۔ ان کا ماہانہ مجلّہ صدائے ہوش بڑی باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ اپنے بنائے ہوئے ادارہ جامعہ امیر المومنین امیر معاویہؓ اور جامع مسجد ابوسفیان اہل حدیث میں وہ بچوں اور بچیوں کے دینی تعلیم کے ادارے بڑی خوبصورتی سے چلا رہے تھے کہ داعی اجل نے دستک دے دی۔

ادارہ جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے تمام منتظمین اور اساتذہ کرام و ادارہ مجلّہ نداء الجامعہ مع اپنے اعوان و انصار ان کی خدمات کو بنظر تحسین دیکھتا ہے اور دعا گو ہے کہ رب کریم ان کی حسنات قبول فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

ہفت روزہ حدیبیہ کراچی اپنی 26 مئی 2010ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب کے جنرل سیکرٹری جرأت مند رہنما مولانا ادریس ہاشمی انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مغرب کی نماز پڑھا کر گھر آئے غسل کیا' عشاء سے قبل ہارٹ اٹیک ہوا اور وفات پا گئے' اہل توحید میں اتحاد کی ہر کوشش میں پیش پیش رہے' جماعت غرباء اور اس کے نظام کے بہترین وکیل تھے' انہیں جماعت غرباء کا نظریاتی ستون قرار دیا جا سکتا تھا' تاریخ اسلام پر گہری نظر تھی بنوامیہ اور

بنو عباس کی تاریخ پر تو اتھارٹی کا درجہ رکھتے تھے

لاہور (حدیبیہ نیوز) جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب کے جنرل سیکرٹری اور جرات مند و بیباک اہل حدیث رہنما مولانا ادریس ہاشمی مورخہ 25 مئی بروز منگل بعد از نماز مغرب 67 سال کی عمر میں انتقال کر گئے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' ان کی نماز جنازہ امیر جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان مولانا عبدالرحمٰن سلفی کی نیابت کرتے ہوئے مدیر جامعہ ستاریہ الاسلامیہ مولانا محمد سلفی نے پڑھائی نماز جنازہ 26 مئی کی صبح گیارہ بجے مرحوم کے قائم کردہ مدرسے دارالحدیث جامعہ امیر معاویہ رحیم ٹاؤن جی ٹی روڈ لاہور میں ادا کی گئی نماز جنازہ میں مولانا عبدالغفار روپڑی پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی' میاں محمد جمیل' رانا شفیق پسروری' حافظ عبدالوہاب روپڑی' مولانا اسحاق بھٹی' مولانا حماد شاکر' ابوبکر قدوسی' حکیم یحییٰ عزیز ڈاہروی اور رمضان یوسف سلفی کے علاوہ متعدد علماء کرام جماعتی رہنمایان اور کثیر تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی۔ مولانا ادریس ہاشمی نے گذشتہ خطبہ جمعہ ضلع خوشاب کے ایک گاؤں کی مسجد میں پڑھایا تھا جہاں سے واپسی پر انہیں بخار تھا تاہم وہ بیماری کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنی تدریسی ذمہ داریاں اور اپنی ادارت میں نکلنے والے ماہنامہ صدائے ہوش کی ذمہ داریاں ادا کر رہے تھے' آخری روز مغرب کی نماز پڑھا کر گھر آئے گرمی سے نجات کے لئے غسل کیا عشاء کی اذان سے پہلے دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ مولانا ادریس ہاشمی جماعت غرباء اہل حدیث کے انتہائی نظریاتی رہنما تھے غرباء اہل حدیث کے نظام اور نظریات کی ان سے بہتر وکالت کوئی نہیں کر سکتا تھا انہیں جماعت غرباء کا نظریاتی ستون قرار دینا غلط نہ ہوگا۔ جماعت غرباء اہل حدیث کے ساتھ ان کی غیر متزلزل اور انتہائی پختہ رفاقت کے باوجود وہ تمام اہل حدیث جماعتوں اور رہنماؤں کا دل سے احترام کرتے تھے گذشتہ تیس سالوں میں اہلحدیث اتحاد کی جو بھی کوششیں ہوئیں وہ ان میں پیش پیش رہے۔ ہمارے ہاں بہت کم علماء ایسے نظر آتے ہیں جنہیں قرآن وحدیث کے علاوہ اسلامی تاریخ سے بھی گہرا لگاؤ ہو مولانا ہاشمی ایسے علماء میں سرفہرست ہیں' تاریخ اسلام ان کی دلچسپی کا خاص موضوع تھا بالخصوص بنو امیہ اور بنو عباس دور کی تاریخ پر انہیں اتھارٹی کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

جناب ڈاکٹر عبدالحفیظ صدیقی

سوگواران صاحب "صدائے ہوش" اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

یوم تبدل الارض غیر الارض والسماوات (الابراھیم؛48)

یہ زمین وآسمان نئے فلک وفرش سے بدل دیے جائیں گے

"یہ کائنات ابھی نا تمام ہے شاید

کہ آرہی ہے دمادم صدائے کن فیکون"

کائنات کے اس ارتقائی عمل "کن فیکون" میں اخی المکرّم مولانا ادریس ہاشمی شام سیاہ قبا میں گل لالہ کی چادر اوڑھے ہماری نظروں سے اوجھل ہوکر نئے عرش وارض میں طلوع ہورہے ہیں۔

جہان میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے ہیں

اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

ادخلو افی سلم کافة (البقرۃ208) کا پیغام عام کرنے والے مرحوم ادریس ہاشمی کیلئے ادخلو ھا بسلام آمنین (الحجر؛46) کی ندا آرہی ہے۔

سلم قولا من رب رحیم (یٰس؛58) سے ان کا استقبال ہورہا ہے۔

ان الارض یرثھا عبادی الصالحون (الانبیاء؛105)

بیشک (جنت کی) زمین کے وارث میرے صالح بندے ہی ہوں گے۔اس وعدہ معبود مطلق رحمٰن رحیم کے مطابق وہ خلد آشنا خلد آشیاں ہوں!

اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم کی ان دعاؤں کو مستجاب فرمائے!

واجعل لی لسان صدق فی الاخرین (الشعرا؛84)

اور رکھیے میرا ذکر سچا آئندہ آنے والوں میں!

واجعلنی من ورثة جنة النعیم (الشعرا؛85)

اور مجھ کو نعمت بھری جنت کے وارثوں میں سے بنادیجئے آمین

الھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ

والسلام

غمگسار ڈاکٹر عبدالحفیظ صدیقی 4۔والہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

مصنف کی دیگر تصانیف
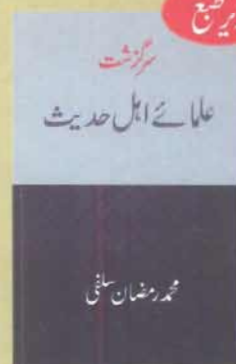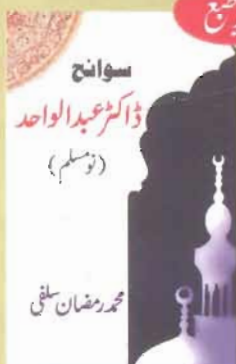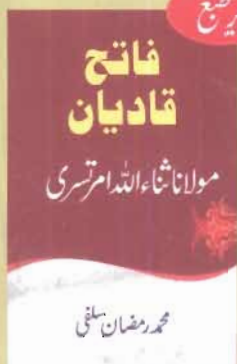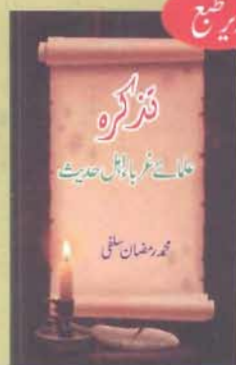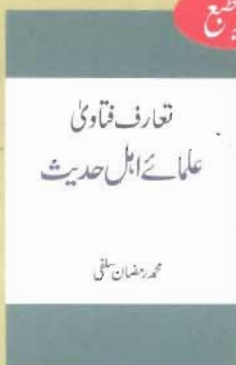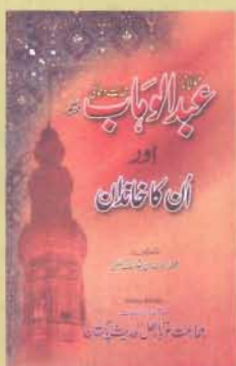
منجانب:
جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب
رابطہ: 0333-6584453